بلیک تھنڈر
BLACK OPS
مظہر کلیم ایم اے
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران سیریز

بلیک تھنڈر

مکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول بلیک تھنڈر پیش خدمت ہے۔ بلیک تھنڈر مجرموں کی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم ہے جس کی جڑیں بہت دُور تک پھیلی ہوئی ہیں اور یہ تنظیم عام اسلحے کے ساتھ ساتھ انتہائی خوفناک اور لاعلاج متعدی بیماریوں کو بھی بطور ہتھیار استعمال کرتی ہے۔ انتہائی باوسائل اور جدید ترین سائنسی آلات کو بے دریغ استعمال کرنے والی اس تنظیم میں بے شمار ایسے ایجنٹ موجود ہیں جن میں سے صرف ایک کا ٹکراؤ عمران سے ہوتا ہے اور اس ایک ایجنٹ نے ہی عمران جیسے شخص کو پہلے مقابلے میں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ایسی شکست سے دوچار کر دیا کہ جس کا شاید اس نے کبھی خواب میں بھی تصور نہ کیا ہوگا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پاکیشیا میں ہی کھلی اور واضح شکست دینے والا بلیک تھنڈر کا یہ ایجنٹ واقعی ذہانت، پھرتی اور تیز ترین کارکردگی کی بنا پر اگر عمران سے زیادہ نہیں تو کسی صورت میں کم بھی ثابت نہیں ہوا۔ یہ کہانی عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلیک تھنڈر کے اس اکیلے ایجنٹ کے درمیان انتہائی خوفناک، لرزا دینے والی اور جان لیوا جدوجہد کی کہانی ہے جسے پڑھنے کے بعد یقیناً آپ بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ ایجنٹ کسی بھی لحاظ سے عمران سے کم نہیں ہے اور ابھی تو صرف یہ آغاز ہے انتہا نجانے کہاں جا کر ہو اور اس کا انجام کیا ہو۔ اس کا فیصلہ تو مستقبل کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی آپ کے اعلیٰ ترین معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گی

اس کے ساتھ ساتھ آپ یقیناً اپنے خطوط اور ان کے جوابات کے بھی منتظر ہوں گے لیکن اس بار قارئین کی ڈاک میں ایک خط مجھے ایسا بھی موصول ہوا ہے جو قارئین کی بجائے ادارہ یوسف برادرز کے سرکولیشن منیجر صاحب نے لکھا ہے۔

ادارہ یوسف برادرز کے سرکولیشن منیجر صاحب لکھتے ہیں۔ مظہر کلیم صاحب! قارئین صاحبان تو اپنی شکایات آپ تک پہنچاتے رہتے ہیں اور آپ اپنے صفحے چند باتوں میں ان کے خطوط اور جواب بھی شائع کرتے رہتے ہیں لیکن آپ نے ہمارے سیکشن سے کبھی یہ دریافت نہیں کیا کہ ہمیں بھی آپ کے قارئین سے کوئی شکایت ہے یا نہیں۔ اس لئے مجبوراً مجھے خود ہی یہ خط لکھ کر آپ کو ارسال کرنا پڑا ہے تاکہ آپ کے قارئین کو بھی علم ہو سکے کہ سرکولیشن شعبے کے انچارج کی حیثیت سے مجھے ان سے کیا شکایت ہے۔ امید ہے کہ آپ میرا خط قارئین تک پہنچا دیں گے۔

"قارئین کی کثیر تعداد سرکولیشن شعبے کو خط لکھ کر کتابوں کے متعلق مختلف قسم کی معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ بعض قارئین سابقہ کتب کی لسٹ طلب کرتے ہیں، بعض صرف تاجرانہ رعایت کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور بعض قارئین آئندہ کتاب کی قیمت معلوم کرنا چاہتے ہیں اس طرح کی مختلف معلومات کے سلسلے میں شعبے کو روزانہ کافی خطوط ملتے ہیں لیکن ہم ان کا جواب اس لئے نہیں دے سکتے کہ ان کے ساتھ جوابی لفافہ ارسال نہیں کیا جاتا اور اس کے علاوہ خط لکھنے والے بعض اوقات اپنے شہر یا گاؤں کا نام بھی صاف طور پر نہیں لکھتے، ظاہر ہے جب انہیں جواب نہیں ملتا تو انہیں ادارے سے شکایت پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ ہم اپنی جگہ مجبور ہوتے ہیں۔

اس لئے میری گذارش اپنے قارئین تک پہنچا دیں کہ وہ کسی قسم کی معلومات یا کتب کی لسٹ حاصل کرنا چاہتے ہوں تو اپنا نام اور اپنا مکمل پتہ واضح طور پر لکھا کریں اور ساتھ لازماً جوابی لفافہ بھی ارسال کیا کریں کیونکہ جوابی لفافے کی موصولی کے بغیر ہم ان کے خط کا جواب اصولاً دینے سے قاصر ہوتے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کے قارئین ضرور ہماری گذارش پر عمل کریں گے۔"

محترم قارئین! آپ نے ادارہ یوسف برادرز کے سرکولیشن منیجر صاحب کا خط پڑھ لیا۔ ان کی شکایت واقعی بجا ہے۔ آئندہ آپ کو ادارہ سے کوئی معلومات درکار ہوں تو آپ یقیناً ساتھ جوابی لفافہ بھی بھجوا دیا کریں گے لیکن یہ پابندی صرف سرکولیشن شعبے کو لکھے گئے خط کے سلسلے میں ہے۔ میرا ذاتی مسئلہ اس سے قطعی مختلف ہے۔ میرے بیشمار قارئین مجھے جب خط لکھتے ہیں تو ساتھ جوابی لفافہ بھیج دیتے ہیں لیکن میرے پاس فرداً فرداً جواب دینے کا وقت نہیں ہوتا۔ اس لئے میں ان قارئین سے دلی معذرت خواہ ہوں جنہیں جوابی لفافہ بھیجنے کے باوجود جواب نہیں مل سکا۔ اس لئے میری درخواست تو یہ ہے کہ آپ مجھے خط ضرور لکھا کریں۔ لیکن جوابی لفافہ ساتھ ارسال نہ کیا کریں۔ آپ کے خط کا جواب میں انہی صفحات پر ہی دے سکتا ہوں اور دیتا رہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری یہ معذرت ضرور قبول کر لیں گے تاکہ میں زیادہ سے زیادہ وقت عمران کے کارناموں کو دے سکوں اور آپ صرف خطوط کے جواب ہی نہ پڑھیں بلکہ باقاعدگی سے عمران کے کارنامے بھی پڑھتے رہیں۔ تو محترم قارئین! اس بار تو آپ کو سرکولیشن منیجر اور مصنف کی شکایتیں پڑھنی پڑ گئی ہیں اور ظاہر ہے انہیں پڑھ کر آپ کی پیشانی یقیناً شکن آلود ہو رہی ہو گی۔ کیونکہ ان میں وہ دلچسپی تو نہیں ہو سکتی جو آپ کے خطوط میں ہوتی ہے۔ چلیئے آپ اپنا موڈ درست کرنے کیلئے ایک قاری کا خط بھی پڑھ لیجیئے۔

کراچی جوہر کالونی سے محمد مشتاق قریشی صاحب لکھتے ہیں۔ "ہمیں عمران کی طرف سے روا رکھی جانے والی ایک بے انصافی سے سخت شکایت ہے کہ جب کوئی دوسرا سنجیدہ ہو تو عمران اس سے مذاق کرنے سے باز نہیں آتا اور اسے بُری طرح زچ کر دیتا ہے۔ لیکن جب وہ خود سنجیدہ ہو تو کسی کو مذاق نہیں کرنے دیتا بلکہ بُری طرح ڈانٹ دیتا ہے۔ یہ صریحاً بے انصافی ہے آپ عمران کو سمجھائیں کہ وہ بے انصافی چھوڑ کر انصاف سے کام لیا کرے۔"

محمد مشتاق قریشی صاحب! عمران اور سنجیدگی دو متضاد چیزیں ہیں۔ آپ نے یقیناً محسوس کیا ہو گا کہ اگر کبھی وقتی طور پر وہ سنجیدہ بھی ہوتا ہے تو اس وقت حالات ایسے ہوتے ہیں کہ سنجیدگی کے بغیر اس کے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ اس لیے ان حالات کا ہی جبر ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کسی کا مذاق پسند نہیں کرتا۔ دراصل وہ ہر کام اپنے وقت پر کرنے کا عادی ہے اور جب کوئی سنجیدگی کے وقت مذاق کرے تو ظاہر ہے اسے ڈانٹ پڑنی ہی چاہیئے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عمران جب سنجیدہ ہوتا ہے تو وہ وقت واقعی سنجیدگی کا ہی ہوتا ہے اس وقت اگر کوئی مذاق کرتا ہے تو وہ بے وقت مذاق کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کیا عمران بے اصولی روا رکھتا ہے یا وہ حقیقتاً وقت سے انصاف کرتا ہے۔"

اچھا اب اجازت دیجئیے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

عمران نے کار گیراج میں بند کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے فلیٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اس کے چہرے اور انداز سے شدید تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔ وہ تقریباً ایک ہفتے بعد فلیٹ پر واپس آ رہا تھا۔ یہ ایک ہفتہ اس نے سپیشل ٹریننگ کیمپ میں گزارا تھا۔

سپیشل ٹریننگ کیمپ کو عرف عام میں ایس ٹی سی کہا جاتا تھا اور یہ کیمپ ہر چار ماہ بعد منعقد ہوتا تھا۔ عمران نے ہی بطور ایکسٹو گذشتہ کئی سالوں سے اس کا اجراء کیا تھا۔ ہر بار یہ کیمپ نئے علاقے اور نئے ماحول میں لگتا تھا۔ جس میں عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران حصہ لیتے تھے۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو بھی گذشتہ ایک سال سے اس کیمپ میں شامل کیا جا رہا تھا۔ یہ کیمپ ایک ہفتے کا ہوتا تھا۔ لیکن اس ایک ہفتے میں کیمپ میں شامل ہونے والوں کو انتہائی مشکل ترین حالات سے گزرنا پڑتا تھا۔

جوڈو، کراٹے، نشانہ بازی، فائٹنگ، فزیکل ٹریننگ، ڈینجر ڈیفنس،

ڈینجر مارکنگ، پیرا ٹروپنگ، غوطہ خوری غرضیکہ انتہائی سخت ترین ٹریننگ اس کیمپ میں شامل ہوتی تھی۔ اور یہ سب کچھ اس قدر سخت، مشکل اور خطرناک انداز میں کیا جاتا تھا کہ اس ایک ہفتے کا ایک ایک لمحہ شریک ہونے والوں پر قیامت کے طور پر گزرتا تھا۔

اس لئے کیمپ کے اختتام پر کیمپ میں شریک ہر ممبر پر بے پناہ تھکاوٹ طاری ہو جاتی تھی۔ لیکن یہ تھکاوٹ تو بہرحال ایک آدھ روز میں اتر جاتی تھی مگر جو تجربات انہیں اس کیمپ سے حاصل ہوتے تھے وہ ان کی عملی زندگی میں بے حد کام آتے تھے۔

عمران بھی بطور ممبر ہی اس کیمپ میں شریک ہوتا تھا اس لئے واپسی پر اس پر بھی بے پناہ تھکاوٹ طاری ہو جاتی تھی اور اس وقت چونکہ وہ ایس ٹی سی سے واپس آ رہا تھا۔ اس لئے اس کے چہرے اور انداز سے تھکاوٹ نمایاں تھی۔

ڈھیلے ڈھیلے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ دروازے پر پہنچا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبانے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ دروازہ خود بخود کھل گیا۔

دروازے پر سلیمان کھڑا حیرت سے پلکیں جھپکا جھپکا کر عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے جسم پر شاندار سوٹ تھا اور جسم سے خوشبو کی ایسی لپٹیں آ رہی تھیں جیسے اس نے پرفیوم کی پوری شیشی ہی سوٹ پر انڈیل لی ہو۔ بے داغ سفید قمیض اور اس پر موجود انتہائی قیمتی سرخ رنگ کی ٹائی جس پر چھوٹے چھوٹے سنہری پھول بکھرے ہوئے تھے اور کشمشی رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس سلیمان اس وقت بے حد وجیہہ نظر آ رہا تھا۔

"جی فرمایئے ——— کس سے ملنا ہے آپ کو" سلیمان نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں خاصی سرد مہری تھی۔

"جج ——— جج ——— جی یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کا فلیٹ ہے" عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ ایسے جیسے وہ سلیمان کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا ہو۔

"ہے نہیں، تھا" سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تھا ——— کیا مطلب ——— کیا وہ مرحوم ہو چکے ہیں یا یہ فلیٹ انہوں نے فروخت کر دیا ہے" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فروخت تو وہ اسے کر ہی نہیں سکتے تھے۔ البتہ انہوں نے وصیت میں یہ فلیٹ ہمیں لکھ دیا ہے۔ اور اب تک یقیناً وہ مرحوم ہو چکے ہوں گے اس لئے اب یہ فلیٹ وصیت کے مطابق ہمارا ہے" سلیمان نے بڑے نخوت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اور چابی جیب میں ڈال کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"جج۔ جی ——— آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے پاس فضول باتوں کا جواب دینے کے لئے وقت نہیں ہے" سلیمان نے مڑے بغیر کہا اور اطمینان سے سیڑھیاں اترنے لگا۔

"جناب، کوئی کرسی ہی باہر نکال دیجئے۔ میں بہت تھکا ہوا ہوں" عمران نے کہا۔

"فرش پر بیٹھ جایئے" سلیمان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی

وہ سیڑھیاں اتر گیا۔

" اچھا ——— ٹھیک ہے۔ اب اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ دھپ سے فرش پر بیٹھ گیا۔ دیوار کے ساتھ سر ٹیکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

ابھی اسے اس حالت میں بیٹھے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ فلیٹ کے اندر سے ٹیلیفون کی گھنٹی کی تیز آواز سنائی دی۔

" میرے پاس چابی نہیں ہے اور فلیٹ جناب سلیمان کے نام ہو چکا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ٹیلیفون کی گھنٹی کی اونچی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

" کہیں کوئی ایمرجنسی نہ ہو ——— چلو سن لیتے ہیں"۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سائیڈ کی دیوار میں موجود ایک رخنے میں انگلی ڈال کر چابی نکالی۔ اور پھر تالا کھول کر وہ تالا داخل ہو گیا۔

" یا اللہ۔ معاف کرنا۔ میں بڑی نیک نیتی سے غیر کے فلیٹ میں داخل ہو رہا ہوں۔" عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔ ویسے اس کے انداز میں وہی جھجک تھی جو کسی غیر جگہ میں بغیر اجازت داخل ہوتے وقت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر رسیور اٹھا لیا۔

" ٹائرڈ ——— بلکہ ٹائرڈ علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا واقعی بولنے کے لئے جی نہ چاہ رہا ہو۔

" عمران ——— میں سلمیٰ بول رہی ہوں۔ میں نے پہلے بھی فون کیا تھا

تو سلیمان نے بتایا تھا کہ تم آنے والے ہو"۔ دوسری طرف سے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی بیوی سلمیٰ کی انتہائی پریشان سی آواز سنائی دی۔

" اوہ ——— بھابھی آپ ——— خیریت ہے۔ آپ پریشان سی لگ رہی ہیں" عمران نے چونک کر پوچھا۔

" تو تمہیں سلیمان نے کچھ نہیں بتایا"۔ سلمیٰ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بتایا تو ہے لیکن ....." عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ ظاہر ہے اب جو کچھ اسے سلیمان نے سوپر فیاض کے متعلق بتایا تھا۔ وہ سلمیٰ کو نہ بتا سکتا تھا۔

" اوہ عمران ——— اس کے باوجود نہ تم آئے اور نہ تم نے فون کیا۔ اوہ۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ مشکل وقت میں تم جیسا بھائی بھی آنکھیں پھیر لے گا۔" سلمیٰ کی رندھی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز سے ہی لگ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ہیں۔

" ارے ارے کیا ہوا ——— پلیز بھابی جلدی بتایئے۔ سلیمان سے تو میری ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ میں تو ابھی ایک ہفتہ باہر لگا کر آیا ہوں۔ دروازہ لاک تھا۔ اس لئے تالا کھولنے اور یہاں تک آنے میں دیر ہو گئی۔ کیا بات ہے جلدی بتایئے۔ خیریت ہے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ سلمیٰ کا لہجہ سن کر ہی اس کا دل دھڑک اٹھا تھا اور اس نے سلمیٰ کو حوصلہ دینے کے لئے جھوٹ بول دیا تھا۔

" عمران ——— تمہارا دوست فیاض مر رہا ہے۔ خدا کے لئے اسے بچا لو۔ پلیز عمران۔ تمہارے پاس ہر مشکل کا حل ہوتا ہے۔ پلیز فیاض کو نہ مرنے دو"۔ سلمیٰ نے بری طرح روتے ہوئے کہا۔

" فیاض کو کیا ہوا۔ تفصیل بتایئے بھابی"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

" نجانے انہیں کیا ہو گیا ہے۔ ان کے جسم پر بڑے بڑے سیاہ رنگ کے آبلے نکل آئے ہیں۔ پورے بدن پر چہرے سمیت۔ یہ آبلے مسلسل پھٹ رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں۔ لیکن ان آبلوں میں سے کوئی مواد نہیں نکلتا۔ یوں لگتا ہے جیسے سیاہ رنگ کے بلبلے جسم پر ابھر اور ٹوٹ رہے ہوں۔ فیاض کی حالت بے حد خراب ہے۔ شدید ترین تکلیف کی وجہ سے وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے لیکن کسی کی سمجھ میں یہ بیماری نہیں آ رہی۔ مجھے ڈاکٹروں کے چہرے دیکھ کر خوف آ رہا ہے ——— پلیز عمران خدا کے لئے کچھ کرو" سلمیٰ نے ہچکیاں لے کر روتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— بھابی حوصلہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ ابھی سوپر فیاض نے بڑے کام کرنے ہیں۔ بے فکر رہیں۔ کہاں ہے وہ" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" سروسز ہسپتال کے سپیشل وارڈ کے کمرہ نمبر چار میں۔ خدا کے لئے اسے بچا لو۔ عمران میں تو جیتے جی مر جاؤں گی" سلمیٰ کی حالت واقعی بے حد خراب لگ رہی تھی۔

" اوہ ——— سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آ رہا ہوں" عمران نے جلدی سے کہا اور رسیور رکھ کر وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بجلی کی سی تیزی سے اس نے دوبارہ تالا لگایا۔ چابی اسی رخنے میں ڈالی اور دوڑنے کی بجائے تقریباً اڑتے ہوئے وہ تین تین سیڑھیاں اکٹھی

اترتا نیچے سڑک پر پہنچ گیا۔ اب اس کے انداز میں ذرا برابر بھی تھکاوٹ کے آثار نہ تھے۔

چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سروسز ہسپتال کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ چہرے پر شدید سنجیدگی طاری تھی۔ اسے اب سلیمان پر بھی بے حد غصہ آ رہا تھا۔ جس نے اسے اہم ترین بات کھل کر نہ بتائی تھی۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس بار سلیمان کو ایسی سزا دے گا کہ آئندہ وہ کبھی ایسی لاپرواہی کا سوچ بھی نہ سکے گا۔

سروسز ہسپتال کے سپیشل شعبے کے سامنے کار روک کر وہ اترا اور پھر دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

گیٹ پر موجود دربان نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن عمران تو اس وقت طوفان بنا ہوا تھا۔ اس لئے جب تک دربان اسے روکنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا۔ عمران سپیشل وارڈ کے اس حصے میں پہنچ گیا۔ جس میں مخصوص کمرے تھے۔ اور جب وہ چار نمبر کے دروازے پر پہنچا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور سروسز ہسپتال کا انچارج فزیشن ڈاکٹر ہاشمی دو اور ڈاکٹروں کے ساتھ باہر نکلا۔ عمران ڈاکٹر ہاشمی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے ڈاکٹر ہاشمی عمران کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔

" اوہ ——— عمران صاحب! آپ۔ ہاں فیاض صاحب آپ کے دوست ہیں، میں جانتا ہوں" ڈاکٹر ہاشمی نے کہا۔ لیکن عمران کو واضح طور پر ڈاکٹر ہاشمی جیسے ورلڈ فیم کے فزیشن کے چہرے پر چھائی ہوئی مایوسی نظر آ رہی تھی۔

" کیا حال ہے فیاض کا" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" آپ خود دیکھ لیں" ڈاکٹر ہاشمی نے کہا۔

" اوہ اچھا ——— میں آ رہا ہوں آپ کے پاس۔ ذرا فیاض کو دیکھ

لوں"۔ عمران نے کہا اور جلدی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان فیاض بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا سارا جسم ننگا تھا۔ صرف ایک انڈر ویئر اس کے جسم پر نظر آ رہا تھا۔ وہ بے ہوش تھا البتہ دو نرسیں اس کے بستر کے گرد موجود تھیں۔ اسے گلوکوز لگا ہوا تھا۔ ایک طرف کرسی پر سلمیٰ بھابی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ اس طرح ہل رہے تھے جیسے وہ کوئی وظیفہ پڑھ رہی ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید خوف اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

عمران جلدی سے آگے بڑھا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ ——— عمران تم آ گئے۔ دیکھو فیاض کو۔ کیا حال ہو رہا ہے۔ خدا کے لئے کچھ کرو۔ اس کی حالت لحہ بہ لحہ بگڑتی جا رہی ہے۔ اور ڈاکٹر کچھ بتاتے ہی نہیں"۔ سلمیٰ نے کرسی سے اٹھ کر تقریباً چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھابی! آپ پڑھی لکھی ہیں اور سمجھدار ہیں۔ اس لئے حوصلہ کیجئے۔ ہر بیماری کا بہرحال اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی علاج بھی ضرور پیدا کیا ہوا ہے ٹھیک ہو جائے گا فیاض"۔ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور سلمیٰ ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔

عمران فیاض پر جھک گیا۔ فیاض کا سارا جسم سیاہ پڑا ہوا تھا اور واقعی اس کے جسم پر مسلسل سیاہ رنگ کے آبلے بن اور ٹوٹ رہے تھے یہ آبلے اس قدر کثیر تعداد میں تھے کہ جسم کا کوئی حصہ بھی خالی نظر نہ آ رہا تھا۔ صرف آنکھیں بچی ہوئی تھیں۔ حتیٰ کہ بھنوؤں پر بھی آبلے بن اور پھوٹ

رہے تھے۔

"عمران نے نبض دیکھنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک نرس بول پڑی۔

"پلیز! انہیں ہاتھ مت لگائیے۔ ڈاکٹر ہاشمی نے منع کر دیا ہے"۔ نرس نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— ٹمپریچر کیا ہے ان کا۔ ذرا چارٹ دکھائیے"۔ عمران نے ہاتھ روکتے ہوئے نرس سے کہا اور نرس نے چارٹ اٹھا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

عمران غور سے چارٹ کو دیکھنے لگا۔ فیاض کو تیز ٹمپریچر تھا۔ بلڈ پریشر بھی خاصا اونچا تھا۔ لیکن کسی بیماری کا نام چارٹ پر نہ لکھا ہوا تھا۔ البتہ خون کے تجزیئے کے بارے میں ہدایات موجود تھیں۔

"فیاض کی یہ حالت کب سے ہے بھابی"۔ عمران نے چارٹ واپس نرس کو دیتے ہوئے سلمیٰ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تین روز ہو گئے ہیں ——— تین روز پہلے اچھے بھلے دفتر گئے تھے۔ پھر وہاں سے فون آیا کہ ان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اور انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔ میں دوڑی دوڑی یہاں آئی تو اس وقت یہ ہوش میں تھے۔ لیکن تکلیف کی شدت سے بری طرح چیخ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سیاہ آبلے تو نمودار ہو رہے تھے لیکن کہیں کہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹروں نے انہیں مسلسل بے ہوش رکھا ہوا ہے۔ لیکن روز بروز آبلوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اب تم دیکھ لو جسم کا کوئی حصہ بھی ان آبلوں سے خالی نہیں ہے"۔ سلمیٰ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا

لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اب خاصی سنبھل گئی ہے۔

" اوہ اچھا آپ فکر نہ کریں اور گھر جائیں۔ بچے اکیلے پریشان ہوں گے۔ میں نے ان کی بیماری سمجھ لی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ انہیں کیسے آرام آجاتا ہے۔ بالکل بے فکر رہیں" عمران نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

" بیماری سمجھ لی ہے ۔۔۔۔ کون سی بیماری ہے یہ۔ ڈاکٹر تو کہتے ہیں انہیں سمجھ ہی نہیں آرہی" سلمیٰ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا

" ڈاکٹروں نے صرف اتنی بیماریاں پڑھی ہوئی ہیں جتنی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں لیکن جو کتابوں میں درج نہیں ہیں ان کا انہیں پتہ نہیں۔ اس بیماری کو بلیک بلسٹر کہتے ہیں یعنی سیاہ آبلوں کی بیماری۔ یہ ایک مخصوص وائرس سے پھیلتی ہے۔ مجھے اس کا علاج معلوم ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ لیکن مکمل آرام آنے میں دس بارہ دن لگ جائیں گے۔ بہرحال فکر نہ کریں۔ میں ڈاکٹر ہاشمی سے بات کرتا ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

" اوہ خدایا ۔۔۔۔ تیرا شکر ہے۔ شکر ہے خدایا تم نے میری دعا قبول کر لی اور اس رحمت کے فرشتے کو بھیج دیا" سلمیٰ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے طویل سانس لے کر کہا۔ اور عمران اپنے لئے رحمت کے فرشتہ کا لقب سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

سلمیٰ ابھی تک اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں مصروف تھی۔ کہ عمران تیزی سے مڑا اور کمرے کے دروازے سے نکل کر ڈاکٹر

ہاشمی کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے صرف سلمیٰ کو حوصلہ دینے کے لئے یہ ساری باتیں کر دی تھیں۔ حالانکہ وہ خود اس عجیب وغریب بیماری کو نہ سمجھ سکا تھا اور نہ ہی ۔۔۔۔ اس سے پہلے اسے ایسا کوئی مریض نظر آیا تھا۔ بلسٹر انگریزی میں آبلے کو کہتے ہیں۔ اس لئے عمران نے خود ہی بلیک بلسٹر یعنی سیاہ آبلے اس بیماری کا نام بتا دیا تھا۔

" آیئے عمران صاحب ۔۔۔۔ آپ نے دیکھ لی ہے فیاض کی حالت"

عمران کے دفتر میں داخل ہوتے ہی بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے بوڑھے ڈاکٹر ہاشمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کمرہ میں تین اور ڈاکٹر بھی موجود تھے۔ ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

" ہاں" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ہم مسلسل تین روز سے اس پر اسرار بیماری کو ٹریس کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے کھلے عام اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم بہرحال اس حیرت انگیز بیماری کو قطعی طور پر نہیں سمجھ سکے۔ میں نے اس سلسلے میں ایکریمیا کے بڑے بڑے فزیشنز سے فون پر بات کی ہے۔ لیکن کوئی بھی اس بیماری کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ اور فیاض صاحب کی جو حالت ہے اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ مزید چوبیس گھنٹوں سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے" ڈاکٹر ہاشمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" خون کے تجزیئے کی کیا رپورٹ ہے" عمران ڈاکٹر ہاشمی جیسے ماہر ترین معالج کی بات سن کر پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

" نارمل خون میں کوئی غیر معمولی تبدیلی نہیں ہے اور نہ ہی کسی وائرس

کا پتہ چلا ہے۔ یہی تو حیرت ہے عمران صاحب کہ سب کچھ نارمل ہونے
کے باوجود یہ عجیب وغریب بیماری نہ صرف موجود ہے بلکہ تیزی سے بڑھتی
جا رہی ہے"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے معلوم کیا ہے کہ دارالحکومت کے دوسرے ہسپتالوں
میں اس بیماری کا کوئی مریض آیا ہو"۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں ——— کہیں سے کوئی رپورٹ نہیں ملی"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں عمران صاحب"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اب تک کیا علاج کیا ہے فیاض کا"۔ عمران نے پوچھا اور ڈاکٹر
ہاشمی نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ خون صاف کرنے والی دواؤں
کے انجکشن، ہر قسم کے زہر کو ختم کرنے والے مختلف تریاقوں کے انجکشن سب
کچھ ڈاکٹر ہاشمی استعمال کر چکے تھے۔

"کوئی ری ایکشن"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں" ——— ڈاکٹر ہاشمی نے یاس بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے اب مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا"۔
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشمی سمیت کمرے میں موجود
باقی ڈاکٹر بھی چونک کر اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے عمران نے
کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"آپ کیا کریں گے ——— مجھے معلوم ہے کہ میڈیکل کے بارے میں
آپ کی معلومات بہت وسیع ہیں۔ کئی بار مختلف موقعوں پر آپ نے اپنی
معلومات سے مجھے بھی حیران کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کو پوری
تفصیل بتا دی ہے لیکن بہرحال آپ فزیشن تو نہیں ہیں"۔

"ہیں تو فزیشن نہیں ہوں ڈاکٹر صاحب لیکن ہمت تو بہرحال نہیں
ہارنی چاہیے۔ کچھ نہ کچھ کریں گے تب ہی کچھ نہ کچھ ہو گا"۔ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا کریں گے آپ"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو ایک ٹیلیفون کروں گا"۔ عمران نے کہا اور میز پر رکھا ہوا
ٹیلیفون اپنی جانب کھسکا لیا۔ اس نے ٹیلیفون کے نیچے لگا ہوا بٹن آف
کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر ——— رسیور اٹھا کر اس نے تیزی
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کافی سارے نمبر ملانے کے بعد اس
کی انگلی رک گئی۔

"آپ ملک سے باہر کال کر رہے ہیں"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے کہا اور عمران
نے سر ہلا دیا۔

"ہیلو ——— ڈاکٹر جوفسکی صاحب سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا
سے بول رہا ہوں علی عمران"۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران سر جھٹکا
کر خاموش ہو گیا۔

"ڈاکٹر جوفسکی ——— یہ کون صاحب ہیں"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے چونک
کر پوچھا۔

"یہ پراسرار بیماریوں کے ڈاکٹر ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ـــــ میں جوفسکی بول رہا ہوں" اسی لمحے رسیور پر ایک بوڑھی اور کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ ڈاکٹر جوفسکی ـــــ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں" عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران ـــــ اوہ تم بیٹے کیسے ہو ـــــ آج بڑے عرصے بعد بوڑھے انکل کا خیال آیا ہے" ڈاکٹر جوفسکی کے لہجے میں ہلکا سا جوش تھا۔

"انکل! آپ سے تو مجھے بے حد ڈر لگتا تھا۔ آپ تو جراثیم پروف ہیں مگر کوئی جراثیم مجھے چمٹ گیا تو ....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن لہجہ بے تکلفانہ ہونے کے باوجود بیحد مودبانہ تھا۔ اور دوسری طرف سے ہلکے ہلکے قہقہوں کی آواز سنائی دی۔

"اچھا بتاؤ، کیسے فون کیا ـــــ مجھے معلوم ہے بغیر مطلب کے تمہیں انکل کی یاد نہیں آسکتی۔" ڈاکٹر جوفسکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"انکل ـــــ میرے ایک عزیز کو انتہائی عجیب وغریب بیماری لگ گئی ہے۔ ہمارے ورلڈ فیم فزیشن ڈاکٹر ہاشمی بھی جواب دے گئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ ایسی بیماریوں پر مخصوص ریسرچ کرتے ہیں شاید آپ کو معلوم ہو۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ کیا علامات ہیں، تفصیل سے بتاؤ۔" ڈاکٹر جوفسکی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

عمران نے نیاض کی جسمانی حالت اور ڈاکٹر ہاشمی سے حاصل کردہ

معلومات تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ ـــــ اوہ عمران بیٹے۔ یہ تو واضح طور پر بلیک ڈاگ کی علامات ہیں۔" ڈاکٹر جوفسکی کی آواز سنائی دی۔

"بلیک ڈاگ ـــــ کیا مطلب۔ یہ بیماری کا نام کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو کسی کتے کا نام ہوگا۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اسے کہا بلیک ڈاگ ہی جاتا ہے۔ یہ انتہائی خوفناک مرض ہے۔ اس کا بظاہر کوئی علاج نہیں ہے یہ بیماری افریقہ کے ایک علاقے ملباکو کی مخصوص بیماری ہے۔ وہاں انتہائی دشوار گذار جنگلات ہیں اور اس علاقے میں نئی تہذیب ابھی تک نہیں پہنچی۔ میں نے وہاں اس کا ایک مریض دیکھا تھا۔ ملباکو کے وحشی ونچ ڈاکٹر اس کا علاج ایلیگیٹر کے انڈے کے بنے ہوئے تیل سے کرتے تھے۔ اس تیل کو تیار بھی خاص طریقے سے کیا جاتا ہے جو انتہائی مشکل اور صبر آزما طریقہ ہے اور اس تیل کو بنانے میں کم از کم دو ہفتے لگ جاتے ہیں۔ میں نے اس پر تحقیقات کی ہے۔ اور انتہائی طویل تحقیقات کے بعد صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ ایک ایسے وائرس سے پیدا ہوتی ہے جو خون کے سرخ جرثوموں پر موجود ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس کی شکل وصورت آکسیجن کے ایٹم جیسی ہوتی ہے۔ اس لئے لیبارٹری تجزیئے میں اس کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اس وائرس کا کام یہ ہے کہ یہ سانس کے ذریعے اندر آنے والی آکسیجن کو ڈی تھرائیڈ میں تبدیل کر کے خون سے کھال کی طرف دھکیل دیتا ہے اور ڈی تھرائیڈ کھال کے مسام سے باہر کسی آبلے کی صورت میں نکل کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا دورانیہ صحت مند آدمی پر پانچ روز تک رہتا ہے۔ شروع

میں یہ وائرس تھوڑی آکسیجن کو ڈی تھرائیڈ کرتے ہیں لیکن پھر یہ مقدار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آخر پانچ روز بعد مکمل آکسیجن ڈی تھرائیڈ ہونے لگ جاتی ہے اور انسان آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور ایک اور حیرت انگیز بات بھی بتا دوں کہ جب اس کا مریض مر جاتا ہے تو یہ وائرس آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے باہر آ جاتا ہے اور نیا شکار ڈھونڈ لیتا ہے۔ اس طرح ایک لحاظ سے یہ متعدی مرض بھی بن جاتا ہے۔ لیکن یہ وائرس منہ کے ذریعے نہیں بلکہ جسم پہ موجود کسی زخم کے ذریعے باہر آتا ہے۔ اور اندر داخل ہو جاتا ہے لیکن اگر مرنے والے کے جسم پر کوئی زخم نہ ہو تو پھر یہ وائرس باہر نہیں نکل سکتا اور ختم ہو جاتا ہے۔"

ڈاکٹر جوفنسکی نے رک رک کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ واقعی انتہائی خوفناک بیماری ہوئی۔ لیکن ڈاکٹر جوفنسکی اب وہ ایلیگیٹر کے انڈوں کا تیل کہاں سے مل سکتا ہے۔ ہمارے ہاں نہ تو ایلیگیٹر ہوتے ہیں اور نہ ان کے انڈے۔ ایلیگیٹر بھی تو افریقہ کے خوفناک دلدلی اور سمندری علاقوں میں ہوتا ہے اور انہی دلدلوں میں ہی وہ انڈے دیتے ہیں۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں اور اسی بات پر مجھے حیرت بھی ہے کہ پاکیشیا میں یہ بلیک ڈاک کیسے پہنچ گئی۔ اس کا تو اب تک سوائے اس علاقے ملباکو کے اور کہیں پتہ نہیں چلا۔ اور وہاں بھی کبھی کبھی ہی کوئی مریض اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔ بہرحال تمہارے مریض کو کتنے دن ہو گئے ہیں اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔" ڈاکٹر جوفنسکی نے پوچھا۔

"تین روز ہو گئے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے۔ فی الحال کچھ وقت مل سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے پتہ بتا دو۔ میں فوری طور پہ تیل بھیج دیتا ہوں۔ میرے پاس بہت معمولی مقدار پڑی ہوئی ہے۔ بہرحال ایک دو مریضوں کے لئے تو یہ کافی ہے۔ تمہارا مریض ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن یہ معلوم کرنا تمہارا کام ہے کہ اسے یہ بیماری کیسے لگی ——— اور اگر ہو سکے تو مجھے بھی رپورٹ دے دینا۔" ڈاکٹر جوفنسکی نے کہا۔

"تھینک یو ڈاکٹر۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے سپیشل سروسز ہسپتال کے ڈاکٹر ہاشمی کا نمبر ڈاکٹر جوفنسکی کو لکھوا دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں ابھی روانہ کر دیتا ہوں سپیشل ایئر کارگو سے۔ امید ہے چھ سات گھنٹوں میں پہنچ جائے گا۔" ڈاکٹر جوفنسکی نے جواب دیا۔

"انکل ——— اس تیل کو کس طرح مریض کو دینا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اس کی صرف ون سی سی مقدار خون میں انجیکٹ کر دینا۔ جیسے ہی یہ خون میں داخل ہوگا۔ فوری طور پہ وائرس ختم ہو جائے گا اور مریض ٹھیک ہونے لگ جائے گا۔ فوری طور پہ تم اسے ہلکی مقدار میں آکسیجن دینی شروع کر دو۔ زیادہ مقدار میں نہ دینا ورنہ ڈی تھرائیڈ کا عمل تیز ہو جائے گا اور اس طرح مریض کا خون پھٹ بھی سکتا ہے۔ طاقت کے انجکشن ساتھ ساتھ دیتے رہنا۔" ڈاکٹر جوفنسکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر ——— آپ فوراً بھیج دیں۔ بے حد شکریہ۔ میں آپ کو اس بارے میں اپنی تحقیقات سے ضرور آگاہ کروں گا۔" عمران نے کہا اور دوسری طرف سے او۔کے کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"فیاض تو اب انشاءاللہ بچ جائے گا۔ ڈاکٹر ہاشمی جیسے ہی یہ تیل آپ

کو ملے، آپ مجھے رِنگ کر دیں۔ میں اپنے سامنے اسے انجیکٹ کراؤں گا"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشمی نے سر ہلا دیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی صوفے پر نیم دراز غیر ملکی چونک کر اٹھ بیٹھا۔

"اوہ جونی تم ۔۔۔ آؤ"۔ کمرے میں موجود غیر ملکی نے نرم لہجے میں کہا۔ اور کمرے میں داخل ہونے والا نوجوان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکاوٹ کے آثار نمودار تھے۔

"کیا رپورٹ ہے"۔ کمرے میں موجود غیر ملکی نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کامیابی باس ۔۔۔ دارالحکومت میں موجود مریض کی پوزیشن بالکل ہماری توقع کے عین مطابق ہے۔ اور باس وہ شخص کوئی عام شخص نہیں ہے۔ وہ سنٹرل انٹیلیجنس کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔ اس کا نام فیاض ہے اسے سپیشل سروسز ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ اور اس کا علاج پاکیشیا کے انتہائی نامور فزیشن ڈاکٹر ہاشمی کر رہے ہیں لیکن ڈاکٹر ہاشمی نے اس

مرض کو لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ یہ کیا مرض ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر ہاشمی نے ایکریمیا اور یورپ کے ماہر ترین فزیشنز سے بھی ڈسکس کیا ہے"۔ جونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے بلیک ڈاگ کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ دنیا کو تو ابھی تک اس بیماری کا علم تک نہیں ہے۔ تم اس فیاض کو کس سٹیج پر چھوڑ کر آئے ہو"۔ باس نے پوچھا۔

"آخری سٹیج پر باس ۔۔۔ اب وہ زیادہ سے زیادہ بیس پچیس گھنٹے اور زندہ رہے گا"۔ جونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے چیک کر لیا۔ اس کے جسم پر کوئی زخم تو نہیں ہے"۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ میں نے اچھی طرح تسلی کر لی ہے"۔ جونی نے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی اور میدانی دونوں علاقوں میں بلیک ڈاگ کا تجربہ سو فیصد کامیاب رہا ہے"۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ جونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع کر دوں"۔ باس نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا اور جونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے ۔۔۔ سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ"۔ باس نے کہا اور جونی اٹھا اور مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید قسم کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر پکڑا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر درمیانی میز پر رکھ دیا۔ اور باس نے اس کے

مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"یس۔۔۔ ہیڈ کوارٹر ۔۔۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"فلیک بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ اوور"۔ باس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس فلیک۔ تمہاری طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"رپورٹ کے لئے ہی میں نے کال کیا ہے جناب۔ اوور"۔ فلیک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کامیابی ۔۔۔ پاکیشیا کے پہاڑی اور میدانی دونوں علاقوں میں تجربات کئے گئے ہیں سو فیصد نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ اوور"۔ فلیک نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس ۔۔۔ ہم نے اپنا ہیڈ کوارٹر یہاں کے ایک انتہائی بلند پہاڑی سلسلے آراش پر قائم کیا۔ یہاں کے لوگ انتہائی صحت مند اور سخت جان ہیں۔ یہاں ہم نے تین افراد کے جسموں میں بلیک ڈاگ کے مخصوص جراثیم پہنچائے۔ تینوں پر بالکل درست نتیجہ برآمد ہوا اور تینوں ختم ہو گئے۔ اس کے بعد تقریباً کم بلند علاقے میں آ گئے۔ یہاں بھی چار مریضوں پر تجربہ کامیاب رہا۔ اس کے بعد ہم نیم میدانی اور نیم پہاڑی علاقے چاراک پہنچے وہاں بھی دو مریضوں پر تجربہ سو فیصد کامیاب رہا۔ چاراک میں ہی

دارالحکومت کا ایک آدمی ہمیں نظر آ گیا۔ ہم نے اس کو نشانہ بنایا اور پھر جونی اور ڈاگر کو رزلٹ دیکھنے کے لئے اس کے پیچھے دارالحکومت بھجوا دیا۔ ابھی جونی نے آ کر رپورٹ دی ہے کہ اس آدمی کی حالت ہماری توقع کے عین مطابق ہے اور دارالحکومت کے بڑے بڑے ڈاکٹر بلیک ڈاگ کو نہیں سمجھ سکے۔ اوور"۔ فلیک نے جواب دیا۔

"ہے سے مطلب ہے کہ وہ آدمی زندہ ہے اور یہ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے یہ مطلب نکلا کہ وہ کوئی اہم شخصیت ہے۔ وضاحت کرو۔ اوور"۔ ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔

"یس باس ۔۔۔ اس مریض کو بلیک ڈاگ کا شکار ہوئے تین روز ہو گئے ہیں اور اب وہ زیادہ سے زیادہ بیس پچیس گھنٹے اور زندہ رہے گا۔ ویسے ڈاگر ابھی تک وہیں ہے۔ آخری رپورٹ وہ لے آئے گا اور جونی نے بتایا ہے کہ وہ آدمی پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلیجنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔ اوور"۔ فلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ اچھا ہوا۔ اس طرح یہ معلوم ہو گیا کہ پاکیشیا کے ڈاکٹرز میں سے کوئی اسے نہیں سمجھ سکا۔ ویسے بھی یہ ڈاکٹر لوگ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔

"یس باس ۔۔۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اوور"۔ فلیک نے پوچھا۔

"تم اس وقت کہاں سے کال کر رہے ہو۔ اوور"۔ ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔

" چاراک سے جناب۔ اوور"۔ فلیک نے جواب دیا۔

" تم ایسا کرو کہ یہ جگہ چھوڑ کر دارالحکومت شفٹ ہو جاؤ۔ فی الحال تم وہاں کسی ہوٹل میں رہو گے۔ میں ہیڈکوارٹر سے ٹرومین کو بھیج دیتا ہوں۔ وہ تم سے رابطہ قائم کرے گا سپیشل ٹرانسمیٹر پر۔ اس کے بعد تم ٹرومین کے تحت کام کرو گے۔ ٹرومین جب اپنا مشن مکمل کرے گا تو پھر تم اس کے ساتھ ہی واپس آجانا۔ ہوسکتا ہے اسے اپنے مشن کے دوران بلیک ڈاگ کے عملی تجربے کی ضرورت پڑے۔ اس لئے مشن کے دوران تمہاری وہاں موجودگی ضروری ہے۔ اوور"۔ ہیڈکوارٹر سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے باس۔ لیکن ٹرومین کا مشن کیا ہوگا۔ اوور"۔ فلیک نے جواب دیا۔

" یہ تمہاری لائن کا کام نہیں ہے۔ اس لئے تم اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کرو گے۔ تمہارا کام صرف ٹرومین کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے اور بس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت بے حد کرخت ہو گیا۔

" اوہ ۔۔۔ یس باس ۔۔۔ سوری باس ۔۔۔ اوور"۔ فلیک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" او۔ کے ۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ فلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر اس طرح صوفے کی پشت سے سر ٹکا دیا جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے کندھوں سے اتر گیا ہو۔

" آپ بڑے خوش قسمت ہیں باس ورنہ ہیڈکوارٹر تو کسی کو معاف

نہیں کرتا"۔ جونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں جونی۔ مجھے خود اپنی خوش قسمتی پر رشک آ رہا ہے۔ شاید ہماری کامیاب رپورٹ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے"۔ فلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ویسے باس۔ پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بلیک ڈاگ کے تجربے کے بعد کسی گروپ کو ہیڈکوارٹر سے کسی مشن پر بھیجا گیا ہو۔ ہر جگہ تو تجربے کے بعد کسی نئے ملک میں جا کر تجربے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اس لئے آپ کا سوال تو بہرحال درست تھا"۔ جونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اسی حیرت کی وجہ سے تو میں نے پوچھا تھا۔ دراصل ایک اور بات بھی ہے۔ یہ ملک تو انتہائی پس ماندہ ہے۔ یہاں بلیک تھنڈر کا کیا مشن ہو سکتا ہے اور وہ بھی ٹرومین کا، جو بلیک تھنڈر کا سب سے ہوشیار آدمی ہے"۔ فلیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بہرحال ہیڈکوارٹر کو ہی معلوم ہوگا"۔ جونی نے کہا اور فلیک نے سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے دارالحکومت روانگی کی تیاری کرو۔ اس ہوٹل والے سے ہی دارالحکومت کے کسی اچھے ہوٹل کے متعلق معلومات حاصل کر لینا"۔ فلیک نے جواب دیا۔

" میں دارالحکومت سے ہو آیا ہوں اور میں نے اس دوران پورا دارالحکومت گھوم لیا ہے۔ وہاں کافی شاندار ہوٹل ہیں۔ خاص طور پر شیرٹن ہوٹل تو بہت ہی شاندار ہے۔ میرے خیال میں فائیو سٹار ہوٹل ہے"۔ جونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔ پھر ایسا کرو۔ یہیں سے فون کر کے اس ہوٹل میں ایڈوانس کمرے بک کروالو تاکہ وہاں پہنچ کر کوئی تکلیف بھی نہ ہو اور ڈاگر کو بھی اطلاع دے دینا تاکہ وہ ہمیں وہیں آ کر مل لے۔ فائنل رپورٹ تو بہرحال ڈاگر سے ہی ملنی ہے۔"

فلیک نے کہا اور جونی سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سلمیٰ بھابھی کا فون آنے کے باوجود تم نے مجھے فیاض کی بیماری کے متعلق کچھ نہیں بتلایا تھا۔ کیوں۔" عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مم ــ مم ــ مجھے تفصیل نہیں بتائی گئی تھی جناب۔ انہوں نے آپ کے آنے سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے فون کیا تھا۔ پہلے انہوں نے آپ کے متعلق پوچھا تھا تو میں نے انہیں بتایا تھا کہ آپ ایک ہفتہ سے کہیں گئے ہوئے ہیں تو انہوں نے انتہائی پریشانی کا اظہار کیا جس پر میں نے انہیں بتایا کہ آپ آج کسی بھی وقت واپس آجائیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ فیاض بیمار ہے۔ میں پھر فون کروں گی۔ بس جناب آپ بے شک ان سے پوچھ لیں۔ اگر اس سے ایک لفظ زائد کا بھی مجھے علم ہو تو میں قصوروار رہوں۔"

سلیمان نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ عمران کا بدلا ہوا لہجہ سنتے ہی اس کا خون خشک ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسا لہجہ

عمران کا اس وقت ہوتا ہے جب وہ انتہائی غصے میں ہو۔

" ہوں ——— تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم سچ بول رہے ہو۔ سلمیٰ بھابی بے حد پریشان ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے انہوں نے تمہیں کوئی تفصیل نہ بتائی ہو لیکن کم از کم تمہیں یہ بات تو مجھے بتانی چاہیئے تھی کہ وہ بیمار ہے" عمران نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

" جناب! میں یہی سمجھا تھا کہ کوئی عام سی بیماری ہو گی لیکن اب آپ کا غصہ دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ فیاض صاحب شاید شدید بیمار ہیں ——— آئی ایم سوری باس ——— آئندہ میں خیال رکھوں گا" سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ——— آئندہ خیال رکھنا ورنہ تم جانتے ہو کہ ایسے معاملات میں لاپرواہی کی سزا کتنی عبرتناک ہو سکتی ہے۔ اور میں نے فیصلہ تو یہی کیا تھا کہ تمہیں اس بار انتہائی عبرتناک سزا دوں گا لیکن بہرحال تم اتنے قصوروار نہیں نکلے جتنا میں سلمیٰ بھابی کا فون سن کر تمہیں سمجھ رہا تھا۔ جاؤ جا کر چائے لے آؤ" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" یس باس" سلیمان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ فیاض کی اس ہولناک بیماری اور ڈاکٹر جوفسکی سے ہونے والی گفتگو کے بعد اس کے ذہن میں نامعلوم خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھی تھیں۔ افریقہ کے دشوار گزار علاقے لمباکو کی یہ ہولناک بیماری آخر پاکیشیا میں کیسے پہنچ گئی۔ اور وہ بھی سپرنٹنڈنٹ فیاض کو۔ یہ سارا معاملہ اس کی نظروں میں انتہائی سیریس تھا۔ لیکن واقعی اس

خوفناک بیماری کے متعلق پہلے کبھی سنا تک نہ تھا اور نہ ہی میڈیکل کی کسی کتاب میں اس کا ذکر تھا۔ ڈاکٹر جوفسکی کا خیال بھی اسے اس لئے آ گیا تھا۔ کہ ڈاکٹر جوفسکی کو انتہائی عجیب وغریب اور نئی سے نئی بیماریوں پر تحقیق کرنے کا جنون تھا۔ گو ڈاکٹر جوفسکی کی عمر کافی سے زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ خاصا تندرست اور صحت مند تھا۔ اور عمران سے اس کے تعلقات گذشتہ کئی سالوں سے تھے۔ کیونکہ کئی سائنس کانفرنسوں میں ڈاکٹر جوفسکی سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ ڈاکٹر جوفسکی ایکریمیا میں رہتا تھا۔ اس لئے جب بھی عمران ایکریمیا جاتا، فرصت ملتے ہی وہ ڈاکٹر جوفسکی کے پاس پہنچ جاتا اور گھنٹوں وہ نئی سے نئی بیماریوں اور اس پر ڈاکٹر جوفسکی کی تحقیقات پر بحث کرتے رہتے۔ عام حالات میں تو ڈاکٹر جوفسکی بے حد خشک مزاج آدمی تھا۔ لیکن عمران اپنی مخصوص طبیعت کی وجہ سے اسے قہقہے لگانے پر مجبور کر دیتا تھا اور عمران کی ذہانت اور معلومات کی بنا پر ڈاکٹر جوفسکی بھی عمران کی بے حد قدر کرتا تھا۔ اب بھی ڈاکٹر جوفسکی ہی کام آیا تھا ورنہ تو فیاض یقینی موت کا شکار ہو چکا تھا۔

" یہ لیجئے" ——— سلیمان نے چائے کا کپ اس کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور عمران جو صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ سلیمان کی آواز سن کر چونک پڑا۔

" اوہ ——— اچھا" عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کپ اٹھا لیا۔

" فیاض صاحب کی کیا حالت ہے۔ آپ کی پریشانی بتا رہی ہے کہ وہ شدید بیمار ہیں" سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ بس سمجھو کہ شاید قدرت کو اس کی زندگی مطلوب تھی اس لئے بچ جائے گا ورنہ صورت نہ تھی۔" عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا انہیں" سلیمان کے لہجے میں پریشانی کے تاثرات موجود تھے۔

"اسے کالے کتے نے کاٹ لیا تھا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کو مسکراتا دیکھ کر سلیمان کے چہرے پر اطمینان اور پھر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب فیاض کی حالت خطرے سے باہر ہو چکی ہے ورنہ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ کبھی نہ آتی۔

"اس کالے کتے کا پتہ کیا ہے آپ نے" سلیمان نے کہا۔

"کالے کتے کا ۔۔۔ کیوں اس کا پتہ کرنے کی کیا ضرورت ہے" عمران نے چونک کر پوچھا۔ وہ واقعی سلیمان کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"فیاض صاحب تو اس کے کاٹنے کے باوجود بچ گئے لیکن وہ بیچارہ یقیناً نہ بچ سکا ہوگا۔" سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران کے حلق سے ہلکا سا قہقہہ نکل گیا۔ وہ اب سلیمان کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

سلیمان کے جانے کے بعد وہ چائے پیتا رہا اور اس بلیک ڈاگ نامی بیماری کے متعلق ہی سوچتا رہا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ شاید جوزف بھی اس بیماری سے واقف ہو۔ اس نے پیالی رکھی اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس ۔۔۔" دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"کون رانا" عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"رانا تہور علی خان صندوقی ۔۔۔ کون بول رہا ہے" جوزف کی تیز آواز سنائی دی۔

"لیکن رانا تہور علی صندوقی نے اپنے ہاؤس میں تم جیسے کو برے کیوں رکھے ہوئے ہیں۔ کیا کافی خزانہ ہے اس کے پاس" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ زبان سنبھال کر بات کیا کرو۔" جوزف کو واقعی غصہ آ گیا تھا۔

"بالکل وہی کو برے جیسی پھنکار ۔۔۔ واہ۔ واقعی بڑا خوش ذوق آدمی ہے یہ رانا جس نے کو برے کو انسانی زبان سکھا دی ہے" عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تم ہو کون اور کہاں سے بول رہے ہو" جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس کا غصہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔

"ضرور پوچھنا ہے تو بتا دیتا ہوں، کبھی لمباکو کا نام سنا ہے۔ افریقہ کے علاقے لمباکو کا" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ ۔۔۔ لمباکو، سنا کیا میں اس علاقے کو اچھی طرح جانتا ہوں، لیکن تمہارا لمباکو سے کیا تعلق ہے" جوزف کے لہجے میں اس بار غصے کی بجائے حیرت تھی۔

"سنا ہے لمباکو میں کالے رنگ کا تمباکو پیدا ہوتا ہے۔ اس تمباکو کو

شاید بلیک ڈاگ کہتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

" اوہ ---- اوہ ---- بب ---- بب ---- بلیک ڈاگ۔ اوہ فادر جوشوا" جوزف کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس کا مطلب تھا کہ جوزف نہ صرف ملباکو کے بارے میں تفصیلات جانتا ہے بلکہ اسے بلیک ڈاگ کے متعلق بھی معلوم ہے اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار رانا ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

" اوہ ---- ماسٹر آپ" عمران کے ہارن دینے پر جوانا نے پھاٹک کھولتے ہوئے کہا۔

" وہ جوزف کہاں ہے۔ وہ کیوں نہیں آیا پھاٹک کھولنے" عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

" ماسٹر! جوزف کو نجانے کیا ہو گیا ہے۔ وہ کسی کا فون سن رہا تھا کہ اچانک رسیور رکھ کر کمرے میں آیا۔ اس کا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ اور چہرے پر شدید دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ انتہائی خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے پوچھا بھی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب وہ ایک ٹانگ پر کھڑا کوئی حیرت انگیز قسم کا رقص کر رہا ہے۔"

" اچھا۔ واہ۔ پھر تو کسی فائیو سٹار ہوٹل میں "جوزف شو" کا اعلان کر دیا جائے۔ اچھی خاصی رقم مل جائے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جوزف واقعی عجیب و غریب رقص میں مصروف تھا۔ اس نے ایک ٹانگ

اٹھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔ اور وہ دونوں ہاتھ عجیب انداز میں فضا میں لہراتا ہوا ایک ہی ٹانگ پر گھوم رہا تھا۔

عمران اور جوانا کے اندر آنے کی آہٹیں یا اس نے سنی ہی نہیں تھیں یا پھر جان بوجھ کر اس نے نظر انداز کر دیا تھا۔

" راماشی کی سرخ گھاس پر پیلے رنگ کے ٹڈوں نے حملہ کر دیا ہے کیا؟" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران کی آواز سن کر جوزف نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دیوار کے ساتھ جا کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے کسی سے تحفظ کا طلب گار ہو۔

" پیلے ٹڈے ---- اوہ تباہی ---- خوفناک تباہی۔ اب کچھ نہیں بچے گا۔ زلزلے، طوفان، آندھیاں آئیں گی، بجلیاں کڑکیں گی۔ ہر طرف پیلی آگ بھڑک اٹھے گی۔ اوہ گاڈ ---- یہ کیا ہو گیا ---- اوہ تباہی"

جوزف کا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

" لیکن پیلے ٹڈوں پر سرخ رنگ کے دھبے ہیں" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سرخ دھبے ---- اوہ گاڈ ---- فادر جوشوا نے رحم کر دیا۔ اوہ سرخ دھبے۔ اوہ۔ اب تباہی کا رخ مڑ گیا۔ طوفانوں کو ٹال دیا گیا" جوزف نے کہا اور اس کے چہرے پر ایسے اطمینان کے آثار ابھر آئے جیسے وہ واقعی موت کے منہ سے نکل آیا ہو۔

" لیکن ان ٹڈوں کو نکالنے کے لئے بلیک ڈاگ آ گئے تو" عمران نے ایک اور فقرہ کہا تو جوزف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا

اس کا چہرہ ایک بار پھر تیزی سے رنگ بدلنے لگا۔

" روکو باس —— بلیک ڈاگ کو روکو۔ ورنہ سیاہ موت پوری دنیا پر چھا جائے گی۔ خوفناک سیاہ موت "۔ جوزف نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اس بلیک ڈاگ کو وچ ڈاکٹر نے روک دیا ہے لیکن عارضی طور پر "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ نہیں، عارضی نہیں اسے مستقل طور پر روکو۔ یہ خوفناک موت ہے انتہائی خوفناک "۔ جوزف نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

" وہ کہتا ہے کہ اس کے پاس ایلیگیٹر یعنی گھڑیال کے انڈوں کا تیل بہت تھوڑا ہے۔ اس سے عارضی طور پر تو بلیک ڈاگ رک سکتا ہے لیکن "۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ باس —— فارگا ڈسیک —— اسے کمپالا کے وچ ڈاکٹر کے پاس بھیج دو۔ اس کے پاس تانائی جھیل کی پھپھوندی ہے۔ وہ بلیک ڈاگ کا خاتمہ کر دے گا "۔ جوزف نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

" وہ میں نے پہلے ہی بھجوا دیا تھا۔ اب تک تو وہ ختم بھی ہو چکا ہوگا "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف نے اس طرح لمبا سانس لیا جیسے آتش فشاں کے آگ اگلتے دہانے سے بخیر و عافیت باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

" تھینک گاڈ —— تھینک گاڈ "۔ جوزف نے کہا اور اس طرح آگے بڑھ کر صوفے پر ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔ جوانا بڑے حیرت بھرے انداز میں یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا۔

" ماسٹر! یہ کیا چکر ہے؟ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ " جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران ہنس دیا۔

" تمہارے آباؤ اجداد بہت پہلے افریقہ سے ایکریمیا آگئے ہوں گے۔ اس لئے تمہیں افریقہ کے اسرار کا کیا پتا "۔ عمران نے کہا اور جوانا نے سر ہلا دیا

" باس —— اوہ۔ باس کہیں آپ نے تو فون نہیں کیا تھا " جوزف نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" کون سا فون "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" اوہ باس —— فارگا ڈسیک بتا دیجئے۔ اگر تو آپ تھے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ ایک بار پھر تباہیاں ٹوٹ پڑیں گی "۔ جوزف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" سنو جوزف تم نے کمپالا کے وچ ڈاکٹر کو واقعی پھپھوندی سے بلیک ڈاگ کا علاج کرتے دیکھا ہے یا تم سنی سنائی بات کر رہے ہو "۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں۔ میں نے دیکھا ہے باس لیکن اس وقت میں بچہ تھا۔ تین بلیک ڈاگ اکٹھے کمپالا کے بوڑھے وچ ڈاکٹر کے پاس لائے گئے اور وچ ڈاکٹر نے تانائی جھیل سے پھپھوندی نکالی۔ اس کا رس بلیک ڈاگ کے حلق میں ٹپکایا سیاہ موت نے تیزی سے اپنے پر سمیٹ لئے "۔ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" او کے —— آؤ میرے ساتھ "۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" کہاں باس "۔ جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"تانائی جھیل تو یہاں نہیں ہے، البتہ گرین وڈ جھیل ہے جو اس کی بہن ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ — اوہ۔ باس تو کیا بلیک ڈاگ یہاں" جوزف کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگا۔

"ہاں — سوپر فیاض کو بلیک ڈاگ نے اپنے جبڑوں میں کس لیا ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ گاڈ" — جوزف نے پھڑپھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر! میں بھی چلوں" جوانا نے کہا۔

"ہاں — تم بھی آجاؤ" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کار رانا ہاؤس سے نکل کر گرین وڈ جھیل کی طرف بڑھنے لگی۔ جو دارالحکومت کی شمالی پہاڑیوں میں واقع تھی۔

"ماسٹر — ! یہ بلیک ڈاگ کیا چیز ہے" جوانا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ جوانا مت نام لو اس کا وہ یہاں کار میں بھی آسکتی ہے" جوزف نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو — میں نے پہلے ہی سفید پر سے حصار باندھ لیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جوزف نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب اسے پرواہ نہ رہی ہو۔

"ماسٹر! آپ نے بتایا نہیں" جوانا نے دوبارہ پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل سے اس بیماری کے متعلق بتا دیا۔

"اوہ — واقعی یہ تو انتہائی خوفناک بیماری ہے لیکن اس کا نام

بلیک ڈاگ کیوں ہے۔ کیا افریقہ کے وحشی انگریزی بولتے ہیں" جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا، اور عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"پادریوں نے افریقہ میں بہت طویل عرصے تک کام کیا ہے۔ اس لئے افریقہ کے انتہائی وحشی قبیلے بھی ان پادریوں کی وجہ سے نہ صرف انگریزی جانتے ہیں۔ بلکہ کسی حد تک ٹوٹی پھوٹی بول بھی لیتے ہیں۔ اور اس بیماری کو یہ نام بھی شاید کسی پادری نے ہی دیا ہوگا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور جوانا نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اس کی سمجھ میں بات آ گئی ہو۔

"پھر یہ یقیناً کسی کالے کتے کی وجہ سے پھیلتی ہوگی۔ جیسے طاعون، چوہوں سے پھیلتی ہے" جوانا نے کہا۔

"اب یہ تو جوزف ہی بتا سکتا ہے کہ لمباکو میں کالے کتے بھی ہوتے ہیں یا نہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"باس — لمباکو میں صرف جنگلی کتے ہوتے ہیں جو بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ وہاں کالے سفید کتے نہیں ہوتے۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ بلیک ڈاگ کیا آسمان سے ٹپکتی ہے" جوانا نے جھنجھلائے ہوتے لہجے میں کہا۔

"باس — لمباکو میں ایک دلدل ہے، جسے وہاں کی مقامی زبان میں آرگویا کہتے ہیں۔ آرگویا دلدل انتہائی خوفناک ہے۔ اس پر سیاہ مکھیاں ہر وقت بھنبھناتی رہتی ہیں۔ انتہائی زہریلی مکھیاں۔ جن کے منہ کتے کی طرح ہوتے ہیں — جسے یہ مکھی ڈاگ فلائی کاٹ لے۔ اسے تیز بخار ہو جاتا

ہے لیکن کبھی کبھی وہ بلیک ڈاگ کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی،
ہر بار نہیں۔" جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ بیماری ڈاگ فلائی کی کسی قسم
کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے ان کی تعداد کم ہو اس لئے کبھی
کبھار وہ کاٹ لے تو آدمی اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہوگا۔" عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جوزف نے واقعی سارا مسئلہ حل کر دیا تھا۔ وہ تحقیقات جو بیچارہ
ڈاکٹر جونسکی طویل تجربات کے باوجود نہ کر سکا تھا۔ عمران نے جوزف کے
ذریعے ہی حاصل کر لی تھیں۔ اب وہ پھپھوندی والے علاج کا تجربہ کرنا
چاہتا تھا۔ اس کی چھٹی حس دراصل مسلسل الارم بجا رہی تھی کہ یہ بلیک
ڈاگ والا سلسلہ ضرور کسی سازش کے تحت شروع ہوا ہے اور اگر یہ دارالحکومت
میں پھیل گیا تو پھر ایلیگیٹر کے انڈوں کا اتنا تیل کہاں سے آئے گا۔ اس لئے
اس نے جوزف سے بات کی تھی کہ شاید کوئی آسان علاج ہاتھ لگ جائے
اور اب اگر واقعی پھپھوندی سے اس کا علاج ہو جاتا ہے تو پھر یہ خوفناک
بیماری کوئی مسئلہ پیدا نہ کر سکے گی۔ کیونکہ جھیلوں، دریاؤں اور جوہڑوں سے
پھپھوندی کی کثیر مقدار ہاتھ لگ سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ جھیل پر پہنچ گئے اور جوزف نے جھیل کے ایک
کنارے سے تھوڑی سی پھپھوندی اٹھائی اور اسے اپنے رومال میں باندھ
لیا۔

"آؤ۔ اب دیکھیں کمپالا کا وچ ڈاکٹر سچا تھا یا جھوٹا۔" عمران نے کار کا
رخ واپس دارالحکومت کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"باس ـــ کمپالا کا وچ ڈاکٹر یقیناً سچا تھا۔ وہ دیوتاؤں کا نمائندہ تھا
اُسے جھوٹا مت کہو۔" جوزف نے باقاعدہ احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی پتہ لگ جائے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سروسز ہسپتال کے خصوصی شعبے میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر
ہاشمی ڈیوٹی آف کر کے جانے ہی والے تھے

"اوہ۔ عمران صاحب آپ اس وقت۔ ابھی تک تو وہ تیل نہیں پہنچا۔"
ڈاکٹر ہاشمی نے حیرت بھرے انداز میں عمران کے پیچھے آنے والے
جوزف اور جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جونسکی کا تیل تو آتا ہی رہے گا۔ میں کمپالا کے وچ ڈاکٹر کے
نمائندے کو لے آیا ہوں۔ آیئے ذرا فیاض کے کمرے تک چلئے۔ اور پھر
دیکھئے کمپالا کا وچ ڈاکٹر سچا ہے یا جھوٹا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"کمپالا کا وچ ڈاکٹر ـــــ کیا مطلب۔ وچ ڈاکٹر تو شاید افریقہ
کے جادوگروں کو کہتے ہیں۔" ڈاکٹر ہاشمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"ہاں۔ اور یہ بیماری بھی افریقہ کی ہے۔ اس لئے وچ ڈاکٹر ہی
اس کا علاج کر سکتے ہیں۔ آیئے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور آگے بڑھ گیا۔

"عمران صاحب! یہ غلط ہے۔ میڈیکل سائنس ایسے بے سر و پا
علاجوں کو نہیں مانتی۔" ڈاکٹر ہاشمی کے لہجے میں اس بار غصے کی آمیزش
تھی۔

”آپ کی میڈیکل سائنس تو اس بیماری کو جانتی ہی نہیں پھر آپ میڈیکل سائنس کا حوالہ کیوں دے رہے ہیں“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ہاشمی ہونٹ کاٹنے لگا۔

کمرے میں فیاض کی بیوی بھی موجود تھی۔ وہ عمران کو دیکھ کر جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”وہ تیل آ گیا۔ مجھے ڈاکٹر ہاشمی نے بتایا ہے کہ تم نے کسی ڈاکٹر سے کوئی تیل منگوایا ہے جس سے آرام آ جائے گا۔“ فیاض کی بیوی نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں بھابی۔ فی الحال تیل تو نہیں آیا۔ البتہ جوزف کو لے آیا ہوں۔ آپ ذرا خاموش رہیں اور دیکھیں جوزف کے کمالات“ عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو چکی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔“ سلمیٰ نے بری طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کوئی گڑبڑ نہیں ہو گی جو ہونی تھی ہو چکی“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں جوزف۔ شروع ہو جاؤ اور ثابت کرو کہ کمپالا کا وچ ڈاکٹر سچا ہے“۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

جوزف سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھا اور اس نے رومال کھول کر اس میں موجود پھپھوندی کو مٹھی میں پکڑا اور پھر اس نے فیاض کے تھوڑے سے کھلے ہوئے منہ کے پاس اپنی مٹھی رکھ کر زور سے دبایا تو تیز سبز

رنگ کا عرق سا نکل کر ایک دھار کی صورت میں فیاض کے کھلے منہ میں ٹپکنے لگا۔ مٹھی کو اچھی طرح دبا کر جب اس نے اس کا سارا عرق فیاض کے گلے میں ٹپکا دیا تو اس نے خالی پھوک کو ایک طرف رکھا اور دوسری مٹھی بھر کر اسے دبا کر اس کا عرق فیاض کے گلے میں ٹپکانا شروع کر دیا۔

کمرے میں موجود سلمیٰ، جوانا اور ڈاکٹر ہاشمی سب اس طرح حیرت بھرے انداز میں یہ تماشہ دیکھ رہے تھے، جیسے بچے کسی مداری کا تماشہ دیکھ رہے ہوں۔ سلمیٰ کے چہرے پر البتہ خوف و ہراس کے آثار نمایاں تھے۔

دوسری بار عرق ٹپکانے کے بعد جوزف پیچھے ہٹ آیا۔ لیکن فیاض کی حالت میں کوئی فرق نہ پڑا تھا —— عمران غور سے فیاض کے جسم کے تقریباً ہر مسام پر بننے اور پھوٹنے والے سیاہ آبلوں کو دیکھ رہا تھا۔

”کیا بکواس ہے۔ یہ تو شاید پھپھوندی ہے۔ اس سے بھلا اس قدر خوفناک بیماری کا علاج کیسے ممکن ہو سکتا ہے“۔ ڈاکٹر ہاشمی کی غصیلی آواز کمرے میں گونجی۔ اور وہ سب چونک پڑے۔

”کیوں جوزف! کمپالا کے وچ ڈاکٹر کے متعلق اب تمہارا کیا خیال ہے“۔ عمران کے لہجے میں بھی ہلکا سا غصہ نمایاں تھا۔ ظاہر ہے اگر فیاض ٹھیک نہیں ہوتا تو توہین تو اسی کی ہونی تھی۔

”عمران صاحب میں تو آپ کو انتہائی تعلیم یافتہ سمجھتا تھا۔ لیکن آپ تو“۔ ڈاکٹر ہاشمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور فقرہ اس نے دانستہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”باس۔ کمپالا کا وچ ڈاکٹر تو سچا ہے لیکن تانائی جھیل کی پھپھوندی تو

بہر حال نہیں ہے"۔ جوزف نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔

" پھپھوندی ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔ چاہے وہ کسی جگہ کی بھی ہو لیکن تم کوئی اور چیز بھول تو نہیں رہے۔ پھپھوندی کے ساتھ کوئی اور چیز"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" نہیں باس۔ کمپالا کا وچ ڈاکٹر اور کچھ نہ کرتا تھا۔ البتہ وہ ہاتھی کے کٹے ہوئے کان کی ہوا بھی دیتا تھا۔" جوزف نے جواب دیا۔

" اب اگر اسے آرام نہ آیا تو مجھے تمہارے کان کی ہوا دینی پڑے گی۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور جوزف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ وہ عمران کا فقرہ سن کر سمجھ گیا تھا کہ باس اس وقت سخت غصے میں ہے۔

" ٹھیک ہے اب تیل کا ہی انتظار کرنا پڑے گا۔" عمران نے کچھ دیر بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

" مجھے تو اس تیل پر بھی یقین نہیں ہے۔ نہ جانے یہ ڈاکٹر جونسکی صاحب کیا چیز ہیں۔" ڈاکٹر ہاشمی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران۔ عمران اب کیا ہوگا۔ اوہ خدایا....." سلمیٰ اچانک رونے لگ گئی۔

" گھبراؤ نہیں بھابی۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔ ضرور کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور واپسی کے لئے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ یکلخت جوزف چیخ پڑا۔

" کمپالا کا وچ ڈاکٹر سچا ہے۔ وہ دیوتاؤں کا نمائندہ سچا ہے دیکھو باس دیکھو"۔ جوزف کے لہجے میں مسرت کی چہکار سن کر عمران تیزی سے

پلٹا اور غور سے فیاض کو دیکھنے لگا۔ لیکن فیاض کی ابھی تک وہی حالت تھی

" کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ باس۔ تم نے دیکھا نہیں کہ بلیک ڈاگ کی دم فیاض کی ناک سے باہر نکل رہی ہے"۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یہ دم نہیں ہے احمق۔ آکسیجن کی نلکی ہے"۔ عمران نے انتہائی بیزاری سے کہا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ جوزف فیاض کے ایک نتھنے میں موجود آکسیجن کی نلکی کی بات کر رہا ہے۔

" اوہ باس یہ تو مجھے معلوم ہے۔ یہ دیکھو ادھر"۔ جوزف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فیاض کے ایک نتھنے سے نکلنے والے ایک سیاہ رنگ کے قطرے کی طرف اشارہ کیا جو نتھنے سے نکل کر ذرا نیچے ایسے موجود تھا جیسے کوئی بلبلہ ہو جو پھٹا نہ ہو۔ اس کا رنگ باقی بننے اور پھٹنے والے آبلوں سے قدرے مختلف تھا اس میں مکمل سیاہی کی بجائے گہرے سبز رنگ کی جھلک تھی۔

" یہ دم ہے بلیک ڈاگ کی دُم۔ میں اسے پہچانتا ہوں"۔ جوزف نے کہا۔

" یہ اتنی پھپھوندی سے اگر صرف دم نکلی ہے تو باقی ڈاگ کے لئے تو پوری جھیل کی پھپھوندی لینی پڑے گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس! مسئلہ تو دُم کا ہوتا ہے۔ وہ نکل آئی ہے۔ دم کٹا ڈاگ بھلا کس کام کا"۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں جا رہا ہوں عمران صاحب۔ میرے پاس ان فضولیات کے لئے کوئی وقت نہیں ہے۔" ڈاکٹر ہاشمی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

" چند منٹ رک جاؤ ڈاکٹر ہاشمی۔ کم از کم دم تو کٹ ہی گئی ہے اس بلیک ڈاگ کی۔ دیکھو شاید،" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ باس۔ دیکھو بلیک ڈاگ مرنے لگ گیا ہے۔ دیکھو" اچانک جوزف نے چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران تیزی سے مڑ کر فیاض کو دیکھنے لگا۔ اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ واقعی فیاض کے جسم پر بننے اور پھٹنے والے آبلوں کی تعداد میں تیزی سے کمی آتی جا رہی تھی۔

" اوہ۔ واقعی۔ انتہائی حیرت انگیز۔ اوہ ناقابل یقین۔ واقعی مریض ٹھیک ہو رہا ہے۔" ڈاکٹر ہاشمی نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب غور سے فیاض کو دیکھ رہا تھا۔ اور فیاض کی بیوی بے اختیار وہیں کمرے کے فرش پر ہی سجدے میں گر گئی۔ عمران نے ایک لمحے اسے مڑ کر دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

آبلوں کی تعداد اب انتہائی تیزی سے کم ہونے لگ گئی تھی اور ایک بار جو رد عمل شروع ہوا تھا اب اس میں لمحہ بہ لمحہ تیزی آتی جا رہی تھی۔ اب سب کے چہروں پر مسرت کے آثار واضح طور پر نمودار ہو گئے تھے۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ صاحب کون ہیں۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز یہ تو میڈیکل سائنس کے لئے اتنا بڑا انکشاف ہے کہ شاید پوری دنیا چونک پڑے۔" ڈاکٹر ہاشمی نے اس بار بڑی عقیدت بھری نظروں سے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" آپ میرے ساتھ آئیں"۔ عمران نے ڈاکٹر ہاشمی کو کہا اور پھر اسے ساتھ لئے وہ فیاض کے کمرے سے نکل کر ڈاکٹر ہاشمی کے دفتر میں پہنچ گیا۔

" ڈاکٹر ہاشمی! آپ براہ کرم بے حد ہوشیار رہیں اور پورے ملک کے ہسپتالوں میں فون کر کے معلوم کریں کہ اس بلیک ڈاگ کے اور کتنے افراد شکار ہوئے ہیں۔ مجھے اس سارے چکر کے پیچھے کوئی بین الاقوامی سازش نظر آتی ہے۔ اور شاید فیاض اتفاق سے اس بلیک ڈاگ کا ٹارگٹ بن گیا ہے یہ تو خدا کا شکر ہے کہ اس خوفناک بیماری کا یہ آسان علاج ہاتھ آ گیا ہے۔ ورنہ آپ سوچیں اگر ہمارے ملک کی بیشتر آبادی اس بیماری کا شکار ہو جائے تو ہم ایلیگیٹر کے انڈوں کا تیل کہاں بناتے پھریں گے۔ مجھے اسی بات کی فکر تھی اوہ۔ مجھے اس بات کا تو خیال ہی نہیں آیا" بات کرتے کرتے اچانک عمران چونک پڑا۔

" کس بات کا"۔ ڈاکٹر ہاشمی نے پوچھا۔

" یقیناً جن لوگوں نے فیاض کو اس بیماری کا نشانہ بنایا ہے وہ اس کی نگرانی بھی کر رہے ہوں گے۔ کیا اس سپیشل شعبے میں فیاض کے بعد یا ساتھ کوئی اجنبی آیا ہے۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" اجنبی ـــــ نہیں کوئی اجنبی تو نہیں آیا لیکن آجکل ڈاکٹر رفیق کے کوئی دوست باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔ وہ ڈاکٹر رفیق کے ساتھ کل بھی یہاں آئے تھے اور انہوں نے ڈاکٹر رفیق کے ساتھ فیاض کے کمرے کا چکر بھی لگایا تھا۔" ڈاکٹر ہاشمی نے کہا۔

" ڈاکٹر رفیق اس وقت کہاں ہیں؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

" جنرل وارڈ میں ڈیوٹی پر ہیں۔ آج ان کی ڈیوٹی جنرل وارڈ میں ہے

کیوں کیا ان کے مہمان مشکوک ہیں۔" ڈاکٹر ہاشمی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔ بہرحال میں خود چیک کر لوں گا۔ آپ براہ کرم ڈاکٹر رفیق سے اس سلسلے میں کوئی بات نہ کریں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن تم کسی بین الاقوامی سازش کی بات کر رہے تھے۔ فیاض کو اس طرح اس خوفناک بیماری کا شکار کرنے کا کسی بین الاقوامی سازش سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر ہاشمی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھیے ڈاکٹر۔ میں نے تحقیقات کر لی ہے۔ یہ بیماری افریقہ کے انتہائی دشوار گزار علاقے ملباکو میں واقع ایک دلدل کے اوپر پائی جانے والی کالے رنگ کی ڈاگ فلائی سے پھیلتی ہے لیکن وہاں موجود عام ڈاگ فلائی سے نہیں بلکہ اس کی کسی خاص قسم سے۔ اب آپ خود سوچیں کہ ملباکو سے وہ مکھی اڑ کر یہاں پاکیشیا میں آ کر فیاض کو کاٹنے سے تو رہی۔ لازماً کسی نے اس بیماری کو کسی جرم میں استعمال کے لئے حاصل کیا ہے۔ وہاں سے اس کے وائرس لائے گئے ہوں گے ——— ان پر ریسرچ ہوئی ہو گی۔ انہیں زندہ رکھا گیا ہو گا ——— اور پھر اسے یہاں کسی مخصوص ذریعے سے فیاض کے جسم میں پہنچایا گیا ہو گا۔

اس ساری کارروائی سے کئی سوال پیدا ہوتے ہیں کہ جس نے بھی ایسا کیا ہے اس نے کسی خاص مقصد کے تحت ایسا کیا ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے اس نے پوری دنیا کو چھوڑ کر صرف پاکیشیا کو ہی اس کے لئے کیوں منتخب کیا ہے۔ اور اگر پاکیشیا ہی منتخب ہوا ہے تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کیوں شکار

بنایا گیا ہے۔ لازمی بات ہے کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے کوئی بہت بڑا مقصد ہو گا۔ اور ہم نے اس مقصد کو تلاش کرنا ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی تمہاری بات سن کر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ واقعی یہ خوفناک سازش ہو سکتی ہے لیکن ان کا مقصد کیسے معلوم ہو گا۔" ڈاکٹر ہاشمی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اس مقصد کو تلاش کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ چھوڑیں۔ آپ صرف اتنا کریں کہ مجھے فوری طور پر یہ معلومات مہیا کریں کہ کیا پاکیشیا میں کسی بھی علاقے میں اس بیماری کا کوئی اور شکار ہوا ہے یا نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ اس پھپھوندی والے علاج کو فی الحال صرف اپنے تک رکھیں گے۔ کسی ڈاکٹر یا نرس کو اس کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ خاص طور پر ڈاکٹر رفیق کو" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن سب ڈاکٹروں نے تو لازماً پوچھنا ہے۔ میں انہیں کیا جواب دوں گا۔" ڈاکٹر ہاشمی نے کہا۔

"آپ ان سب کو میرا نام بتا دیں کہ وہ کوئی دوا لے آیا تھا جس کے قطرے اس نے فیاض کے حلق میں ٹپکا دیئے ہیں اور اچھا تو یہ ہے کہ آپ میرا پتہ بھی انہیں بتا دیں تاکہ کچھ دھندہ میرا بھی چل سکے۔" عمران نے کہا اور ڈاکٹر ہاشمی عمران کا آخری فقرہ سن کر چونک پڑا۔

"دھندہ۔ کیا مطلب۔" ڈاکٹر ہاشمی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اب کیا بتاؤں ڈاکٹر۔ آجکل کی مہنگائی میں گزارہ مشکل ہو رہا ہے۔ اس لیے اگر دو چار مریض بھی روز آ جائیں تو دھندہ چل ہی پڑے گا ناں۔"

عمران نے کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ڈاکٹر ہاشمی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم ہو تو پورے شیطان لیکن ہو نیک شیطان " ڈاکٹر ہاشمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آپ میرے بزرگ ہیں۔ اس لئے کیا کہہ سکتا ہوں " عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ہاشمی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" آیئے اب دیکھیں بلیک ڈاگ کا کتنا حصہ باہر آیا ہے " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر ہاشمی سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ دوبارہ فیاض کے کمرے کی طرف چل پڑے۔

" اوہ۔ یہ تو پچھتر فیصد ٹھیک ہو چکا ہے " ڈاکٹر ہاشمی نے اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

فیاض کا جسم اب تیزی سے صاف ہوتا جا رہا تھا۔ سلمیٰ کے چہرے پر بے پناہ بشاشت اور زندگی کے آثار نمودار ہو گئے۔

" ویسے بھابی مجھے معلوم نہ تھا کہ فیاض اتنا خوش قسمت بھی ہو سکتا ہے " عمران نے مسکراتے ہوئے سلمیٰ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ اس خوفناک بیماری سے زندہ بچ جانا واقعی خوش قسمتی ہے۔ لیکن اصل خوش قسمتی یہ ہے کہ یہ تمہارے جیسے انسان کا دوست ہے " سلمیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میری دوستی تو اس بے چارے کو بڑی مہنگی پڑتی ہے۔ بہرحال میرا یہ مطلب نہ تھا آپ نے جس طرح اس کے لئے رو رو کر دعائیں مانگی ہیں اور جس طرح آپ نے سجدے میں گر کر شکرانہ ادا کیا ہے۔ ایسی بیوی تو

واقعی کسی خوش قسمت کو ہی مل سکتی ہے۔ " عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سلمیٰ نے شرما کر منہ پھیر لیا۔

" نیک بیوی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے عمران صاحب " ڈاکٹر ہاشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اور بد شوہر " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشمی قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گئے تھے کہ عمران فیاض کے متعلق ایسا کہہ رہا ہے۔

" جوزف! تم یہ چھچھوندری واپس رومال میں باندھ لو اور جوانا کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔ میں فیاض کے پوری طرح ہوش میں آنے تک یہیں رکوں گا۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔

لمبے قد اور گٹھے ہوئے جسم کا ٹرومین ایکریمیا کے سب سے شاندار ہوٹل کے ایک بہترین انداز میں سجے ہوئے کمرے کے بیڈ پر دراز تھا اس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا۔ اور وہ بڑے اطمینان سے بیڈ پر دراز رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ ایک ترکی سگار اس کے ہونٹوں میں دبا ہوا تھا اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگا ہوا تھا۔

اس حالت میں اسے جو بھی دیکھتا وہ یہی سمجھتا کہ ٹرومین کوئی پڑھا لکھا اور خوشحال تاجر ہے جو اپنا فالتو وقت مطالعے میں صرف کرتا ہے حالانکہ وہ تاجر ہونے کی بجائے ایک مانا ہوا مجرم تھا۔ ایکریمیا میں اس کا پورا گروپ موجود تھا۔ اور یہ گروپ ایکریمیا میں ہونے والے ہر بڑے جرم میں کسی نہ کسی صورت میں ملوث رہتا تھا۔

گو ٹرومین گروپ تعداد کے لحاظ سے بڑا نہ تھا۔ اس پورے گروپ میں ٹرومین سمیت صرف دس افراد تھے جن میں دو عورتیں اور آٹھ مرد تھے۔

لیکن یہ دسوں کے دسوں انتہائی ذہین، چالاک، مارشل آرٹ کے ماہر اور خوفناک حد تک تیز طرار تھے۔ ٹرومین اس گروپ کا لیڈر تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ٹرومین کے اندر باقی سب ممبرز سے کہیں زیادہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ جرائم کی دنیا میں اس کا گروپ وائٹ سن یعنی سفید سورج کے نام سے مشہور تھا اور ٹرومین کا اپنا کوڈ نام وائٹ ایگل تھا۔

گذشتہ ایک سال سے وہ اپنے گروپ سمیت ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک تھنڈر کے ساتھ اٹیچ ہو چکا تھا۔ بلیک تھنڈر انتہائی باوسائل تنظیم تھی جو اخراجات اور معاوضہ دینے میں دنیا کی ہر تنظیم سے زیادہ شاہ خرچ واقع ہوئی تھی۔

ٹرومین کو اس تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کا علم تھا۔ اور نہ اس نے کبھی اس کے متعلق سوچا تھا۔ اسے تو صرف اتنا علم تھا کہ بلیک تھنڈر کوئی بین الاقوامی تنظیم ہے جس نے دنیا کے تمام ملکوں میں موجود ایسے گروپوں کو اپنے ساتھ اٹیچ کیا ہوا ہے جو وہاں کے انتہائی ٹاپ کے گروپ سمجھے جاتے ہیں۔ اور ٹرومین کو خوشی تھی کہ ایکریمیا میں اس کے گروپ کو اٹیچ کیا گیا تھا حالانکہ ایکریمیا ایک پورا براعظم تھا اور وہاں بے شمار خوفناک مجرم تنظیمیں اور گروپ کام کرتے تھے۔ ٹرومین کو اس اٹیچمنٹ پر اس لئے بھی کوئی اعتراض نہ تھا۔ کہ اس سے اس کی اور اس کے گروپ کی آزادی پر کوئی حرف نہ آیا تھا۔ وہ پہلے کی طرح معمول کے کاموں کے لئے یکسر آزاد تھے البتہ ٹرومین کو اٹیچمنٹ کے بعد ہر ماہ اس قدر خطیر معاوضہ بلیک تھنڈر کی طرف سے ملنا شروع ہو گیا تھا۔ کہ بعض اوقات ٹرومین سوچتا تھا کہ بلیک تھنڈر کے پاس آخر وہ کونسا خزانہ ہے جہاں سے وہ اپنے ممبرز کے اس قدر شاہانہ اخراجات بھی برداشت کرتی ہے اور انہیں ناقابل یقین حد

تک معاوضہ بھی ادا کرتی ہے۔

جب سے وائٹ سن بلیک تھنڈر سے اٹیچ ہوا تھا۔ وائٹ سن کے تمام ممبرز کے ہر قسم کے اخراجات بلیک تھنڈر کے ذمہ ہو گئے تھے۔ اور اس کے علاوہ گروپ کو انتہائی خطیر معاوضہ بھی باقاعدگی سے ملتا رہتا تھا۔ اور کام کوئی بھی نہ تھا۔ اس ایک سال میں تین بار چھوٹے چھوٹے کام ٹرومین اور اس کے گروپ سے لیے گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اب ٹرومین اور اس کا پورا گروپ شاہانہ انداز میں زندگی بسر کر رہا تھا۔

بلیک تھنڈر سے ٹرومین کا رابطہ صرف ایک خصوصی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہوتا تھا۔ جو اسے اس مقصد کے لئے خصوصی طور پر مہیا کیا گیا تھا۔

ٹرومین رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ سائیڈ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ٹرومین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ___ ٹرومین"۔ ٹرومین نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ عام حالات میں وہ اسی نام سے ملتا تھا۔

"وہسکی پارٹی ہو رہی ہے ٹرومین۔ اگر شریک ہونا چاہو تو آ جاؤ"۔ دوسری طرف سے ایک مسکراتی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی اور ٹرومین بری طرح چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"وہسکی کے ساتھ اور کیا ملے گا ہنی"۔ ٹرومین نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"جو تم چاہو ___ تمہارے لئے بھلا کس چیز کی کمی ہو سکتی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ___ پھر تو ضرور آؤں گا"۔ ٹرومین نے کہا اور رسیور رکھ

کر وہ اس طرح بیڈ سے اچھل کر نیچے قالین پر کھڑا ہوا جیسے بیڈ کے سپرنگوں نے اسے اچھال دیا ہو۔ بجلی کی سی تیزی سے وہ وارڈ روب کی طرف لپکا۔ اس نے وارڈ روب کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نما باکس نکالا اور پہلے جیسی تیزی سے وہ ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا ___ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے اس نے باکس کی سائیڈ میں موجود ایریل کو اونچا کیا اور پھر باکس کا بٹن دبا دیا۔

ٹیلیفون کال کوڈ تھی اور اس ساری گفتگو کا مطلب تھا کہ بلیک تھنڈر کی طرف سے کال ہے جو وہ فوراً اٹنڈ کرے۔

"ہیلو ___ ہیلو ___ ٹرومین کالنگ۔ اوور"۔ ٹرومین نے بٹن دبا کر تیز تیز لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔

"یس ___ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ۔ اوور"۔ ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"یس سر ___ کیا حکم ہے۔ اوور"۔ ٹرومین نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹرومین ___ ایک اہم ترین مشن کے لئے ہیڈ کوارٹر نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ یہ مشن تم نے پاکیشیا میں مکمل کرنا ہے۔ اوور"۔ بھاری آواز والے نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا ___ وہ ایشیائی ملک ___ وہی۔ اوور"۔ ٹرومین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں وہی ___ تمہارے متعلق ہیڈ کوارٹر کے پاس جو فائل ہے اس کے مطابق تم انتہائی ذہین، چالاک اور تیز ایجنٹ ہو جسے آج تک کسی بھی بڑے سے بڑے مشن میں ناکامی نہیں ہوئی۔ انہی خصوصیات کی

بنا پر تمہارا انتخاب کیا گیا ہے اور ہیڈ کوارٹر کو یقین ہے کہ تم ناکام نہیں لوٹو گے۔ اور ہاں یہ تو بہرحال تمہیں معلوم ہی ہو گا کہ ہیڈ کوارٹر ناکامی کی رپورٹ سننے کا روادار نہیں ہوتا۔ اوور۔" بھاری لہجے میں کہا گیا۔

"تھینک یو باس —— وائٹ سن کی لغت میں ناکامی کا لفظ درج ہی نہیں ہے۔" ٹرومین نے کہا۔

"تفصیلات تم تک پہنچ جائیں گی۔ مختصر طور پر بتا دیتے ہیں کہ پاکیشیا کو ایک سپر پاور شوگران کی طرف سے ایک انتہائی اہم اور خفیہ ہتھیار بھیجا گیا ہے۔ جسے کوڈ میں زیرو گن کہا جاتا ہے۔ اس کی ساخت کیا ہے۔ اس کے متعلق تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ صرف یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ ان کا سب سے جدید ترین ہتھیار ہے۔ ایسا ہتھیار جس کا ابھی ایکریمیا اور روسیاہ جیسی سپر پاورز تصور بھی نہیں کر سکتیں، یہ ہتھیار شوگران کے ایک سائنسدان کی تخلیق ہے۔ لیکن اس ہتھیار کے مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ سائنسدان ایک ایکسیڈنٹ میں مر گیا۔ اس طرح یہ ہتھیار زیرو گن ادھورا رہ گیا۔

شوگران میں اس پر مزید ریسرچ جاری رکھی گئی لیکن زیرو گن کسی طرح مکمل نہ ہو سکا۔ اس کے بعد یہ اطلاع ملی کہ اس ہتھیار کو پاکیشیا میں کسی خفیہ لیبارٹری میں بھیجا گیا۔ کیونکہ اس خفیہ لیبارٹری میں کام کرنے والے ایک سائنسدان ڈاکٹر قاضی کے متعلق بتایا گیا کہ وہ اس ہتھیار کو مکمل کرنے کا اہل ہے۔ لیکن ڈاکٹر قاضی ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہے کہ وہ ایک مخصوص درجہ حرارت سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ورنہ اس کی فوری موت واقع ہو جائے گی۔ اس لئے اس لیبارٹری میں علیحدہ ایک پورشن بنایا گیا

ہے جس میں مستقل طور پر ڈاکٹر قاضی رہتا ہے اور اپنے تجربات مکمل کرتا ہے۔ بیرونی دنیا سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہے اور اب یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ ہتھیار زیرو گن ڈاکٹر قاضی نے مکمل کر لیا ہے۔ اور اب اسے واپس شوگران کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ شوگران اور پاکیشیا دوست ملک ہیں اس لئے دونوں ملکوں میں یہ معاہدہ ہوا ہے کہ جب شوگران اس ہتھیار کو زیادہ تعداد میں اپنی مخصوص لیبارٹریوں میں تیار کرے گا تو پھر ایک خاص تعداد میں یہ ہتھیار پاکیشیا کو بھی دے دیا جائے گا۔ کیونکہ اس ہتھیار کی تیاری کے لئے پاکیشیا کے پاس وسائل اور لیبارٹریاں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے پاکیشیا اسے خود تیار نہیں کر سکتا۔ کیا تم سب پس منظر سمجھ گئے ہو۔ اوور۔" ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔

"یس باس —— اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اوور۔" ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس ہتھیار کو شوگران پہنچنے سے پہلے حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر بھجوانا ہے۔ بس یہ تمہارا مشن ہے۔ اوور۔" ہیڈ کوارٹر سے جواب دیا گیا۔

"لیکن باس اس کی ٹیکنالوجی تو بہرحال شوگران کے پاس ہو گی۔ وہ اسے تیار کر لیں گے۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر کو اس سے کیا فائدہ ہو گا اوور۔" ٹرومین نے کہا۔

"ٹرومین! تمہارا کام صرف ہیڈ کوارٹر کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے۔ اور بس، ہیڈ کوارٹر کسی قسم کے سوال کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سوچنا کہ کیا ہو گا اور کیا نہیں ہیڈ کوارٹر کا کام ہے۔ چونکہ تم نے پہلی بار ایسی غلطی کی ہے اس لئے آخری بار تمہیں معاف کیا جا رہا ہے۔ آئندہ کوئی سوال نہیں

ہوگا۔ سمجھے۔ اوور۔" ہیڈ کوارٹر سے بولنے والے کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"سوری باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اوور۔" ٹرومین نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے اب تم نے سوال کر ہی دیا ہے تو تمہیں بتا دیا جاتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کو اس ہتھیار کی ٹیکنالوجی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہیڈ کوارٹر کو یہ ہتھیار صرف اس لئے چاہئے کہ ہیڈ کوارٹر اس کا توڑ تیار کرنا چاہتا ہے۔ اوور۔" جواب دیا گیا۔

"اوہ۔ یس باس ——— تھینک یو باس۔ آئندہ کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ اوور۔" ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکایت کا موقع نکلا تو پھر شکایت کی معافی کے لئے تم زندہ بھی نہیں رہو گے ٹرومین۔ جو تنظیم آئندہ پوری دنیا پر اپنا کنٹرول کرنے والی ہو وہ کوتاہیاں معاف نہیں کیا کرتی۔ اور اس کے پاس بہرحال اتنے وسائل ہوتے ہیں کہ اس کی حکم عدولی کرنے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا اور یہ بھی بتا دوں کہ پوری دنیا پر کنٹرول کرنے کے باوجود ہیڈ کوارٹر سامنے نہیں آئے گا۔ یہ کنٹرول تنظیم کے ساتھ ایچ گروپ ہی کریں گے ایکریمیا میں تمہارا کنٹرول ہوگا اور تم تنظیم کے چیف نمائندے کے لحاظ سے ایکریمیا کے سیاہ و سفید کے مالک ہو گے۔ کیا اب پوری بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ اوور۔" باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور۔" ٹرومین نے کہا۔ ویسے باس کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔ ظاہر ہے ایکریمیا جیسے ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بننا ایسا تصور تھا جو انتہائی خوشگوار تھا۔

"تم اپنے پورے گروپ کے ساتھ پاکیشیا جاؤ گے۔ وہاں کام کرنے کے لئے تم پوری طرح آزاد ہو گے۔ ہیڈ کوارٹر صرف تمہارے کام کی نگرانی کرتا رہے گا۔ اس انداز میں نگرانی کہ تمہیں اس کا کبھی احساس تک نہ ہو گا۔ کامیابی کی صورت میں انتہائی خطیر انعام اور ناکامی کی صورت میں تم سمیت تمہارے پورے گروپ کی فوری موت۔ بس یہ دو ہی صورتیں ہوں گی۔ اوور۔" باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ——— ٹرومین آج تک کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا۔" ٹرومین نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک اور بات نوٹ کر لو۔ بلیک ڈاگ کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو۔ اوور۔" باس نے کہا۔

"بلیک ڈاگ ——— کیا یہ کسی تنظیم کا نام ہے باس۔ اوور۔" ٹرومین نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں ——— یہ ایک انتہائی پراسرار خوفناک بیماری کا نام ہے، جسے ہیڈ کوارٹر مستقبل میں ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا سوچ رہا ہے۔ اس کے لئے پوری دنیا کے ہر ملک میں اس بیماری کے تجربات ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کرائے جا رہے ہیں۔ تاکہ صحیح رزلٹس کا پتہ لگ سکے۔ پاکیشیا میں اس کے تجربات انتہائی کامیاب رہے ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک ترین بیماری ہے جس کا کوئی علاج آج تک دریافت نہیں ہو سکا۔ اس بیماری کے تجربات کرنے والا ایک گروپ جو تین افراد پر مشتمل ہے جن کے نام فلیک، جون اور ڈاگر ہیں۔ فلیک اس گروپ کا انچارج ہے اسے پاکیشیا میں ہی روک دیا گیا ہے تاکہ اگر تم اس بیماری کو اپنے مشن کے

دوران بطور ہتھیار استعمال کرنا چاہو تو کر سکو۔ پاکیشیا پہنچ کر زیرو ون
سپیشل ٹرانسمیٹر پر تم فلیک کو کال کر کے اسے حکم دے سکتے ہو۔ لیکن
فلیک اور اس کے گروپ کے ساتھ تمہارا رابطہ صرف ٹرانسمیٹر تک
محدود رہے گا۔ تاکہ تم دونوں گروپوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی رابطہ
ثابت نہ ہو سکے۔ فلیک کو تمہارے متعلق بتا دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ تمہارے
احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اوور۔“ باس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا

”یس باس۔ اوور۔“ ٹروبین نے جواب دیا اور اس کے جواب میں
باس نے اسے بلیک ڈاگ بیماری کے متعلق کچھ تفصیلات بتا دیں۔ اور
ٹروبین کا چہرہ یہ تفصیلات سنتے ہی خوف سے پیلا پڑ گیا۔ یہ واقعی انتہائی
خوفناک اور اذیت ناک بیماری تھی۔

”او کے۔ تفصیلات جیسے ہی تم تک پہنچیں تم نے فوراً پاکیشیا روانہ
ہو جانا ہے۔ اوور اینڈ آل۔“ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر
خود بخود آف ہو گیا۔

ٹروبین نے ایک طویل سانس لیا اور ٹرانسمیٹر ہاتھ میں پکڑے وہ باتھ
روم سے کمرے میں واپس آیا اور پھر پہلے اس نے ٹرانسمیٹر کو واپس الماری
کے خفیہ خانے میں رکھا۔ اور پھر اس نے لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

اسے معلوم تھا کہ تفصیلات اس کے گروپ ہیڈ کوارٹر پر بھیجی جائیں
گی۔ اس لئے وہ فوری طور پر گروپ ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ تفصیلات
ملنے کے بعد وہ گروپ کی میٹنگ کال کر کے اس مشن کے لئے جامع منصوبہ
بندی بھی کر سکے۔ اور پاکیشیا فوری روانگی کے انتظامات بھی مکمل کر سکے۔
لباس تبدیل کر کے اس نے ایک نظر کمرے پر ڈالی اور پھر کندھے

جھٹکتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور فلیک اور جوئی دونوں چونک کر دروازے
کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ آج ہی پاکیشیا کے نیم پہاڑی علاقے چاراک سے
شفٹ ہو کر دارالحکومت پہنچے تھے۔ چاراک سے ہی انہوں نے شیرٹن
ہوٹل میں کمرے بک کرا لئے تھے۔ اس لئے انہیں یہاں کمروں کی بکنگ
کے سلسلے میں پریشان نہ ہونا پڑا تھا۔

ڈاگر کو اطلاع دے دی گئی تھی۔ اور اب بھی وہ ایک کمرے میں
اکٹھے بیٹھے یہی سوچ رہے تھے کہ ڈاگر نے اب تک ان سے رابطہ کیوں
قائم نہیں کیا۔ کہ دروازہ کھلا اور دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف
دیکھا۔ دوسرے لمحے ان کے چہروں پر اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ کیونکہ
دروازے پر ڈاگر موجود تھا۔

”کم ان ڈاگر ——— ہم تمہارے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے کہ تم
نے اب تک رابطہ کیوں قائم نہیں کیا۔“ فلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔
لیکن ڈاگر کے سنجیدہ چہرے پر کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے
بڑھا اور ان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہو"۔ جوفی نے ڈاگر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین خبر ہے"۔ ڈاگر نے ہونٹ چباتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی ۔۔۔ کیسی خبر"۔ فلیک اور جوفی دونوں ڈاگر کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے۔

"بلیک ڈاگ کا شکار تندرست ہو گیا ہے"۔ ڈاگر نے کہا۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا نشہ کر رکھا ہے تم نے"۔ فلیک اور جوفی دونوں نے بیک وقت چیخ کر کہا۔ اور اچھل کر کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ یہ ناقابل یقین بات ہے لیکن بہرحال ایسا ہوا ہے"۔ ڈاگر نے پہلی بار دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ناممکن ۔۔۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ بلیک ڈاگ کا شکار تو تندرست ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کا تو کوئی علاج آج تک دریافت نہیں ہو سکا۔ اور نہ آج تک اس کا کوئی شکار تندرست ہو سکا ہے"۔ فلیک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ کر میری بات سنو۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تھی تو میرا تم سے بھی زیادہ برا حشر ہوا تھا۔ اور مجھے ایک فیصد بھی اس پر یقین نہ آیا تھا۔ لیکن جب میں نے تحقیقات کیں تو یہ خبر سو فیصد درست نکلی اور یہ بھی سن لو کہ آج تک ہم یہی سمجھتے رہے تھے کہ بلیک ڈاگ کا نہ صرف علاج ہی نہیں ہے بلکہ ہمارا خیال تھا کہ سوائے بلیک تھنڈر کے دنیا بھر میں اور کوئی اس سے

واقف بھی نہیں ہے۔ لیکن ہمارا یہ خیال غلط تھا"۔ ڈاگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں دس بار مر کر بھی تمہاری بات پر یقین نہیں کر سکتا ڈاگر۔ اس لئے اگر یہ کوئی مذاق ہے تو ابھی کھل جاؤ"۔ اس بار فلیک کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔ اور ڈاگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں ایسے سنجیدہ معاملات میں بھی بھلا مذاق کر سکتا ہوں باس۔ اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں نہ صرف سچ ہے بلکہ میں نے اس سچ کو اچھی طرح پرکھ بھی لیا ہے"۔ ڈاگر نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ بہرحال تفصیلات بتاؤ پوری تفصیل"۔ فلیک نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جوفی جب واپس جاراک گیا تھا تو ہمارے شکار جس کا نام فیاض ہے اور وہ مقامی انٹیلیجنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ ہے، کی حالت ہماری توقع کے مطابق تھی۔ اسے سروسز ہسپتال کے خصوصی شعبے میں داخل کیا گیا تھا ۔۔۔ میں وہاں کے ایک ڈاکٹر رفیق سے میک اپ میں ملا۔ اس سے دوستی کی اور پھر اس کے ساتھ میں ہسپتال پہنچا تاکہ مریض کو خود بھی دیکھ سکوں۔ اس کے بعد میں ڈاکٹر رفیق سے فون پر بات کرتا رہا۔ آج اچانک ایک بات کا انکشاف ہوا کہ فیاض کا کوئی دوست ہے علی عمران جو کہ سنٹرل انٹیلیجنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمن کا اکلوتا لڑکا ہے۔ احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن اس کے باوجود اس کا کوئی تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ یہ باتیں مجھے ڈاکٹر رفیق نے بتائی ہیں۔ بہرحال وہ عمران ہسپتال پہنچا۔ اس نے فیاض کی حالت دیکھی اور پھر اس نے ہسپتال کے انچارج فزیشن ڈاکٹر ہاشمی کے

دفتر سے ایکریمیا کے کسی بوڑھے ڈاکٹر جوفسکی کو کال کیا۔ اس عمران کے مطابق وہ بوڑھا ڈاکٹر جوفسکی عجیب وغریب بیماریوں اور ان کے جراثیم پر تحقیقات کرتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر جوفسکی سے عمران کی جو بات چیت ہوئی، اس کے متعلق ڈاکٹر رفیق سے پتہ چلا کہ ڈاکٹر جوفسکی اس بیماری کا نام جانتا ہے۔ اور نہ صرف نام جانتا ہے بلکہ وہ اس پر تحقیقات بھی کرتا رہتا ہے اس کے مطابق اس بیماری کا نام بلیک ڈاگ ہے اور یہ بیماری افریقہ کے دشوار گزار علاقے ملباکو سے تعلق رکھتی ہے۔ اس ڈاکٹر جوفسکی نے اس وائرس کی تحقیقات بھی بتائیں کہ یہ وائرس کہاں رہتا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کا علاج بھی بتایا کہ ایلیگیٹر کے انڈوں کا کسی خاص طریقے سے تیار شدہ تیل کے قطرے اگر مریض کے حلق میں ڈال دیئے جائیں تو مریض ٹھیک ہو جاتا ہے اور ڈاکٹر جوفسکی نے وہ تیل ہوائی جہاز کے ذریعے یہاں پاکیشیا بھیجنے کے لئے کہا۔"

ڈاگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور فلیک اور جونی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

"تو پھر واقعی اس تیل سے نیاض ٹھیک ہو گیا۔" فلیک اور جونی دونوں نے پوچھا۔

"نہیں —— مجھے جب یہ اطلاع ملی تو میں نے پروگرام بنایا کہ یہ تیل اڑا لیا جائے۔ لیکن فیاض اس تیل کے پہنچنے سے پہلے ہی ٹھیک ہو گیا۔" ڈاگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— وہ کیسے۔" فلیک اور جونی دونوں حیرت سے اچھل پڑے ——

"تفصیلات کا مجھے علم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اچانک وہ علی عمران دو حبشیوں کو ساتھ لے کر ہسپتال پہنچا۔ دونوں حبشی مقامی لباس پہنے ہوئے تھے۔

اس نے ڈاکٹر ہاشمی سے ایک حبشی کا تعلق افریقی جادوگر ذبح ڈاکٹر کے طور پر کرایا۔ اور پھر ڈاکٹر ہاشمی سمیت وہ سب نیاض کے کمرے میں پہنچ گئے۔ اور اس کے بعد انتہائی حیرت انگیز طور پر فیاض ٹھیک ہو گیا۔ میرے مخبر ڈاکٹر رفیق کی ڈیوٹی آج جنرل وارڈ میں تھی۔ اس لئے اسے بھی علم نہیں ہے کہ اس حبشی نے کیا کیا۔ ڈاکٹر ہاشمی بتاتا نہیں۔ بہرحال وہ فیاض اب بالکل تندرست ہو چکا ہے۔ اس بات کی میں نے تصدیق کر لی ہے۔" ڈاگر نے کہا۔

"ہونہہ —— اس کا مطلب ہے کہ ہمارا تجربہ یہاں ناکام ہو گیا۔ یہ انتہائی سیریس مسئلہ ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا تو آج تک یہی دعویٰ تھا کہ بلیک ڈاگ سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ لیکن یہاں اس کا علاج کر لیا گیا۔ ہمیں فوراً ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع دینا ہو گی۔"

فلیک نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے الماری کی طرف بڑھا جس میں ان کے بڑے بڑے بیگ موجود تھے۔ فلیک نے ایک بیگ میں سے سپیشل ٹرانسمیٹر نکالا اور جونی اور ڈاگر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

جونی نے اٹھ کر پہلے کمرے کا دروازہ اندر سے چٹخنی لگا کر بند کیا اور پھر وہ بھی ڈاگر کے پیچھے چلتا ہوا باتھ روم میں پہنچ گیا۔ جونی نے اندر داخل ہو کر باتھ روم کا دروازہ بند کر دیا۔ اس دوران فلیک سپیشل ٹرانسمیٹر

آن کر چکا تھا۔

" ہیڈ کوارٹر۔ اوور" چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز نکلی۔

" فلیک بول رہا ہوں جناب پاکیشیا سے۔ اوور" فلیک نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" یس ــــ کیوں کال کیا ہے۔ اوور" دوسری طرف سے بھاری مگر کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

" باس ــــ انتہائی حیرت انگیز اطلاع ہے۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں موجود بلیک ڈاگ کے مریض سنٹرل انٹیلیجنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کسی پراسرار علاج سے ٹھیک کر لیا گیا ہے۔ اوور" فلیک نے کہا۔

" اوہ ــــ ایسا ناممکن ہے۔ آج تک بلیک ڈاگ کا علاج ممکن ہی نہیں ہو سکا۔ اوور" ہیڈ کوارٹر سے بولنے والا چیخ پڑا۔

" یہاں ایسا ہو گیا ہے باس۔ اوور" فلیک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

" تفصیل بتاؤ۔ اوور" دوسری طرف سے کرخت اور تیز لہجے میں پوچھا گیا۔ اور فلیک نے ڈاگر سے ملنے والی تفصیل دوہرا دی۔

" ڈاگر موجود ہے؟ اوور" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" یس باس۔ اوور" فلیک نے جواب دیا۔

" ہیلو ڈاگر ــــ ہیڈ کوارٹر تمہارے منہ سے تفصیلات سننا چاہتا ہے مکمل تفصیل دوہراؤ۔ اوور" ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا اور جواب میں ڈاگر نے ایک بار پھر پوری تفصیل بتا دی۔

" ہونہہ ــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ علی عمران نامی آدمی ہی اس افریقی جادوگر اور بلیک ڈاگ کا علاج جانتا ہے۔ کیا تمہیں اس کی رہائش گاہ کا علم ہے۔ اوور" ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔

" نو سر ــــ لیکن پتہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے اوور"

" او۔ کے ــــ اب تمہارے اور فلیک کے ذمے یہ ڈیوٹی ہے کہ تم دونوں اس علی عمران کا پتہ کرو اور پھر اس کے ذریعے اس وچ ڈاکٹر تک بھی پہنچو اور ان دونوں سے تم نے بلیک ڈاگ کے اس علاج کے متعلق معلوم کرنا ہے۔ اس کے بعد ان دونوں کا خاتمہ کر دو۔ باقی ڈاکٹر جوفسکی سے ہیڈ کوارٹر خود نمٹ لے گا۔ اوور" ہیڈ کوارٹر نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس ــــ اوور" ڈاگر نے کہا۔

" فلیک ــــ اوور" ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

" یس باس۔ اوور" فلیک نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" بلیک ڈاگ کے سیرم کی جو مقدار تمہارے پاس موجود ہے وہ جوفی کو دے کر فوراً ایکریمیا بھیج دو۔ اب اس کی وہاں ضرورت نہیں رہی۔ اور ہم ٹریڈین کو بھی اطلاع کر دیں گے۔ کہ وہ اب اپنے مشن کے دوران اسے استعمال کرنے کے بارے میں نہ سوچے۔ اوور" ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

" یس باس۔ اوور" فلیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں کئی سوال ابھرے تھے لیکن اسے معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر سوالات کی بجائے تعمیل حکم چاہتا ہے۔ اس لئے وہ خاموش رہا تھا۔

" علاج معلوم کرتے ہی تم دونوں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر کو ٹرانسمیٹر پر اس کی اطلاع دو گے اور اس کے بعد واپس اپنے پوائنٹ پر پہنچ جاؤ گے

"اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور فلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"آؤ جونی ——— تم تو سیرم لے کر فوراً چل پڑو۔ ڈاگر اور میں مل کر اس علی عمران کو ڈھونڈتے ہیں۔"

فلیک نے باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ڈاگر اور جونی دونوں نے سر ہلا دیئے۔

وزارت دفاع کے انڈر سیکرٹری بلال نقوی اپنی سرکاری رہائش گاہ میں بنے ہوئے دفتر نما کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر دس بارہ موٹی فائلیں موجود تھیں۔ اور وہ ان فائلوں پر کام کر رہے تھے۔

انڈر سیکرٹری بلال نقوی کی عادت تھی کہ وہ دفتر سے فائلیں گھر لے آتے اور رات گئے تک کام کرتے رہتے تھے۔ ان کے پاس دفاعی سامان بنانے والی فیکٹریوں اور دفاعی تحقیقات کرنے والی لیبارٹریوں کا چارج تھا۔ اسلئے ان پر کام کا خاصا بوجھ تھا۔ لیکن یہ عہدہ انہوں نے بے پناہ صلاحیت کی وجہ سے حاصل کیا تھا۔ ورنہ ان کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا اور انہوں نے غربت کے عالم میں بے پناہ محنت کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پھر سنٹرل سیکرٹریٹ میں انہوں نے بطور سیکشن آفیسر ملازمت شروع کر دی۔ اور اب بھی گو انہیں ملازمت میں آئے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اس کے باوجود ترقی کرتے ہوئے وزارتِ دفاع کے انڈر سیکرٹری ہو گئے تھے۔ چونکہ انہوں نے

سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لیے شروع ہی سے ان کے پاس دفاعی سامان بنانے والی فیکٹریاں اور دفاعی تحقیقات کرنے والی لیبارٹریوں کا چارج بھی رہا تھا۔ اور چونکہ شروع سے ہی انہیں محنت کرنے کی عادت تھی۔ اس لیے انڈر سیکرٹری بن جانے کے باوجود ان کی یہی عادت قائم تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ پورے سنٹرل سیکرٹریٹ میں ان کی بے حد قدر کی جاتی تھی۔ ویسے بھی وہ بے حد ملنسار اور بااخلاق آدمی تھے اور ان کی حتی الوسع یہی کوشش ہوتی تھی کہ چپڑاسی سے لے کر صدر مملکت تک ان سے کوئی ناراض نہ ہو جائے۔

ان کے چار بچے تھے اور چاروں سکول میں پڑھتے تھے۔ گذشتہ کئی دنوں سے ان کی بیگم بچوں سمیت اپنے کسی عزیز کی شادی میں گئی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ کوٹھی میں ملازموں کے ساتھ اکیلے رہتے تھے۔

وہ پوری طرح فائلوں میں غرق تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ان کا ملازم اندر داخل ہوا۔

"اوہ ——— کیا بات ہے ارشد" انڈر سیکرٹری بلال نقوی نے چونک کر ملازم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ صاحب ملنے آئے ہیں" ملازم نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹ مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ پلیٹ پر ایک خوبصورت کارڈ رکھا ہوا تھا۔

"اس وقت ملنے آئے ہیں؟" بلال نقوی صاحب نے چونک کر کہا اور پھر کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگے۔

"ڈاکٹر ٹروڈمین ویسٹرن کارمن۔" بلال نقوی صاحب نے کارڈ پر لکھی

ہوئی تحریر پڑھتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر ٹروڈمین کے نام کے نیچے سائنس کی اعلیٰ ڈگریوں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔

"ٹھیک ہے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔ میں یہ فائل دیکھ کر آرہا ہوں۔ ان کی خاطر تواضع کرو" بلال نقوی صاحب نے کارڈ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور ملازم سر جھکا کر واپس چلا گیا۔

"ڈاکٹر ٹروڈمین ——— پہلے تو کبھی ان کا نام نہیں سنا۔ لیکن ڈگریوں سے پتہ چلتا ہے کہ انتہائی تعلیم یافتہ صاحب ہیں۔ ٹھیک ہے۔" بلال نقوی صاحب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوبارہ فائل پر جھک گیا۔ لیکن نجانے کیوں انہیں عجیب سی بے چینی کا احساس ہونے لگ گیا تھا۔

انہوں نے فائل بند کی اور پھر اٹھ کر دفتر کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے کو باہر سے خود لاک کر کے انہوں نے چابی جیب میں ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

چونکہ فائلیں انتہائی خفیہ ہوتی تھیں اس لیے بلال نقوی صاحب اس کمرے کی چابی ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ ان کے جسم پر نائٹ گون تھا۔ اور گو کسی معزز مہمان سے ملنے کے لیے یہ لباس درست نہ تھا لیکن بلال نقوی کی یہ عادت تھی کہ گھر آتے ہی وہ نائٹ سوٹ پہن کر اس پر نائٹ گون پہن لیتے اور پھر جب تک دفتر کا وقت نہ ہو جاتا وہ یہی لباس پہنے رکھتے۔ کیونکہ اس طرح انہیں فطری طور پر آزادی اور راحت کا احساس ہوتا تھا۔ اور گھر آنے والوں کو وہ ہمیشہ اسی لباس میں ملتے تھے۔ چابی بھی نائٹ گون کی جیب میں تھی کیونکہ نائٹ سوٹ میں تو جیب نام کی کوئی چیز ہی نہ ہوتی تھی۔

ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے تو سامنے صوفے

پر بیٹھا ہوا ایک لمبا تڑنگا گٹھے ہوئے جسم کا غیر ملکی جس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا، اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر نظر کا نفیس چشمہ تھا اور ہاتھ میں ترکی سگار تھا۔

گو بظاہر وہ خاصا وجیہہ اور ذہین آدمی لگ رہا تھا لیکن جتنی ڈگریاں اس کے کارڈ پر لکھی ہوئی تھیں۔ کم از کم وہ کسی بھی لحاظ سے اتنا تعلیم یافتہ محسوس نہ ہو رہا تھا۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہونے سے قبل بلال نقوی صاحب کا یہی خیال تھا کہ ڈاکٹر ٹروین کوئی بوڑھا آدمی ہوگا کیونکہ اتنی تعلیم حاصل کرتے کرتے آدمی لازماً بوڑھا ہو جاتا ہے۔ لیکن ٹروین تو بھرپور جوان آدمی تھا۔

" ہیلو ڈاکٹر ٹروین ——— مجھے بلال نقوی کہتے ہیں" بلال نقوی نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" آپ نے میرا کارڈ تو دیکھ لیا ہوگا۔ اس وقت زحمت دینے پر معذرت خواہ ہوں۔ لیکن مسئلہ ایسا تھا کہ مجبوری تھی۔" ڈاکٹر ٹروین نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلال نقوی کے سارے ہاتھ میں مصافحے کے وقت درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی۔ حالانکہ ڈاکٹر ٹروین نے بڑے سرسری سے انداز میں مصافحہ کیا تھا۔ لیکن بلال نقوی کو اس سرسری مصافحے سے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر ٹروین کے جسم میں ایک نہیں بلکہ پچاس گینڈوں جیسی قوت بھری ہوئی ہے۔

" کوئی بات نہیں۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" بلال نقوی صاحب نے خشک لہجے میں کہا اور ڈاکٹر ٹروین کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ ان کا ہاتھ ابھی تک درد کر رہا تھا لیکن وہ اخلاق سے مجبور ہو کر برداشت کئے ہوئے تھے۔

" آپ وزارت دفاع میں انڈر سیکرٹری ہیں اور آپ کے پاس پاکیشیا میں دفاعی سامان بنانے والی تمام فیکٹریوں اور دفاعی سائنسی تحقیقات کرنے والی تمام لیبارٹریوں کا چارج ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں" ڈاکٹر ٹروین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ اب بڑے اطمینان سے سامنے والے صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

" اگر میں کہوں کہ آپ کی اطلاع درست ہے تو پھر....." بلال نقوی کا لہجہ پہلے سے زیادہ خشک ہو گیا تھا۔

" تو پھر آپ براہ کرم مجھے یہ بتا دیں کہ زیروگن آپ کب شوگران کے حوالے کر رہے ہیں۔ اور اس کے لئے کیا لائحہ عمل طے ہوا ہے" ڈاکٹر ٹروین نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" زیروگن ——— کیسی زیروگن اور کون ہو تم؟" بلال نقوی حیرت کی شدت سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ انڈر سیکرٹری ——— تمہارے سب ملازم بے ہوش پڑے ہیں۔ اس لئے کوئی تمہاری کال پر نہیں آئے گا۔ جو ملازم تمہیں اطلاع دینے گیا تھا وہ بھی بے ہوش ہو چکا ہے اور گو تم نے اظہار تو نہیں کیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ باوجود نہ دبانے کے تمہارے اس ہاتھ میں جس سے تم نے مصافحہ کیا تھا درد کی لہریں ابھی موجود ہوں گی۔ اس سے تم میری طاقت کا اندازہ کر سکتے ہو۔ ویسے میری جیب میں ریوالور بھی موجود ہے لیکن میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ صرف معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں"

ڈاکٹر ٹروین نے یکلخت انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ لیکن وہ اسی طرح اطمینان سے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

"شٹ اپ ——— تم میری ہی رہائش گاہ پر آکر مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ میں ابھی پولیس کو فون کرتا ہوں۔" بلال نقوی نے درشت لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑے۔ ان کا سابقہ شاید آج سے پہلے کبھی اس قسم کے مجرم سے نہ پڑا تھا۔ اس لئے انہیں اس سلسلے میں کوئی اندازہ ہی نہ تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتے، اچانک چیختے ہوئے اچھل کر واپس ایک صوفے پر جا گرے۔ اسے عقب سے گردن سے پکڑ کر اچھال دیا گیا تھا۔

"تو تم مجھے سختی پر مجبور کر رہے ہو انڈر سیکرٹری" ڈاکٹر ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک ریوالور نظر آ رہا تھا۔ جس کی نال صوفے پر پڑے کراہتے ہوئے بلال صدیقی کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ٹرومین کے چہرے پر بے پناہ کرختگی ابھر آئی تھی۔ اس کے جسم کے اندر واقعی بے پناہ طاقت تھی۔ کیونکہ اس نے بلال نقوی کو اس طرح اٹھا کر صوفے پر پٹخ دیا تھا جیسے بلال نقوی انسان کی بجائے ٹیبل ٹینس کی ہلکی پھلکی گیند ہو۔

"تت ——— تت تم کون ہو۔" بلال نقوی کے چہرے پر اب شدید خوف اور وحشت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"میرے سوال کا جواب دو اور سنو میں فی الحال تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا لیکن اگر تمہاری بتائی ہوئی بات کا ایک لفظ بھی غلط نکلا تو پھر تم جانتے ہو تمہارا کیا حشر ہوگا۔ تمہارے چاروں بچوں کے جسموں کے ٹکڑے تمہاری آنکھوں کے سامنے کئے جائیں گے۔ تمہاری بیوی کی عزت تمہاری نگاہوں کے سامنے روندی جائے گی۔ اور آخر میں تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ اور تم باقی عمر مفلوج پڑے اور سسک سسک کر موت کے

انتظار میں گزارو گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری بیوی اور چار بچے اپنے کسی عزیز کی شادی میں گئے ہوئے ہیں اور وہ کل آجائیں گے۔ اور اگر تم یہ سوچو کہ انہیں روک دیا جائے گا، تب بھی ہمارے لمبے ہاتھ ان تک پہنچ جائیں گے۔ ہاں اگر تم نے صحیح جواب دے دیا تو پھر میں یہ سب کچھ ہمیشہ کے لئے بھول جاؤں گا۔ تمہارے ملازم ہوش میں آجائیں گے ———
اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ میں نے تم سے کیا پوچھا اور تم نے کیا جواب دیا۔ اس کے بعد تم چاہو تو پولیس میں رپورٹ درج کرا کر میرا حلیہ بتا سکتے ہو۔ چاہے مجھے ڈاکو بناؤ، لٹیرا کہو یا چور کہو جو تمہارا دل چاہے کہو، میری صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔
یہ لمبی تقریر بھی میں نے اس لئے کی ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تم سیدھے سادے اور محنتی ٹائپ آدمی ہو اور غربت کے عالم میں یہاں تک پہنچے ہو اور مجھے ایسے آدمی پسند ہیں ورنہ میں تو ایک لمحے میں تمہارے حلق سے سب کچھ اگلوا سکتا ہوں لیکن پھر تم اپنے بچوں کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہ سکو گے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟
ڈاکٹر ٹرومین نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور جلال نقوی کا پورا جسم خوف سے بری طرح لرزنے لگا۔ انہیں اس آدمی کی طاقت کا اندازہ ہو چکا تھا اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل کرنے کی ہمت بھی رکھتا ہے۔

"ٹھیک ہے، میں بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ بتانے میں میرا کوئی حرج نہیں ہے۔ آگے تمہارا اپنا کام ہے کہ تم کیا کر سکتے ہو اور کیا نہیں کر سکتے۔"
بلال نقوی نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکٹر ٹرومین اس کی

بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

" کیا مطلب ؟ کیا کہنا چاہتے ہو۔ سنو اگر تمہارا جواب یہ ہے کہ زیرو گن شوگران کے حوالے کی جا چکی ہے تو یہ غلط ہے۔ میں اس سلسلے میں تحقیقات کر چکا ہوں۔" ڈاکٹر ٹرومین نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیسی تحقیقات ——— یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔" بلال نقوی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر ٹرومین ہنس پڑا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نجوم جانتا ہوں کہ زائچہ بنا کر سیدھا یہاں آ گیا ہوں۔ میں نے باقاعدہ تحقیقات کی ہے۔ زیرو گن کے متعلق سوائے تمہارے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور ابھی تک کوئی شوگرانی تم سے ملنے نہیں پہنچا یہ بات بھی مجھے معلوم ہو چکی ہے اس لئے لازماً وہ زیرو گن تمہارے پاس موجود ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہے نہیں، تھی کہو ڈاکٹر ٹرومین ——— دراصل ہمارے ملک میں گذشتہ کئی سالوں سے ایسی ٹاپ سیکرٹ چیزوں اور فائلوں کے لئے نیا نظام بنایا گیا ہے اور اس نظام کے مطابق ایسی ایجادات اور اس کے فارمولے وغیرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں رہتے ہیں۔ یہ زیرو گن اور اس کی فائل بھی ایکسٹو کے پاس پہنچا دی گئی ہے۔ اب وہ شوگران تک کیسے پہنچتی ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے۔" بلال نقوی نے جواب دیا۔

" جھوٹ مت بولو ——— سائنسی ایجادات سے کسی سیکرٹ سروس وغیرہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔" ڈاکٹر ٹرومین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" دوسرے ملکوں میں نہیں ہوتا ہو گا، یہاں ہے۔ تم بیشک میری بات کی تصدیق کر سکتے ہو۔" بلال نقوی نے جواب دیا۔

" ہونہہ ——— اس ایکسٹو کا پتہ بتاؤ۔" ڈاکٹر ٹرومین نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

" وہ پُراسرار آدمی ہے۔ وہ کسی کے سامنے نہیں آتا۔ حتیٰ کہ ہمارے ملک کے وزیر اعظم اور صدر تک اس سے واقف نہیں ہیں۔" بلال نقوی نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو تم اب مجھے گھس رہے ہو ——— مذاق اڑا رہے ہو میرا۔" ڈاکٹر ٹرومین کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ نمودار ہو گئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑنے لگا تھا۔

" اوہ۔ نہیں ڈاکٹر میں سچ کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ۔" بلال نقوی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے لہجے ——— پہچاننے میں مہارت ہے اور تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم سچ بول رہے ہو۔ لیکن بات ایسی کر رہے ہو کہ قطعاً ناقابل یقین ہے جب وہ کسی کے سامنے نہیں آتا تو پھر زیرو گن اس تک کیسے پہنچ گئی۔" ڈاکٹر ٹرومین نے غراتے ہوئے پوچھا۔

" یہاں سیکرٹ سروس وزارت خارجہ کے تحت کام کرتی ہے اور وزارتِ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان اس کے انچارج ہیں۔ میں نے سرکاری طور پر زیرو گن سر سلطان کو دی اور ان سے باقاعدہ رسید حاصل کی جو کہ میرے دفتر میں موجود ہے۔ تم چاہو تو صبح میں اسے دکھا بھی سکتا ہوں۔"

بلال نقوی نے جواب دیا۔ اب وہ بڑے سنبھلے ہوئے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

" تو کیا سر سلطان ایکسٹو ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے جواب دیا۔

"نہیں ——— میں نے بتایا ہے کہ ایکسٹو کسی کے سامنے نہیں آتا۔ اور سر سلطان بھی اسے نہیں جانتے۔ البتہ اس کا ایک نمائندہ اکثر سر سلطان اور ضرورت پڑنے پر اعلیٰ افسران سے ملتا رہتا ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا بیٹا ہے۔ اور سر رحمان تو انتہائی سنجیدہ آدمی ہیں جبکہ یہ علی عمران حد سے زیادہ منہ پھٹ مسخرہ اور احمق سا نوجوان ہے۔ نجانے سر سلطان اسے کیسے برداشت کرتے ہیں۔ مجھ سے تو ایک بار اس کی ملاقات ہوئی تھی اور میں جو بڑے صبر اور تحمل والا آدمی مشہور ہوں اس کی باتیں سُن کر غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔ بہرحال میرا اپنا آئیڈیا ہے کہ شاید یہ سر سلطان اسی کے ذریعے ایکسٹو سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور یہ بھی صرف میرا اندازہ ہے یقین نہیں ہے ——— کیونکہ سیکرٹ سروس سے کبھی نہ ہی واسطہ پڑا ہے اور نہ ضرورت۔ اگر ضرورت پڑے تو ہمارے سیکرٹری سراشد ہی رابطہ کرتے ہیں" بلال نقوی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فون اٹھاؤ اور سر راشد سے بات کرو اور اس سے پوچھو کہ کیا زیرو گن اور فائل ان کے پاس ہے۔ اور سنو اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس عمران یا ایکسٹو کا صحیح پتہ معلوم کر کے بتاؤ" ڈاکٹر ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں بات کرتا ہوں" بلال نقوی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اُٹھ کر ڈرائنگ روم میں موجود ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس ———" دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔ اب ڈاکٹر ٹرومین اس کے سر پہ کھڑا تھا۔

"میں بلال نقوی انڈر سیکرٹری وزارتِ دفاع بول رہا ہوں سر سلطان سے بات کرائیں" بلال نقوی نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی بہتر ——— ہولڈ آن کریں" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ریسیور پر ایک باوقار سی آواز گونجی۔

"یس ——— سلطان بول رہا ہوں"

"سر سلطان ——— سر میں بلال نقوی بول رہا ہوں" بلال نقوی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ——— فرمایئے اس وقت کیسے فون کیا" سر سلطان کا لہجہ پہلے کی طرح باوقار تھا۔

"سر ——— وہ زیرو گن کے متعلق عرض کرنا تھا۔ اس میں ایک ٹیکنیکل خرابی کا علم ہوا ہے۔ اگر وہ آپ کے پاس ہو تو میں اسے واپس لیبارٹری بھجوا کر ٹھیک کرا دوں" بلال نقوی نے کہا۔

"کیا آپ کا دماغ درست ہو گیا ہے۔ کس زیرو گن کی بات کر رہے ہیں" سر سلطان کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"سر وہ زیرو گن جو کل میں نے آپ کے اسسٹنٹ کے حوالے سرکاری طور پر کی تھی جس کی باقاعدہ رسید جاری ہوئی تھی" بلال نقوی نے جواب دیا۔

"آپ مجھے نشے میں لگتے ہیں۔ مجھے کسی زیرو گن کا کوئی علم نہیں ہے" سر سلطان کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب بولو بلال نقوی" ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان بے حد اصول پسند آدمی ہیں اس لئے انکار کر رہے ہیں"

بلال نقوی نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تو پھر اس علی عمران سے بات کرو۔ مجھے زیرو گن چاہیئے ورنہ تمہاری موت یقینی ہے،" ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا۔

" مجھے نہ اس کے فون نمبر کا علم ہے اور نہ اس کے پتے کا" بلال نقوی نے کہا۔

" مجھے ہر صورت میں اس کا پتہ چاہیئے" ڈاکٹر ٹرومین نے کرخت لہجے میں کہا۔

" یہ حقیقت ہے مجھے اس کے پتے کا علم نہیں ہے اور نہ فون نمبر کا" بلال نقوی نے کہا۔

" ٹیلیفون ایکسچینج سے معلوم کرو" ڈاکٹر ٹرومین نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا اور بلال نقوی نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور ایکسچینج کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور پھر جب اس نے اپنا عہدہ بتا کر اس سے علی عمران کا فون نمبر پوچھا تو آپریٹر نے بتا دیا۔ لیکن اس نمبر پر فون کرنے کے بعد وہاں سے جواب ملا کہ عمران صبح سے غائب ہے۔"

" ٹیلیفون ایکسچینج سے اس کا پتہ معلوم کرو" ٹرومین نے کہا اور بلال نقوی نے ایک بار پھر ٹیلیفون ایکسچینج ٹیلیفون کیا اور اپنا عہدہ بتا کر اور عمران کے فون نمبر بتا کر اس کا پتہ معلوم کیا تو آپریٹر نے بتایا کہ یہ نمبر فلیٹ نمبر دو سو کنگ روڈ میں نصب ہے۔

" ہوں ___ کنگ روڈ فلیٹ نمبر دو سو ___ اچھا شکریہ بلال نقوی تعاون کا بے حد شکریہ"

ڈاکٹر ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ

تیزی سے حرکت میں آیا اور بلال نقوی چیخ مار کر اچھل کر صوفے سے نیچے جا گرا۔

ڈاکٹر ٹرومین کا بھرپور تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا اور یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ بلال نقوی کے منہ میں موجود سارے ہی دانت نکل کر باہر آ گرے۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی چلی گئی۔

آخر اس کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" اس مقصد کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ویسے یہ بات تو کھل گئی ہے کہ فیاض دراصل روٹین میں اس بیماری کا شکار ہوا ہے۔ فیاض نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک انکوائری کے سلسلہ میں چاراک گیا تھا۔ وہاں ہوٹل میں دو غیر ملکیوں سے اس کی دوستی ہو گئی۔ فیاض ویسے ہی غیر ملکیوں سے دوستی کرنے میں شیر ہے اور پھر چاراک جیسی سنسان جگہ پر غیر ملکی فیاض کو نظر آ گئے تھے۔ اس لئے دوستی لازمی تھی۔

فیاض کے مطابق وہ ان غیر ملکیوں کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ کہ اچانک اس کے بازو میں جیسے سوئی سی چبھی۔ اس نے اس جگہ کو کھجا لیا۔ اس کا خیال تھا کہ کسی چیونٹی نے کاٹ لیا ہے۔ ویسے اب اس نے بتایا تھا کہ ایک غیر ملکی جو اپنا نام فلیک بتا رہا تھا۔ اس وقت اُٹھ کر اس کی سائیڈ سے گزر کر

باتھ روم کی طرف گیا تھا جب اس کے بازو پر سوئی سی چبھی تھی۔ اس کے بعد فیاض وہاں سے واپس آ گیا۔ یہاں دوسرے دن اسے ہلکی ہلکی حرارت سی محسوس ہوئی لیکن اس نے پرواہ نہ کی اور دفتر میں بیٹھا کام کرتا رہا۔

کام کرتے کرتے اچانک اس کی طبیعت بے حد بگڑ گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر گیا۔ اور پھر اس کی آنکھ ہسپتال میں کھلی۔ فیاض سے ان دونوں کا حلیہ اور قد و قامت میں نے دریافت کر لیا ہے اور وہیں ہسپتال سے ہی میں نے نعمانی کو فون کر کے چاراک جا کر اس ہوٹل اور غیر ملکیوں کے بارے میں رپورٹ کرنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ نعمانی اگر فوراً ہی چل پڑا ہو گا تو کل تک چاراک پہنچے گا۔ پھر پتہ چلے گا کہ دونوں غیر ملکی وہاں موجود بھی ہیں یا نہیں"۔

عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی دانش منزل پہنچا تھا اور اس نے فیاض کی بیماری کے متعلق اور پھر اس کے علاج کے بارے میں بتایا تھا۔

" لیکن آپ نے تو کہا ہے کہ کوئی غیر ملکی ڈاکٹر رفیق کے ذریعے یہاں بھی معلومات حاصل کرتا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

" ہاں ——— ڈاکٹر رفیق سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے جو حلیہ اور قد و قامت بتایا ہے وہ فیاض کے بتائے ہوئے حلیے اور قد و قامت کے لحاظ سے یکسر مختلف ہے۔ ڈاکٹر رفیق کے مطابق وہ اس کے پاس ہسپتال آیا تھا۔ وہ ویسٹرن کارمن کا ڈاکٹر تھا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا اور ڈاکٹر رفیق نے بطور ایک ڈاکٹر کے اس کا تعارف یہاں ڈاکٹر ہاشمی اور دوسرے ڈاکٹروں سے کرایا اور چونکہ فیاض کی بیماری بالکل ہی منفرد تھی اس لئے اس کا بھی ذکر آ گیا اور وہ ڈاکٹر رفیق کے ساتھ فیاض کے کمرے میں گیا۔ اس کے بعد وہ

ٹیلیفون پر ڈاکٹر رفیق سے فیاض کے متعلق پوچھتا رہا۔ لیکن ڈاکٹر رفیق کو یہ معلوم ہی نہیں کہ وہ کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ واقعی کوئی ڈاکٹر ہی ہوگا۔ بحیثیت ڈاکٹر اسے فیاض کے متعلق تجسس ہوا ہوگا۔ ویسے میں نے جولیا کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس حلیئے اور قدوقامت کے کسی غیر ملکی ڈاکٹر کو ہوٹلوں میں تلاش کرے لیکن مجھے اس کے ملنے کی امید کم ہے ہوسکتا ہے وہ کہیں نجی رہائش گاہ میں ٹھہرا ہوا ہو۔ ڈاکٹر رفیق نے اس کا نام ڈاکٹر آرنلڈ بتایا ہے۔" عمران نے کہا۔

"پھر بھی اس بیماری کے پس منظر میں کوئی نہ کوئی مقصد تو بہرحال ہوگا۔ ہوسکتا ہے وہ لوگ ابھی تجربے کر رہے ہوں۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جو کچھ بھی ہے سامنے آجائے گا۔ میرے ذہن میں ویسے اس معاملے میں خاصی اُلجھن ہے۔" عمران نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو ———" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب۔" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"سر ——— اس غیر ملکی کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ شیرٹن ہوٹل کے ایک کمرہ میں موجود ہے۔ کیپٹن شکیل اسے ٹریس کرنے کے لیئے جیسے ہی شیرٹن ہوٹل میں داخل ہوا، اس نے اسے کاؤنٹر سے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا چونکہ اس کا حلیہ اور قدوقامت بالکل وہی تھا جو آپ نے بتایا تھا اس

لیئے کیپٹن شکیل اسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ وہ آدمی شیرٹن ہوٹل کی تیسری منزل کے کمرہ نمبر پچیس میں موجود ہے اور کیپٹن شکیل نے جو انکوائری کی ہے اس کے مطابق یہ کمرہ کسی فلیک نامی غیر ملکی کے نام سے چاراک سے بک کرایا گیا تھا۔ تین کمرے بک کرائے گئے تھے۔ کمرہ نمبر پچیس فلیک، کمرہ نمبر چھبیس جونی اور کمرہ نمبر چوبیس ڈاگر کے نام سے۔" جولیا نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل سے کہو کہ وہ وہیں رُک کر اس کی نگرانی کرے میں عمران کو بھیج رہا ہوں وہ خود ہی کیپٹن شکیل سے مل لے گا۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ جولیا کے فون سے اس کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھر آئی تھی۔ کیونکہ چاراک کے حوالے کے ساتھ ساتھ فلیک اور جونی کے ناموں کے حوالے آجانے کے بعد یہ بات طے ہوگئی تھی کہ یہ غیر ملکی ڈاکٹر ان کا ہی ساتھی ہے اور ہوسکتا ہے اس کا نام آرنلڈ کے بجائے ڈاگر ہی ہو۔

"یس باس ——— لیکن کیا کوئی کیس شروع ہوگیا ہے۔" جولیا نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ابھی شروع تو نہیں ہوا لیکن ہو بھی سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ آدمی انہی کا ساتھی ہے جو اپنے آپ کو ڈاکٹر آرنلڈ ظاہر کر رہا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب بہرحال مقصد بھی سامنے آجائے گا۔ میں شیرٹن ہوٹل جا رہا ہوں۔" عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ آپریشن روم سے باہر آیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار انتہائی

تیز رفتاری سے شیرٹن ہوٹل کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔

شیرٹن ہوٹل کی پارکنگ میں کار روک کر عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ اس نے کیپٹن شکیل کو ایک میز پر بیٹھے ہوئے دیکھ لیا۔ کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے بیٹھا مشروب پی رہا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ ـــ عمران صاحب آپ آ گئے۔ مجھے آپ کا ہی انتظار تھا" کیپٹن شکیل نے کرسی سے اُٹھ کر عمران کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ اب تم بھی انتظار کرنے والوں کی صف میں شامل ہو گئے ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن تم یہاں کیسے موجود ہو، تمہیں تو اوپر ہونا چاہیئے تھا" عمران نے کیپٹن شکیل کے ساتھ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈاکٹر آرنلڈ اپنے دو ساتھیوں سمیت یہاں ہال میں موجود ہے۔ وہ لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ ادھر دائیں طرف چوتھی میز" کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا لیکن اس نے فوراً ہی ادھر سر موڑ کر نہ دیکھا تھا۔ بلکہ چند لمحوں بعد وہ اس طرح مڑا جیسے کسی ویٹر کو تلاش کر رہا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ اُبھر آئی کیونکہ وہ مطلوبہ آدمیوں کو دیکھ چکا تھا۔ یہ واقعی وہی لوگ تھے۔ دو آدمیوں کا حلیہ تو فیاض کے بتائے ہوئے حلیئے کے عین مطابق تھا جبکہ تیسرے کا وہی حلیہ تھا جو ڈاکٹر رفیق نے بتایا تھا۔

"ان کا کھانا بتا رہا تھا کہ انہیں فارغ ہونے میں کافی دیر لگے گی۔ میں اس دوران ان کے کمروں کی تلاشی لے لوں" عمران نے سرگوشیانہ انداز

میں کہا اور کیپٹن شکیل کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے اُٹھا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ تینوں آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے اور کھانا بھی کھا رہے تھے انہوں نے عمران کی طرف دیکھا تک نہ تھا۔

عمران لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچا اور پھر سیدھا پچیس نمبر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

راہداری میں کافی لوگ آ جا رہے تھے۔ ان میں عام لوگ بھی تھے اور ویٹر بھی۔ عمران نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور بڑے اطمینان سے کمرہ نمبر پچیس کے دروازے پر جا کر اس طرح رک گیا جیسے وہ خود اسی کمرے میں ٹھہرا ہوا ہو۔ ماسٹر کی کی مدد سے اس نے چند لمحوں میں دروازہ کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ کمرے کے اندر تھا۔ اندر سے دروازہ بند کر کے وہ سیدھا الماری کی طرف بڑھ گیا کیونکہ بظاہر کمرے میں کوئی سامان موجود نہ تھا۔ اس نے الماری کھولی۔ وہاں اسے ایک بیگ نظر آیا۔ عمران نے چند ہی لمحوں میں بڑے ماہرانہ انداز میں بیگ کی تلاشی لے لی۔ اور جب اس نے ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر اور بیگ کے خفیہ خانوں میں پڑا جدید قسم کا اسلحہ دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ لیکن بیگ میں اسے نہ ہی کسی قسم کا کاغذ نظر آیا اور نہ کوئی ڈائری۔ اس نے بیگ کو واپس رکھ کر الماری کی تلاشی شروع کی لیکن وہاں بھی کوئی چیز نظر نہ آئی تو وہ ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور ابھی وہ باتھ روم کی تلاشی میں مصروف تھا کہ اس کے کانوں میں کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ باتھ روم کا دروازہ اس نے بند کر دیا تھا۔ وہ دروازے کے ساتھ آ کر رک گیا۔ جیب میں موجود ریوالور پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔

"مجھے اب چل پڑنا چاہیئے ٹھیک ـــ باقی وقت میں ایئر پورٹ پر

گزار لوں گا" ایک آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔

"ہاں ــــ ہم نے بھی اس علی عمران کی تلاش شروع کرنی ہے۔ نجانے کتنا وقت لگے گا اس کو تلاش کرنے میں" ایک اور آواز سنائی دی اور عمران اپنا نام سُن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"میرا خیال ہے فلیک زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ ڈاکٹر رفیق نے بتایا تھا کہ عمران یہاں کے ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلیجنس بیورو کا بیٹا ہے تو لازماً وہ اپنے باپ کی سرکاری کوٹھی میں ہی رہائش پذیر ہوگا۔ اور اس سرکاری کوٹھی کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے" ایک اور آواز سنائی دی۔

"بہرحال جہاں بھی وہ ہو اُسے تلاش تو کرنا ہے" فلیک نے جواب دیا۔

"او کے ــــ میں اپنے کمرے سے بیگ لے لوں" اسی آدمی کی آواز سُنائی دی جس نے جانے کے بارے میں بات کی تھی۔

"سُنو جونی ــــ اس سیرم کا خیال رکھنا، وہ انتہائی قیمتی ہے" فلیک نے کہا۔

"اوہ ــــ ڈونٹ وری۔ میں جانتا ہوں اس کی اہمیت کو" جونی کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ سیرم کا لفظ سُنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سیرم یقیناً اس خوفناک بیماری بلیک ڈاگ کا ہی ہوسکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی عمران نے یکلخت دروازہ کھولا اور اچھل کر کمرے میں پہنچا۔ اس وقت ایک غیر ملکی دوسروں سے مصافحہ کرنے میں مصروف تھا۔

"ہیلو ــــ" عمران نے باہر نکلتے ہی کہا تو وہ تینوں اس بُری طرح اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"کون ہو تم ــــ ؟" ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے آواز سے ہی پہچان لیا کہ یہ فلیک ہے

"خادم کو علی عمران کہتے ہیں۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ تمہیں میری تلاش ہے اس لئے میں خود ہی حاضر ہوگیا ہوں۔ تم اجنبی ہو کہاں مجھے ڈھونڈتے پھرو گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ہی تھا۔

"اوہ ــــ تو تم ہو علی عمران" فلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ان تینوں نے بڑی معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تمہارا نام تو فلیک ہے۔ اتنا تو میں جانتا ہوں اور یہ صاحب جونی ہیں کیونکہ تم دونوں کا تعارف تو سوپر فیاض نے کروا دیا تھا۔ اور یہ صاحب یا تو ڈاکر ہیں یا پھر ڈاکٹر آرنلڈ جو بھی درست نام ہو۔ کیا خیال ہے میں درست کہہ رہا ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان تینوں کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے" اس بار فلیک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ لمبی کہانی ہے۔ پھر کبھی وقت ملا تو تفصیل سے بتاؤں گا فی الحال وہ بلیک ڈاگ والا سیرم تم میرے حوالے کر دو تاکہ میں اس پر تجربات کرسکوں۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر یہ بیماری بڑی پسند آئی ہے۔ بڑی رومانٹک قسم کی بیماری ہے۔ بلبلے بن رہے ہیں، پھٹ رہے ہیں۔ واہ۔

عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بیماری کی بجائے واقعی کسی رومانٹک سین کی بات کر رہا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو تم ــــ کیسا سیرم اور کیسی بیماری" فلیک نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یار —— تم لوگ شاید بڑے بھولے بھالے قسم کے ہو۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ میں باتھ روم سے باہر آیا ہوں تو ظاہر ہے تمہاری آوازیں باتھ روم تک تو پہنچ ہی رہی ہوں گی۔ اور ابھی تم نے جو بات چیت کی ہے اس کے بعد اس قسم کی بات کرنا انتہائی بھولپن ہی ہو سکتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— ہم تمہارے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہیں، لیکن تم بھی ہمارے ساتھ تعاون کرو۔" اس بار فلیک نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل —— باہمی تعاون جسے ہم لوگ امدادِ باہمی کہتے ہیں۔ سنہری اصول ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر بتاؤ کہ وہ وِتچ ڈاکٹر حبشی جسے تم اپنے ساتھ لے کر اس فیاض نامی مریض کے علاج کے لیئے گئے تھے، کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟ اور اس نے کیا علاج کیا ہے؟" فلیک نے کہا۔

"بالکل —— بالکل بتا دیتا ہوں۔ اس کا نام جوزف ہے اور وہ البرٹ روڈ پر واقع ایک قلعہ نما عمارت رانا ہاؤس میں رہتا ہے۔ باقی اس کے علاج کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتا۔ اس نے نرسنگھے کے سینگ میں کوئی دوا رکھ کر فیاض کے حلق میں پھونک دی تھی۔ بھورے رنگ کا پاوڈر تھا۔ اور فیاض ٹھیک ہو گیا۔ ویسے اس نے —— بڑا عجیب و غریب ڈانس بھی کیا تھا۔ جسے وہ بلیک ڈاگ ڈانس کہہ رہا تھا۔ اس سے زیادہ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ ویسے وہ بڑا مشہور آدمی ہے اور اس قسم کی بیماریوں

کا جو کسی کی سمجھ میں نہ آئیں علاج کرتا ہے لیکن ایک بات ہے فیس بڑی لمبی چوڑی لیتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بڑا دوستانہ تھا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو؟" فلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بالکل —— مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم کہو تو میں تمہارے ساتھ چل کر اس سے تمہاری ملاقات بھی کرا سکتا ہوں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم اس علاج کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟" فلیک نے کہا۔

"میں نے تو اس کی بڑی منت کی تھی۔ کہ وہ مجھے اپنا شاگرد بنا لے۔ لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ کہتا ہے شاگرد بننے کے لیئے مجھے پہلے افریقہ جا کر دس شیروں سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اب تم خود سوچو مجھ جیسا آدمی تو چڑیا گھر میں شیر کو دیکھ کر دہشت سے بے ہوش ہو جاتا ہے اس لئے میں اس کا شاگرد نہ بن سکا۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر تم آرام کرو۔" فلیک نے یکلخت معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کے ہاتھ میں ایک باریک لیکن انتہائی تیز دھار کا خنجر موجود تھا۔ اور پلک جھپکنے میں وہ خنجر عمران کی طرف اس طرح بڑھا جیسے بجلی چمکتی ہے اور عمران کو اس خنجر سے بچنے کے لیئے واقعی اپنے جسم کی پوری توانائی خرچ کرنی پڑی۔ ورنہ جس مہارت اور تیزی سے وہ خنجر پھینکا گیا تھا اگر عمران سے ایک لمحے کی بھی چوک ہو جاتی تو یقیناً وہ مارا جاتا۔ اور خنجر اس کے جسم سے صرف آدھے انچ کے فاصلے سے گزر کر پیچھے

دروازے میں کھٹاک سے جا لگا۔

ایک طرف چھلانگ لگاتے ہی عمران یکلخت بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر اچھلا اور اس بار وہ ڈاگر کے پھینکے ہوئے خنجر سے بھی بال بال بچا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہوا میں ہی یکلخت قلابازی کھا گیا کیونکہ اس نے جوبی کے ہاتھ کی حرکت بھی دیکھ لی تھی۔ اور تیسرا خنجر بھی اس کے قدموں تلے سے نکل گیا۔

یہ تینوں خنجر اس قدر مہارت اور تیزی سے پھینکے گئے تھے کہ عمران کے اپنے نقطہ نظر سے اس کا بچ جانا اس کی خوش قسمتی کی وجہ سے ہوا تھا۔

" اب تم تینوں ہاتھ کھڑے کر لو۔" عمران نے قدم زمین پر لگنے سے پہلے ہی ریوالور جیب سے نکال لیا تھا۔

لیکن دوسرے لمحے ریوالور نہ صرف اس کے ہاتھوں سے نکل گیا بلکہ عمران بھی اچھل کر باتھ روم کے دروازے سے ٹکرایا اور دروازہ چونکہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ دروازے سے ٹکرا کر غسل خانے کے اندر فرش پر جا گرا۔ یہ کارنامہ ڈاگر کا تھا۔ اس نے واقعی اس قدر مہارت اور پھرتی دکھائی تھی کہ عمران جیسا شخص بھی اس کی اس قدر پھرتی کے سامنے نہ ٹھہر سکا تھا۔

عمران نے اپنے قدم زمین پر لگتے ہی صرف اتنا دیکھا تھا کہ یکلخت ڈاگر کا جسم ہوا میں اٹھا اور پھر عمران کے ہاتھ اور سینے پر بیک وقت اس کی ٹانگیں ٹکرائیں اور چونکہ عمران ابھی پوری طرح جم کر کھڑا نہ ہو سکا تھا، اس لئے وہ ضرب کھا کر اڑتا ہوا باتھ روم کے دروازے سے ٹکرا کر اندر جا گرا۔ اس نے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر اٹھنا

چاہا تھا کہ یکلخت باتھ روم کا دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔ اسے باہر سے کھینچ کر بند کر دیا گیا تھا۔

عمران اچھل کر دروازے کی طرف مڑا لیکن دروازہ لاک کر دیا گیا تھا اور چونکہ باہر سے اسے لاک کر کے لاک کے ساتھ موجود ڈبل لاک کا بٹن دبا دیا گیا تھا۔ اس لئے اب وہ ہینڈل دبانے کے باوجود نہ کھل رہا تھا۔ باہر کمرے میں سے بھاگ دوڑ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے وہ سامان اکٹھا کر کے بھاگ رہے ہوں۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے وہی ماسٹر کی نکالی اور پھر اس لاک کو کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن باوجود کئی کوششیں کرنے کے وہ لاک نہ کھل سکا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ماسٹر کی واپس کھینچ لی۔ غسلخانے کی کھڑکی بھی اتنی بڑی نہ تھی کہ وہ اس میں سے گزر سکتا۔ اور ادھر کمرے میں اب خاموشی طاری ہو گئی تھی۔

" اس بار لطف آئے گا۔ اچھے تیز طرار لوگوں سے واسطہ پڑا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کر کے ونڈ بٹن کو اور باہر کھینچا تو ڈائل پر چھ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

" ہیلو ـــــ ہیلو۔ غسلخانے کا قیدی بول رہا ہے۔ اوور۔" جلتے بجھتے بلب کی چند منٹ بعد مسلسل جلتے ہی عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" غسلخانے کا قیدی ـــــ کیا مطلب۔ اوور۔" دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" حیرت بعد میں ظاہر کرنا یار۔ فی الحال کمرہ نمبر پچیس میں پہنچ کر مجھے اس

غسلخانے کی قید سے رہائی تو دلاؤ۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر ونڈ بٹن کو ایک جھٹکے سے دبا کر بند کیا تو سوئیاں بجلی کی سی تیزی سے واپس وقت کے ہندسوں پر پہنچ گئیں۔

عمران کو معلوم تھا کہ یہ لوگ اب سیدھے رانا ہاؤس جائیں گے اور وہ جوزف کو ہوشیار بھی کرنا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے جوزف کے ہاتھ میں واچ ٹرانسمیٹر ہی نہ تھا۔ بہرحال غسل خانے سے نکل کر وہ کمرے کے فون سے اسے کال کر سکتا تھا۔

"عمران صاحب ۔۔۔!" اسی لمحے باہر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر دروازے کا ہینڈل اوپر نیچے ہونے لگا۔ کیپٹن شکیل دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یار اس کا سائیڈ بٹن پش کرو۔ صرف ہینڈل دبانے سے کھل جاتا تو تمہیں تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی۔" عمران نے اندر سے کہا۔

"سائیڈ بٹن ۔۔۔ کون سا سائیڈ بٹن"۔۔۔ یہاں تو کوئی سائیڈ بٹن نہیں ہے۔" باہر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ارے واہ ۔۔۔ یہ غسلخانہ کم اور پاگل خانہ زیادہ ہے۔ مجھے اب یاد آرہا ہے کہ وہ سائیڈ بٹن تو غسلخانے کے اندر ہوتا ہے باہر نہیں تاکہ باہر سے دروازہ کھولا نہ جا سکے۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور سائیڈ بٹن کو دبا کر اس نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن دروازہ پھر بھی نہ کھل سکا۔ اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"اوہ ۔۔۔ ایک منٹ عمران صاحب۔ لاک کے لیور میں ایک تار پھنسا ہوا ہے۔" باہر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"تار کہاں سے آگئی"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے ہینڈل دبا اور دروازہ کھل گیا۔

"یہ دیکھیے۔ یہ تار لیور کی سائیڈ پر پھنسی ہوئی تھی۔ کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں موجود ایک سخت لیکن چھوٹی سی مڑی ہوئی تار دکھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اسی لیے ماسٹر کی سے لاک نہ کھل رہا تھا۔ یہ تو یار بڑے ہی برق رفتار لوگ ہیں"۔ عمران نے کہا اور غسل خانے سے باہر آگیا۔

"لیکن عمران صاحب وہ گئے کہاں۔ میں تو اسی لئے ہال میں بیٹھا رہا تھا۔ کہ آپ خود ہی ان سے نمٹ لیں گے۔" کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا کروں۔ انہوں نے مجھے چیلنج کر دیا کہ پہلے منہ دھو آؤ پھر مقابلہ کرنا۔ میں منہ دھونے غسلخانے میں آیا تو انہوں نے نہ صرف دروازہ باہر سے بند کر دیا بلکہ لاک بھی جام کر دیا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک طرف میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن عمران صاحب! میں تو ہال میں موجود رہا اور وہیں سے آرہا ہوں۔ میں نے تو انہیں جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیپٹن شکیل ابھی تک حیران تھا۔

"پھر تو انہوں نے سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی ہو گی۔ یا پھر فائر ڈور سے نکل گئے ہوں گے۔" عمران نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

"یس ایکسچینج"۔ رسیور اٹھاتے ہی ہوٹل کا ایکسچینج آپریٹر بول پڑا۔ اور عمران نے اسے رانا ہاؤس کا نمبر ملانے کی ہدایت کر دی۔

" سامان تو وہ شاید لے گئے ہیں" کیپٹن شکیل نے کھلی ہوئی الماری کو دیکھ کر کہا۔

" اپنے سامان کے ساتھ ساتھ وہ میرا ریوالور بھی لے گئے ہیں۔ بڑی مشکل سے ایک کباڑیئے سے ڈھونڈ کر لایا تھا۔ وہ بھی گیا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

" یس ——— رانا ہاؤس" دوسری طرف سے گھنٹی مسلسل بجنے کے بعد رسیور اٹھا اور جوانا کی آواز سنائی دی۔

" وہ ہمارا وِچ ڈاکٹر کہاں گیا ہے جوانا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— ماسٹر آپ ——— جوزف تو ایک گھنٹے سے کہیں گیا ہوا ہے میں نے پوچھا تو کہنے لگا باس کے سر پر نیلے پروں اور سیاہ چونچ والی چیل منڈلا رہی ہے۔ اس لئے میں دریا پر جا کر شامیری کا عمل کروں گا۔ تب اس چیل کا خاتمہ ہوگا" جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے واہ۔ یہ تو اصلی وِچ ڈاکٹر بن گیا ہے۔ واقعی نیلے پروں اور سیاہ چونچ والی ایک نہیں بلکہ تین چیلیں اکٹھی جھپٹی تھیں مجھ پر۔ لیکن یہ یقیناً شامیری کا عمل کام آ گیا۔ لیکن وہ چیلیں بھی بڑی زوردار ہیں۔ اب وہ مجھے چھوڑ کر جوزف کے سر پہ منڈلانے کے لئے چل پڑی ہیں" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ماسٹر ——— کیا آپ پر حملہ ہوا ہے۔ کس نے کیا ہے؟" جوانا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" ایسا ویسا حملہ۔ بڑا زوردار حملہ تھا بیک وقت تین خنجروں کے ساتھ لیکن جوزف چونکہ دریا میں بیٹھ کر شامیری کا عمل کر رہا تھا اور ہوٹل شیرٹن

میں دریا تو موجود نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے مجھے ایک غسل خانے میں بند کر دیا۔ بہرحال اب چیلیں لازماً رانا ہاؤس پہنچیں گی۔ تم ذرا خیال رکھنا" عمران نے کہا۔

" اوہ ماسٹر۔ آپ کھل کر بات کریں۔ یہ چیلوں دریلوں اور غسل خانے اور دریا والے اشارے آپ جوزف کے ساتھ دوہرایا کریں۔ مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔" جوانا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شکر ہے سمجھ نہیں آتی تمہیں ورنہ چھ بوتلیں تمہیں بھی پلانی پڑتیں روز کی۔ بہرحال نوٹ کر لو۔ تین غیر ملکی ہیں شکل وصورت سے تو ایکریمین لگتے ہیں۔ لیکن وہ یہی کہتے ہیں کہ ان کا تعلق ویسٹرن کارمن سے ہے۔ بہرحال وہ تین افراد ہیں۔ ایک کا نام فلیک، دوسرے کا جونی اور تیسرے کا ڈاگر ہے۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے ان تینوں کے حلیئے تفصیل سے بتا دیئے۔

" یہ تینوں بلیک ڈاگ کا علاج پوچھنے وِچ ڈاکٹر جوزف کے پاس آ رہے ہیں اب جوزف تو نہیں ہے اس لئے اب انہیں علاج بتانے کی ذمہ داری تمہاری ہے" عمران نے کہا۔

" اوہ۔ ماسٹر میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ جوانا انہیں ایسا علاج بتائے گا کہ ساری عمر علاج کا نام لے لے کر روتے رہیں گے۔" جوانا نے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ جب ٹوں ٹوں کی آوازیں اُبھریں تو اس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ دوسرے لمحے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" یس ——— ایکسچینج آپریٹر" آپریٹر کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا اور عمران نے اسے جولیا کا نمبر ملانے کے لئے کہا۔

"آپ نے ساری کالیں یہیں سے کرنی ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار ان کے کھاتے میں ہی جائیں گے۔ آخر میرا ریوالور لے گئے ہیں۔ کچھ تو رقم پوری کر لوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"یس —— جولیا سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"واہ —— بڑے عرصے کے بعد تمہارے منہ سے یس کا لفظ تو نکلا ورنہ نو نو سنتے تو میرے کان پک گئے تھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم —— کیا بات ہے"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ہماری بات بھلا بدل سکتی ہے۔ قیامت تو آسکتی ہے لیکن ہماری بات نہیں بدل سکتی۔ بس جسے ایک بار اپنا کہہ دیا۔ اُسے غیر نہیں کہا جا سکتا"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"کیا یہی بکواس کرنے کے لئے فون کیا تھا۔ میں بند کر رہی ہوں فون"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا لہجہ صاف چغلی کھا رہا تھا۔ کہ غصہ مصنوعی ہے ورنہ اندر سے مسرت کے لڈو پھوٹ رہے ہیں۔

"فون بیشک بند کر دو لیکن کال بند نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا رابطہ اپنے دل سے کر لو۔ شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری کال۔" عمران نے کہا اور اس بار جولیا بجائے غصے میں آنے کے کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم کبھی کبھی خوبصورت باتیں کرتے ہو"۔ جولیا نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور عمران کا دوسرا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

"ظاہر ہے کہ تمہارے مقابلے میں تو کبھی کبھی ہی باتیں کر سکتا ہوں۔ تم باتیں

کرنے کا موقع ہی کب دیتی ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر جولیا بڑے میٹھے لہجے میں ہنس پڑی۔

"اب یہ ہیر رانجھے کا قصہ ختم بھی کریں عمران صاحب"۔ کیپٹن شکیل نے بڑے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"اوہ چچا کیدو آ گیا ہے جولیا۔ اس لئے حال دل پھر کبھی کہیں گے۔ تمہارا چچا کیدو بڑا ظالم ہے۔ فی الحال ایسا کرو سوائے چچا کیدو اوہ سوری میرا مطلب ہے کیپٹن شکیل کے وہ تو یہاں موجود ہے، تم صفدر کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ شیرٹن ہوٹل پہنچ جائے۔ اور باہر رک کر نگرانی کرے۔ ہو سکتا ہے میں بارات لے کر یہاں سے نکلوں۔ بہرحال بارات میں تین یا کم از کم دو غیر ملکی ضرور ہوں گے۔"

"اوہ —— کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا

"ابھی کہاں شروع ہوا ہے۔ شروع ہوا تھا کہ تمہارے چچا کیدو نے روک دیا۔ خدا حافظ۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے رہے ہیں۔ اور اب وہ یہاں واپس کیوں آئیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی یار اس ہوٹل میں کیا جن بھوت کا سایہ تو نہیں کہ ہر بات مجھے بعد میں سمجھ آتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کا یہاں سے جانے کا قطعی کوئی ارادہ نہ ہو۔

"کیا مطلب —— آپ بیٹھ کیوں گئے ہیں"۔ کیپٹن شکیل کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے عمران کے رویے کی سمجھ ہی نہیں آ رہی۔

"کرسی پر ہی بیٹھا ہوں۔ انڈوں پر تو نہیں بیٹھ گیا۔" عمران نے کہا، اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا۔ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور کیپٹن شکیل جس کی پشت دروازے کی طرف تھی اچھل کر مڑا۔ لیکن عمران اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا۔ دروازے پر فلیک، جونی اور ڈاکٹر تینوں ہی موجود تھے۔ اور فلیک کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"خبردار —— اگر حرکت کی تو۔" فلیک نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"خوش آمدید دوستو —— مجھے آپ کا ہی انتظار تھا۔ ورنہ یہ صاحب تو بڑی دیر سے کہہ رہے تھے کہ ہم حرکت کرنا شروع کر دیں۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جو ان تینوں کو واپس آتے دیکھ کر واقعی حیران ہو رہا تھا۔

"تم نے ہم سے غلط بیانی کیوں کی۔ البرٹ روڈ پر تو کوئی رانا ہاؤس نہیں ہے۔" فلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"البرٹ روڈ —— ارے کمال ہے۔ تم البرٹ روڈ ناپتے رہے ہو۔ بھائی میں نے تو رابرٹ روڈ کہا تھا۔" عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ میں نے تفصیل سے نقشہ دیکھا ہے۔ یہاں کوئی رابرٹ روڈ نہیں ہے۔" اس بار ڈاکٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ کہاں ہے نقشہ۔ مجھے دکھاؤ۔ کمال ہے اتنی اہم ترین روڈ کہاں چلی گئی۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو علی عمران —— ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو اس وِچ ڈاکٹر کا صحیح صحیح پتہ بتا دو۔" فلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"بھائی مجھے معلوم ہے۔ ورنہ میں یہاں سے چلا نہ جاتا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم مجھے غسلخانے میں اس لئے بند کر گئے تھے کہ میں تمہارے واپس آنے تک باہر نہ نکل سکوں لیکن یہ صاحب بھی چیل کی سی نظر رکھتے ہیں۔ انہیں وہ تار لیور میں پھنسا نظر آگیا تھا لیکن میں نے سوچا کہ تم ہمارے مہمان ہو یہاں اجنبی ہو۔ ہو سکتا ہے تمہیں رابرٹ روڈ نہ مل سکے۔ اس لئے مجبوراً مجھے تمہارے آنے تک رُکنا پڑا۔ اب بولو کیا چاہتے ہو۔ کہو تو ساتھ چل کر تمہیں رابرٹ روڈ دکھا دوں۔ اور اگر کہو تو اس وِچ ڈاکٹر سے ملاقات کرا دوں۔ جیسے تم چاہو لیکن امداد باہمی کے تحت ایک کام بہرحال تمہیں بھی کرنا پڑے گا کہ پورا سیرم نہ سہی اس کی کچھ نہ کچھ مقدار مجھے ضرور دینا ہو گی۔" عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— اگر تم ہمیں اس وِچ ڈاکٹر سے ملوا دو تو ہم تمہیں سیرم ضرور دیں گے۔" فلیک نے کہا۔

"اوکے —— آؤ۔ ہاں یہ میرا ریوالور مجھے دے دو۔ ذرا رعب داب رہتا ہے، جیب اُبھری ہونے کی وجہ سے۔" عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ ہمارے پاس رہے گا۔" فلیک نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں تیزی سے سائیڈوں پر ہٹ گئے۔

"آؤ چچا کیدو۔ تم بھی کہتے تھے کہ تم نے کسی پُراسرار بیماری کا علاج کرانا ہے۔ چلو اس بہانے دونوں ہی کام ہو جائیں گے۔" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو ابھی تک حیرت بھرے انداز میں کھڑا یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ رہا تھا۔

"نہیں ——— یہ یہیں رہے گا۔ تم اکیلے ہمارے ساتھ چلو گے"۔ فلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یار غریب آدمی ہے اس کا بھی علاج ہو جائے گا۔ کافی عرصے سے میرا سر کھا رہا تھا کہ وینچ ڈاکٹر سے ملا دو۔ اسے رات کو خواب دیکھنے کی بیماری ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— یہ یہیں رہے گا۔ فلیک نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ اچھا کیدو۔ مجبوری ہے۔ پھر کبھی سہی" عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن شکیل اپنی جگہ کھڑا رہا۔ اس کی سمجھ میں یہ سارا کھیل قطعی نہیں آ رہا تھا۔ اس کے لئے یہ بات انتہائی عجیب وغریب تھی کہ مجرم خود ہی کمرے میں واپس آ گئے تھے اور پھر وہ اس طرح عمران کو ساتھ لے کر جا رہے ہے جیسے عمران ان کا اپنا ساتھی ہو۔

عمران کے دروازے سے باہر آنے کے بعد فلیک اور اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور جونی نے دروازہ بند کر کے اس کی کنڈی لگا دی اور پھر وہ سب اطمینان سے چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

"تم جب غسلخانے سے باہر آ گئے تھے تو پھر کمرے میں کیوں رک گئے"؟ لفٹ کا دروازہ بند ہوتے ہی فلیک نے پوچھا۔ اس نے ریوالور اب جیب میں رکھ لیا تھا۔

"یار سچ پوچھتے ہو تو میں نے سوچا کہ چلو مفت کا ٹیلیفون ہاتھ لگ گیا ہے اس لئے کچھ کالیں ہی کر لوں۔ ابھی تو میں نے ایکریمیا، ویسٹرن کارمن اور

ساگا لینڈ بھی کالیں کرنی تھیں۔ وہاں بھی اپنی وہ رہتی ہیں" عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بڑے ادباشانہ انداز میں آنکھ دبا دی اور فلیک اور اس کے ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تم واقعی دلچسپ آدمی ہو" فلیک نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ لفٹ رک چکی تھی اور وہ چاروں لفٹ سے نکل کر اطمینان سے چلتے ہوئے ہوٹل کے ہال سے باہر آ گئے۔

"ادھر میری کار موجود ہے" عمران نے پارکنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کار ——— اوہ ٹھیک ہے۔ آخر تم ڈائریکٹر جنرل کے لڑکے ہو۔ کار تو ہونی ہی چاہئے تمہارے پاس" فلیک نے کہا۔

"ارے۔ ڈیڈی کا نام دوبارہ نہ لینا وہ بڑے ظالم آدمی ہیں۔ ذرا ان کا نام لو تو فوراً ڈنڈا اٹھائے پہنچ جاتے ہیں۔" عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور فلیک اور اس کے ساتھی ایک بار پھر ہنس پڑے۔ ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ عمران کو بالکل ہی گاؤدی قسم کا نوجوان سمجھ رہے ہیں۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار پارکنگ سے نکل کر سڑک پر پہنچ چکی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ اس کے ساتھ فلیک بیٹھا ہوا تھا۔ اور پچھلی سیٹ پر جونی اور ڈاگر موجود تھے۔

"تم انتہائی متضاد آدمی ہو مسٹر علی عمران۔ جب تم لڑتے ہو تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تم مارشل آرٹ میں بے پناہ مہارت رکھتے ہو۔ حالانکہ تم جیسے ذہن کا آدمی اس قدر پھرتی اور تیزی دکھا ہی نہیں سکتا" فلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل بات بتاؤں" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہاں بتاؤ۔" فلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خنجر سے بیحد ڈرتا ہوں۔ خنجر نظر آتے ہی میرا جسم خود بخود حرکت میں آجاتا ہے۔ بس کچھ نفسیاتی بیماری سمجھ لو۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور فلیک نے اوہ کہہ کر سر ہلا دیا۔

عمران کی کار مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد رانا ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔

"اوہ۔ یہ عمارت تو ہم نے بھی دیکھی تھی لیکن اس پر رانا ہاؤس تو نہیں لکھا ہوا۔" فلیک نے چونک کر کہا۔

"جب بورڈ پر رانا لکھا ہوا ہے تو رانا ہاؤس ہی ہوا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ فلیک اور اس کے ساتھی اطمینان سے کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور جوانا باہر نکل آیا۔ عمران کو اس طرح باہر کھڑے دیکھ کر وہ چونکا ہی تھا کہ عمران بول پڑا۔

"جناب ——— وئچ ڈاکٹر جوزف صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔" عمران کے لہجے میں ایسی اجنبیت تھی جیسے وہ جوانا کا زیادہ واقف نہ ہو۔

"نہیں ——— وہ ایک عمل کرنے دریا پر گئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک واپس نہیں آئے۔" جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ کار میں موجود فلیک اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ چکا تھا۔ اور چونکہ عمران نے خود ہی ان کے حلیئے اسے فون پر بتائے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان

گیا تھا۔

"اوہ ——— پھر ہم انتظار کر لیتے ہیں۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں پھاٹک کھولتا ہوں۔" جوانا نے کہا اور دوبارہ ذیلی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔

عمران واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لیتا چلا گیا۔

"اوہ ——— بڑی وسیع اور شاندار عمارت ہے۔ کون ہے یہ رانا۔" فلیک نے کار کے اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وئچ ڈاکٹر کا مرید ہے۔ وئچ ڈاکٹر نے اس کی لاعلاج بیماری کا علاج کیا تو اس نے خوش ہو کر اسے یہ عمارت معہ ملازموں اور سازوسامان کے بخش دی۔" عمران نے جواب دیا اور کار پورچ میں جا کر روک دی۔ اور پھر وہ چاروں کار سے نیچے اتر آئے۔ جوانا بھی پھاٹک بند کر کے واپس پہنچ گیا تھا۔

"ڈرائنگ روم شاید ادھر ہے۔ میں ایک بار آیا تو تھا۔" عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آیئے۔" جوانا نے کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"واقعی یہ رانا تو کوئی بہت بڑا لارڈ لگتا تھا۔ اس قدر بڑا ڈرائنگ روم اتنے رقبے میں تو ایکریمیا میں پوری کالونی بن جائے۔" فلیک نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ کم از کم ایک بات تو فلیک نے لاشعوری طور پر بتا دی تھی کہ ان کا

تعلق ویلسٹن کارمن سے نہیں بلکہ ایکریمیا سے ہے۔

"ویسے آپ دوبارہ ناراض ہو کر خنجر زنی نہ شروع کر دیں تو ایک بات پوچھ لوں"۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ فلیک نے چونک کر عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے فیاض کو بلیک ڈاگ والی بیماری کسی خاص مقصد سے لگائی تھی یا ویسے ہی روٹین میں تجربہ کر رہے تھے"۔ عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"ہم تو صرف اتنا جانتے تھے کہ وہ دارالحکومت کا رہنے والا ہے اور بس۔ اس کا نام اور عہدہ تو یہاں آ کر معلوم ہوا"۔ فلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں صرف فیاض کی ہی قسمت تھی کہ اسے وچ ڈاکٹر جوزف مہیا ہو گیا۔ دوسرے تو مر گئے ہوں گے۔ کتنے افراد مرے ہیں یہاں پاکیشیا میں اس بیماری سے"۔ عمران نے اسی طرح سادہ لہجے میں پوچھا۔

"زیادہ نہیں چار یا پانچ ہوں گے"۔ فلیک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"باقی دنیا میں بھی تجربات ہوئے ہوں گے کہیں اور بھی اس کا علاج دریافت ہوا ہے"۔ عمران نے ویسے ہی رواداری میں پوچھا۔

"بلیک ڈاگ کے علاج کا تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو نجانے اس وچ ڈاکٹر نے کیا کیا ہے کہ فیاض ٹھیک ہو گیا ہے"۔ فلیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جوانا اندر داخل ہوا۔

"وچ ڈاکٹر صاحب واپس آ گئے ہیں جناب"۔ جوانا نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں کہو کہ لمبی فیس دینے والے غیر ملکی آئے ہیں۔ ورنہ ہو سکتا ہے وہ کسی اور جنتر منتر میں مصروف ہو جائے"۔ عمران نے چونک کر کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ جوانا اس کے پیچھے تھا۔

"اوہ ---- وچ ڈاکٹر جوزف"۔ عمران نے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے جوزف کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

"یہ فلیک صاحب ہیں۔ ان کا نام جونی اور یہ ہیں ڈاگمہ یا آرنلڈ"۔ عمران نے فلیک اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے ---- مجھ سے کیا کام ہے"۔ جوزف نے قدرے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ ہی وہ وچ ڈاکٹر ہیں جنہوں نے سروسز ہسپتال کے خصوصی شعبے میں فیاض نامی مریض جسے بلیک ڈاگ کی بیماری تھی، علاج کیا ہے"۔ فلیک نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل ---- فلیک صاحب! یہی ہیں وہ میں نے بتایا تو ہے آپ کو"۔ عمران جوزف کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا۔ کیونکہ جوزف سے تو اس کی بات ہی نہ ہوئی تھی اور اسے خدشہ تھا کہ جوزف کہیں نہ ہی نہ کر دے۔

"آپ پلیز خاموش رہیں"۔ فلیک نے عمران سے کہا اور جوزف کی طرف مڑ گیا۔

”جی ہاں۔ میں نے ہی کیا ہے۔ فرمایئے۔“ جوزف عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔

”ہم چاہتے ہیں کہ وہ علاج آپ ہمیں بتا دیں۔ کیونکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی بلیک ڈاگ کے مریض موجود ہیں۔ ہم ان کا علاج کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس کے بدلے میں آپ کو معاوضہ دیں گے جس قدر آپ مانگیں۔“ فلیک نے کہا۔

”کمال ہے۔ خود ہی بیمار کرتے ہو اور خود ہی علاج بھی پوچھتے ہو۔ واہ وہ ایک شاعر نے کہا ہے۔ وہی ذبح بھی کرے وہی لے ثواب الٹا۔“ عمران ایک بار پھر بول پڑا۔ اب اسے ایک اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں جوزف علاج ہی نہ بتا دے۔

”شٹ اپ ——— تم خواہ مخواہ بکواس کئے جا رہے ہو۔“ فلیک اس بار عمران کی مداخلت پر بری طرح چیخ پڑا۔ اور جوزف کا چہرہ فلیک کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے بری طرح بگڑ گیا۔

”اچھا جناب! آپ ناراض نہ ہوں۔ اب نہیں بولوں گا۔ عمران نے اس طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا جیسے فلیک کی ڈانٹ کھا کر وہ واقعی سہم گیا ہو اور جوانا اور جوزف دونوں نے ہی ہونٹ بھینچ لیے۔

”میں کسی کو علاج نہیں بتایا کرتا۔ اگر کوئی مریض ہو تو اسے لے آؤ میں اسے ٹھیک کر دوں گا۔“ جوزف نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”دیکھئے وِچ ڈاکٹر صاحب! بلیک ڈاگ ایسی بیماری نہیں ہے جو عام ہو زیادہ سے زیادہ پوری دنیا میں اس کے تین یا چار مریض ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ایک مریض کی جو فیس لیتے

ہیں اسے تین یا چار چلو پانچ سے ضرب دے کر رقم بتا دو۔ ہم وہ رقم تمہیں دے دیتے ہیں۔ تم علاج بتا دو۔“ فلیک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے دونوں ساتھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

”میں اپنا علم فروخت نہیں کیا کرتا۔ سمجھے۔“ جوزف نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔“ فلیک نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات اور آنکھوں میں موجود چمک دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ فلیک نے موقع دیکھ کر زبردستی جوزف سے علاج اگلوانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

”اب کیا پروگرام ہے مسٹر فلیک۔ میرا تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”شکریہ مسٹر علی عمران۔ تم اپنے وقت کا جو معاوضہ لینا چاہو وہ لے لو۔“ فلیک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے دو بڑے نوٹ نکال کر اس نے عمران کی طرف اچھال دیئے۔

”یہ تو ہوئے پٹرول کے پیسے۔ وقت کے پیسے کون دے گا۔“ عمران نے نوٹ کیچ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”بس یہی مل سکتے ہیں اور اب تم ہمیں واپس ہوٹل چھوڑنے جاؤ گے یا ہم ٹیکسی کر لیں۔“ فلیک نے کہا۔

”جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ویسے ہوٹل سے اپنے باس کو سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال کرنے سے بہتر ہے کہ آپ یہیں سے کال کر لیں۔ وہاں خاصا رش ہوتا ہے۔“ عمران نے مسکرا کر کہا اور اس بار فلیک بری طرح چونک پڑا۔ جوفی اور

ڈاگر بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب ——— کیسا ٹرانسمیٹر؟" فلیک نے کہا۔

"مسٹر فلیک ——— میں نے بہت برداشت کر لیا ہے تمہیں۔ اب تمہیں اس تنظیم کا نام بتانا ہوگا جس کے لئے تم کام کر رہے ہو اور اس سارے بلیک ڈاگ کھیل کا مقصد بھی"۔ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔ اس کا چہرہ اس طرح بدل گیا تھا کہ فلیک اور اس کے ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے

"اوہ ——— تو بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔ ہمیں معلوم تھا کہ تم سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے رہتے ہو۔ لیکن تمہارے اس انداز سے پہلے ہم اس بات کو غلط سمجھتے رہے کہ تم جیسا احمق نوجوان سیکرٹ سروس کے ساتھ کیسے کام کر سکتا ہے اور ہم تمہیں جان بوجھ کر غسلخانے میں بند کر گئے تھے تاکہ ہم چیکنگ کر لیں کہ تمہارا بیان درست بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس وِچ ڈاکٹر کو تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس لئے ہم تمہیں زندہ رکھنے پر مجبور تھے۔ اور گو تم غسل خانے سے باہر آ گئے تھے لیکن بہرحال تم کمرے ہی میں مل گئے۔ اور اب ہم نے اس وچ ڈاکٹر سے مل لیا ہے اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس سے وہ علاج اگلوا لیں۔ اور ہمارا اصول ہے کہ ہم بغیر کسی خاص مقصد کے کسی کی جان نہیں لیتے۔ اس لئے ہمارا پروگرام یہی تھا کہ تمہیں زندہ رہنے دیا جائے۔ لیکن اب تمہارا بدلا ہوا انداز دیکھ کر ہمیں اپنا فیصلہ بدلنا پڑے گا"۔ فلیک کا لہجہ بھی عمران کی طرح ہی بدل گیا۔

"مسٹر فلیک! مجھے اعتراف ہے کہ تم لوگ انتہائی ٹھنڈے دماغ کے مالک ہو اور ایسے لوگ دراصل انتہائی خطرناک ہوتے ہیں۔ تم نے جس انداز میں مجھے ڈیل کیا۔ خنجر مار کر قتل کرنے کی کوشش کی لیکن جب میں خنجر سے بچ نکلا اور

غسل خانے میں گرا تو تم نے فوراً ہی اپنا فیصلہ بدل لیا۔ اور مجھے غسلخانے میں قید کر کے لاک کے کیور میں تار پھنسا دی۔ اب نجانے فوری طور پر تم نے یہ تار کہاں سے حاصل کی یا ہو سکتا ہے تمہارے پاس ایسی چیزیں پہلے سے موجود ہوں، تمہیں معلوم تھا کہ غسل خانہ کمرے کے آخری کونے میں ہے۔ اس لئے اس کے اندر قید آدمی باہر سے کسی کو نہیں بلا سکتا۔

چنانچہ تم اطمینان سے کمرہ بند کر کے چلے گئے۔ اور مجھے غسل خانے سے نکلنے کے لئے اپنے ساتھی کو کال کرنا پڑا۔ لیکن جب یہ تار سامنے آئی تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم واپس آؤ گے۔ اس لئے میں تمہارے انتظار میں کمرے ہی میں موجود رہا۔ اب یہ اتفاق ہے کہ تمہیں رانا ہاؤس نہ ملا۔ اور اگر مل بھی جاتا تو جوزف یہاں موجود ہی نہ تھا اس لئے تم پھر بھی واپس آتے۔ اس کے بعد تمہارا جو رویہ سامنے آیا اس سے مجھے تمہاری فطرت کا اندازہ ہو گیا۔ وہاں ہوٹل میں تم سے پوچھ گچھ قدرے مشکل ہو جاتی۔ اس لئے میں تمہیں یہاں لے آیا تاکہ تم اطمینان سے سب کچھ بتا سکو۔ اور سنو میں بھی بغیر کسی خاص مقصد کے لئے کسی کی جان نہیں لیتا۔ اور تمہارے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم بہرحال چھوٹی مچھلیاں ہو۔ اس لئے تمہارے خاتمے سے اصل مشن ختم نہیں ہو جائے گا۔ اس لئے اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے۔ اور بلیک ڈاگ کے پاکیشیا میں تجربات کرنے کے پس منظر میں تم لوگوں کا اصل مقصد کیا ہے تو میں تمہیں یہاں سے زندہ واپس جانے کی اجازت بھی دے دوں گا۔" عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"بس اتنی سی بات ہے ——— چلو ایک بار پھر معاہدہ کر لیتے ہیں۔ تم اس وِچ ڈاکٹر سے بلیک ڈاگ کا علاج پوچھ کر بتا دو ہم تمہیں تنظیم کا نام

بتا دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہم تو بہر حال واپس چلے جائیں گے تم سے جو ہو سکے کر لینا۔" فلیک نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"علاج بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جلد ہی اخبارات میں بلیک ڈاگ اور اس کے متعلق مکمل تفصیلات اور اس کے آسان علاج پر ایک تحقیقی مضمون شائع ہو جائے گا۔ تاکہ پوری دنیا کو اس بیماری کے علاج کا علم ہو جائے۔ اس طرح تمہاری تنظیم اس بیماری سے جو بھی مقصد حاصل کرنا چاہتی ہو وہ ناکام ہو جائے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو کرتے پھرو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" فلیک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر تنظیم کا نام بتاؤ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے بہت سے ایسے کھیل اپنی زندگی میں کھیلے ہیں علی عمران۔ تنظیم کے نام کے بعد تم اس کا ہیڈ کوارٹر پوچھو گے۔ پھر اس کے باس کے متعلق پوچھو گے۔ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں صرف تنظیم کے نام کا علم ہے اس کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں ہے۔ اس بین الاقوامی تنظیم کے بے شمار شعبے ہیں جن میں سے ایک چھوٹا سا شعبہ ہمارا بھی ہے۔ ہمارا کام مختلف ملکوں میں بلیک ڈاگ کے تجربات کرنا اور اس کی رپورٹ تیار کرنا ہے۔ اور بس۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔" فلیک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ تم صرف تنظیم کا نام بتا دو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنظیم کا نام ہے بلیک تھنڈر۔ بس اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔" فلیک نے جواب دیا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔" عمران نے فلیک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل ——— اگر تم میں سچ جھوٹ پرکھنے کی صلاحیت ہے تو تم خود پرکھ سکتے ہو۔ ورنہ ظاہر ہے ہم اور کسی طریقے سے تمہاری تسلی نہیں کرا سکتے۔ اب تم ہمیں وہ علاج اس وچ ڈاکٹر سے پوچھ کر بتاؤ۔" فلیک نے کہا۔

"اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ گرینڈ وچ ڈاکٹر تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ سنو اس کا علاج۔ پانی کی پھپھوندی ہے۔ جانتے ہو پھپھوندی کسے کہتے ہیں؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جانتی ہوں ——— تو یہ عمارت تمہاری ہے۔ ویری گڈ۔ پھر تو واقعی تمہیں سمجھنے میں ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔" فلیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ عمارت رانا تہور علی صندوقی کی ملکیت ہے۔ اور میرا نام علی عمران ہے بس اتنی وضاحت کافی ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ وہ سپیشل ٹرانسمیٹر میرے حوالے کر دو اور اطمینان سے زندہ سلامت باہر چلے جاؤ۔" عمران نے کہا۔

"اوہ ——— یہ بات معاہدے میں شامل نہیں ہے۔" فلیک نے کہا۔

"نہیں ہے تو اب شامل کر لو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ہمیں ایکشن میں آنے پر مجبور نہ کرو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم احمقوں کی طرح تمہارے ساتھ اس طرح چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے ساتھی ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ اور اس وقت یہ عمارت ان کی نگرانی میں ہے۔ ہمارا سامان ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ ہم نے اسے انتہائی محفوظ مقام پر چھپا دیا ہے۔ اور ٹرانسمیٹر اس سامان میں ہے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی

میں ہے کہ تم ہمارے آڑے نہ آؤ" فلیک نے تیز لہجے میں کہا اور عمران
بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے فلیک کہ تمہیں اپنے آپ پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ
ہے۔ اس لئے تمہارے ذہن میں یہی بات ہے کہ تم جس وقت چاہو ہمیں
راستے سے ہٹا کر یہاں سے نکل سکتے ہو لیکن یہ تمہاری بھول ہے۔ جوزف
اور جوانا کی موجودگی میں تمہاری روحیں بھی یہاں سے نہیں نکل سکتیں"
عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اگر یہ چیلنج ہے تو ہمیں یہ چیلنج قبول ہے۔ اگر تم یا تمہارے ساتھیوں
میں ہمت ہے تو ہمیں روک لو" فلیک نے کہا اور وہ دروازے کی طرف اس
طرح بڑھنے لگا جیسے باقاعدہ اجازت لے کر جا رہا ہو۔ دروازے کے ساتھ
ہی جوانا کھڑا تھا۔ اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

" جانے دو جوانا ——— خواہ مخواہ کے جھگڑے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"
عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا ہونٹ کاٹتا ہوا ایک
طرف ہٹ گیا۔

فلیک اور اس کے ساتھی اطمینان سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے
باہر برآمدے میں جوزف کھڑا تھا۔ لیکن ان کے پیچھے عمران اور جوانا بھی باہر
آ گئے تھے۔ عمران نے جوزف کو ہاتھ کے اشارے سے حرکت کرنے سے
روک دیا۔

" شکریہ! مسٹر علی عمران" فلیک نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے
اس طرح کہا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا ہم چیلنج جیت گئے ہیں۔

" چیلنج اپنی جگہ موجود ہے مسٹر فلیک۔ تم وہ ٹرانسمیٹر میرے حوالے کئے

بغیر اس ملک سے باہر نہ جا سکو گے۔" گڈ بائی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور تیزی سے واپس کمرے کی طرف مڑ گیا۔ جبکہ فلیک اور اس کے ساتھی
اطمینان سے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی جلدی سے کلائی میں بندھی ہوئی
گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور تیزی سے سوئیوں کو گھما کر مخصوص ہندسوں پر کر کے
ونڈ بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے آٹھ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ لیکن ایک لمحے بعد
وہ مسلسل جلنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس۔ صفدر اٹنڈنگ۔ اوور" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی
دی۔

" صفدر! تم کہاں موجود ہو۔ اوور" عمران نے پوچھا۔

" رانا ہاؤس کے سامنے۔ مس جولیا نے مجھے شیرٹن ہوٹل پہنچ کر آپ کی
نگرانی کا حکم دیا تھا۔ اوور" صفدر نے جواب دیا۔

" اوکے۔ تین غیر ملکی رانا ہاؤس سے نکل رہے ہیں۔ کیا تم نے انہیں دیکھا
ہے وہی جو میرے ساتھ کار میں آئے تھے۔ اوور" عمران نے کہا۔

" ہاں۔ میں انہیں دیکھ رہا ہوں" صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ان کی مکمل نگرانی کرو۔ کیپٹن شکیل بھی یہیں کہیں ہوگا۔ اسے بھی کال
کر لینا۔ انہیں نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے۔ جہاں یہ جا کر ٹھہریں،
مجھے فوراً اطلاع کرنا واچ ٹرانسمیٹر پر۔ اوور" عمران نے کہا۔

" وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" دوسری

طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" آپ نے انہیں اس طرح کیوں جانے دیا ہے ماسٹر۔" جوانا کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا۔

" فکر مت کرو ——— یہ کہیں نہیں جا سکتے۔ یہ چھوٹی مچھلیاں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی بڑی مچھلی نظر آئے تب ہی کانٹا ڈالا جائے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نے سر ہلا دیا۔

سر سلطان ملازم کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑے۔ وہ اس وقت سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ملازم کا اس وقت خواب گاہ میں آنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

" صاحب۔ یہ کارڈ۔ کوئی غیر ملکی ہیں اور آپ سے فوری ملنا چاہتے ہیں"۔ ملازم نے پلیٹ میں رکھا ہوا کارڈ سر سلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس وقت کون آ گیا؟" سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا اور پلیٹ میں رکھا ہوا کارڈ اٹھا لیا۔

" ڈاکٹر ٹرومین۔ ویسٹرن کارمن" سر سلطان نے کارڈ دیکھتے ہوئے کہا۔ کارڈ پر ڈاکٹر ٹرومین کے نام کے نیچے موجود ڈگریوں کی لمبی قطار پر ان کی نظر پھسلتی چلی گئی۔

" اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں" سر سلطان شاید ان ڈگریوں کی وجہ سے آنے والی شخصیت سے مرعوب ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے

اس وقت مہمان سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ورنہ اس وقت وہ عام طور پر کسی سے بھی ملنے سے انکار کر دیتے تھے۔

ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ سر سلطان نے دوبارہ لباس تبدیل کیا۔ وہ رکھ رکھاؤ کے بے حد قائل تھے۔ اس لئے ظاہر ہے نائٹ سوٹ میں ملنے کے لئے کیسے جا سکتے تھے۔

لباس تبدیل کر کے وہ خواب گاہ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو سامنے صوفے پر ایک دراز قد لیکن گٹھے ہوئے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ترکی سگار پی رہا تھا اور اس کی آنکھوں پر نظر کا نفیس چشمہ تھا۔ جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔ اور وہ نوجوان ہونے کے باوجود خاصا باوقار لگ رہا تھا۔

"ڈاکٹر ٹرومین فرام ویسٹرن کارمن۔" اس نوجوان نے سر سلطان کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے سلطان کہتے ہیں" سر سلطان نے رسمی جواب دیا اور پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

لیکن مصافحے کے بعد جب ٹرومین نے ان کا ہاتھ چھوڑا تو انہیں ہاتھ میں درد کی تیز لہریں سی اٹھتی محسوس ہوئیں اور وہ بے اختیار ہاتھ جھٹکنے لگے۔

"اوہ سوری سر سلطان ــــــ آپ کو تکلیف ہوئی حالانکہ میرا یہ مقصد نہ تھا۔" ڈاکٹر ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! آپ کے آنے کا مقصد" سر سلطان نے اس بار بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب ان پر جھنجلاہٹ سی سوار ہو گئی تھی۔

"مجھے زیرو گن چاہیئے" ڈاکٹر ٹرومین نے سادہ سے لہجے میں کہا اور سر سلطان

اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے۔

"حیرت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے سر سلطان۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انچارج ہیں اور آپ کے اسسٹنٹ نے زیرو گن سرکاری طور پر وصول کر کے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دی ہے لیکن مجھے یہ دونوں چیزیں ابھی اور اسی وقت چاہئیں" ڈاکٹر ٹرومین نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو؟" سر سلطان نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام ڈاکٹر ٹرومین ہے۔ بس اتنا کافی ہے۔ اس سے زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے اور ہاں اگر آپ سوچ رہے ہیں کہ آپ کے ملازم یا پولیس گارڈ جو آپ کی کوٹھی کی حفاظت کے لئے مقرر ہے، آپ کی کال پر آئے گی تو اطلاعاً عرض ہے کہ آپ کے سب ملازم بیہوش ہیں اور اس وقت کوٹھی میں میرے ساتھی موجود ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو کوئی تکلیف ہو۔ اس لئے آپ اگر شرافت سے یہ چیزیں سیکرٹ سروس سے منگوا کر مجھے دے دیں تو میں آپ کو انگلی لگائے بغیر واپس چلا جاؤں گا۔ ورنہ دوسری صورت میں آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کا حشر کیا ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"تم شاید پہلی بار پاکیشیا آئے ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں کے نظام کا علم نہیں ہے۔ ایک بار جو چیز سیکرٹ سروس کی تحویل میں چلی جائے اس کی واپسی کے لئے بے پناہ پیچیدہ طریقہ رکھا گیا ہے۔ صدر مملکت کا خصوصی اجازت نامہ اور اسی قسم کی طویل کارروائی۔ اور جہاں تک زیرو گن کا تعلق ہے۔ مجھے سرے سے اس کا علم نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی اسسٹنٹ ہے۔

دوسری بات یہ کہ میں سیکرٹ سروس کے چیف کو جانتا تک نہیں۔"
سر سلطان نے کہا۔

" آپ کا لہجہ کہہ رہا ہے کہ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ چلیں آپ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ سیکرٹ سروس کو جب آپ کوئی چیز دیتے ہیں یا واپس لیتے ہیں تو اس کا طریقہ کیا ہوتا ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے جواب دیا۔

" ذریعہ علی عمران ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ ہے۔ درمیانی آدمی وہی ہے۔" سر سلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

" وہی علی عمران جس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے۔ نمبر دو سو۔" ڈاکٹر ٹرومین نے جواب دیا۔

" ہاں وہی۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔" سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

" وہ فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتا تو مجھے یہاں آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ بس اتنا کریں کہ علی عمران کو جہاں بھی وہ ہو تلاش کر کے یہاں بلائیں۔ ابھی اور اسی وقت۔" ڈاکٹر ٹرومین نے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" اس کا مطلب ہے تم علی عمران کو نہیں جانتے۔ ورنہ یہ بات نہ کرتے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ اسے میں تو کیا سیکرٹ سروس کا چیف بھی کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اور فلیٹ کے علاوہ میں اس کا کوئی اور ٹھکانہ جانتا نہیں۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

" آپ مجھے سختی کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ ایمرجنسی ڈیل کرنے کے لئے لازماً آپ کوئی نہ کوئی وسیلہ استعمال کرتے ہوں گے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

" کتنی بھی ایمرجنسی ہو اس کا فون نمبر وہی ہے۔"
سر سلطان نے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی وہ بُری طرح چیختے ہوئے اچھل کر ایک صوفے پر جا گرے۔ ڈاکٹر ٹرومین کا ہاتھ واقعی بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور سر سلطان کو یوں محسوس ہوا جیسے پورا پہاڑ ان کے گال سے آ ٹکرایا ہو۔ ان کا گال پھٹ گیا تھا اور ان کے دماغ میں رنگ برنگے ستارے سے ناچ رہے تھے۔

" میں کہتا ہوں مجھے سختی پر مجبور نہ کرو اور تم بکواس کئے جا رہے ہو۔" ٹرومین نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور آگے بڑھ کر ایک ہی ہاتھ سے سر سلطان کو گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔

سر سلطان اس کے ہاتھ میں اس طرح لٹکے ہوئے تھے جیسے ان کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔ ان کی گردن پر بے پناہ دباؤ پڑ رہا تھا اور ان کا سانس رک رہا تھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر ٹرومین نے انہیں واپس صوفے پر دھکیل دیا اور سر سلطان اپنے گال کی تکلیف بھول کر دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلنے لگے۔

" بولو ــــ کہاں مل سکتا ہے وہ علی عمران ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔" ڈاکٹر ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا۔

" وہ اگر فلیٹ میں نہیں ہے تو پھر رانا ہاؤس میں ہوگا۔" سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ اس قدر طاقتور آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے اسے عمران کے حوالے کر دینا چاہیئے وہ خود ہی اس سے نمٹ لے گا۔

" رانا ہاؤس ــــ یہ کہاں ہے۔ وہاں فون ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ہے۔" سرسلطان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے فون کرو اور سنو اگر وہ وہاں موجود ہو تو اسے صرف اتنا کہو کہ وہ وہاں موجود رہے اور تم خود وہاں پہنچ رہے ہو اور کسی قسم کا کوئی اشارہ نہ کرنا ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔" ڈاکٹر ٹرومین نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور سرسلطان نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

اب وہ دل ہی دل میں دعا کر رہے تھے کہ کاش عمران رانا ہاؤس میں مل جائے۔ وہ دراصل ایکسٹو کا نمبر اسے بتانا نہ چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے دانش منزل کی بجائے رانا ہاؤس کا نام لے دیا تھا۔

ڈاکٹر ٹرومین غور سے انہیں نمبر ڈائل کرتے دیکھ رہا تھا۔

"اطلاعاً عرض ہے کہ ہم آرام فرما رہے ہیں اور اگر کوئی شیریں آواز کی مالکہ فون کر رہی ہے تو ٹھیک ورنہ خدا حافظ۔" دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور سرسلطان کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"اوہ ۔ عمران میں سرسلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ۔" سرسلطان نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ کہے کہ لامحالہ عمران چونک اٹھے۔

"جی فرمائیے۔ اس وقت کیسے فون کیا۔" دوسری طرف سے عمران کا لہجہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

"آپ براہ مہربانی رانا ہاؤس میں رہیں۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جو فون پر نہیں بتایا جا سکتا۔" سرسلطان نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر انہوں نے سر پر کھڑے ڈاکٹر ٹرومین کی طرف دیکھا۔ ڈاکٹر ٹرومین نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"اب اس عمران کا حلیہ اور رانا ہاؤس کا پتہ بتا دو اور اس رانا ہاؤس میں کتنے افراد ہوں گے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔" ڈاکٹر ٹرومین نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور سرسلطان نے جوانا اور جوزف کے متعلق بتانے کے ساتھ ساتھ عمران کا حلیہ اور رانا ہاؤس کا پتہ بھی بتا دیا۔

"سوچ لو۔ اگر تم نے کوئی غلط بیانی کی تو تمہارا حشر عبرتناک بھی ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے غلط بیانی کی۔" سرسلطان نے کہا۔

"او کے۔ فی الحال میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں تاکہ میں چیک کر لوں کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے صحیح ہے یا غلط۔ اگر غلط ہوا تو میں دوبارہ آؤں گا اور پھر دیکھنا اپنا حشر۔" ڈاکٹر ٹرومین نے اسی طرح سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"تم بے شک چیک کر لو۔ میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔" سرسلطان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کا فقرہ مکمل ہوتا، ڈاکٹر ٹرومین کا ہاتھ حرکت میں آیا اور سرسلطان کی کنپٹی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کے ساتھ ہی ان کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

رابطہ اچانک ختم ہوتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ اس وقت سر سلطان کا فون اور وہ بھی رانا ہاؤس میں اور پھر ان کا انداز گفتگو۔ یہ سب کچھ اس کے لئے حیرت انگیز تھا۔

چند لمحے تک وہ خاموش کھڑا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور دوبارہ سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے فون نہ اٹھایا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو "۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" طاہر ـــــ میں عمران بول رہا ہوں۔ تم جولیا کو کہو کہ وہ چند ممبروں کو ساتھ لے کر فوراً سر سلطان کی رہائش گاہ پر پہنچے اور وہاں کے حالات معلوم کرے۔" عمران نے کہا۔

" اوہ۔ کیا ہوا سر سلطان کو"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا اور عمران نے جواب میں ان کا فون آنے اور پھر اس غیر معمولی گفتگو کے ساتھ ہی وہاں سے کسی کے فون نہ اٹھانے کی تفصیل بتا دی۔

" ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو آپ کو رانا ہاؤس اطلاع دوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں۔ تم فون مت کرنا میں خود ہی تمہیں فون کر کے معلوم کر لوں گا۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" جوزف ـــــ" عمران نے رسیور رکھ کر مڑتے ہوئے جوزف کو پکارا۔

" یس باس"۔ جوزف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" میں رانا ہاؤس سے جا رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ رانا ہاؤس کا دفاعی سسٹم آن کر دو اور جوانا کے ساتھ چوکنے رہنا۔ ہو سکتا ہے رانا ہاؤس پر حملہ ہو"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس " ـــ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کی کار موجود تھی۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا رانا ہاؤس سے باہر نکلا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ چوک پر پہنچ کر اس نے کراسنگ سے کار موڑی اور پھر واپس رانا ہاؤس والی سمت کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اب وہ سڑک کے دوسرے حصے پر تھا۔ سنیما کی سائیڈ میں موجود پارکنگ میں ـــــ اس نے کار روک دی یہاں سے رانا ہاؤس کا بڑا پھاٹک صاف نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں اور عمران نے چونک کر واچ ٹرانسمیٹر

کا بٹن کھینچ لیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ صفدر کالنگ۔ اوور" صفدر کی آواز سنائی دی۔

" یس ——— عمران بول رہا ہوں۔ اوور" عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب! رانا ہاؤس سے نکلنے والے تینوں افراد کینال کالونی کی ایک کوٹھی میں گئے ہیں اور ابھی تک وہیں ہیں۔ اوور" صفدر نے کہا۔

" کیپٹن شکیل تمہارے ساتھ ہے۔ اوور" عمران نے پوچھا۔

" ہاں۔ وہ اس کوٹھی کی عقبی سمت میں موجود ہے۔ اوور" عمران نے جواب دیا۔

" تمہاری کار میں ایون تھرٹی گن ہوگی۔ اس کے ذریعے کوٹھی کے اندر میزائل پھینک کر انہیں بے ہوش کر دو اور پھر ان تینوں کو ان کے سامان سمیت دانش منزل پہنچا دو۔ اوور" عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اوور" صفدر نے جواب دیا۔

" سنو۔ اصل اہمیت اب ان کے سامان کی ہے۔ ان کی نہیں ہے۔ اس لئے کوئی ایسا سامان وہاں نہ چھوڑنا جس کا ان تینوں سے کوئی تعلق ہو سکتا ہو۔ ایک بڑا بیگ تو میں نے دیکھا ہے وہ ہلکے براؤن رنگ کا ہے اور اس پر نیلے رنگ کی دھاریاں ہیں۔ اس میں ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اس بیگ کا خاص خیال رکھنا۔ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیسے ہی توجہ رانا ہاؤس کے پھاٹک کی طرف توجہ کی وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ سیاہ رنگ کی ایک کار رانا ہاؤس کے پھاٹک کے سامنے آ کر رکی تھی۔ اور پھر اس میں سے لمبے قد اور گٹھے ہوئے

جسم کا آدمی اتر کر کال بیل کے بٹن کی طرف بڑھ گیا۔ اس آدمی کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔ آنکھوں پر نظر کا نفیس چشمہ تھا۔ وہ کسی بھی لحاظ سے کوئی مجرم نظر نہ آ رہا تھا۔

" یہ کون ہو سکتا ہے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ حفاظتی نظام آن ہونے کے بعد اب کال بیل کا بٹن دبنے کے باوجود اندر گھنٹی نہ بجے گی اور نہ ہی جوزف اور جوانا باہر آئیں گے۔

چنانچہ اس نے تیزی سے کار سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ وہ اب اس سے خود ہی ملنا چاہتا تھا۔ اگلی کراسنگ سے گھوم کر جب وہ رانا ہاؤس کے پھاٹک پر پہنچا تو وہ آدمی واپس کار میں مڑ کر بیٹھنے کے لئے دروازہ کھول رہا تھا۔

عمران نے قریب جا کر کار روکی تو وہ آدمی عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔

" آپ کا نام علی عمران ہے" اس آدمی نے جلدی سے عمران کی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" لوگ تو یہی کہتے ہیں۔ ویسے مجھے اپنے والدین سے پوچھنے کی فرصت نہیں ملی کہ کیا واقعی میرا نام انہوں نے یہی رکھا تھا" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ جب اس نے اس آدمی کو گھوم کر سائیڈ سیٹ پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے دیکھا۔

" اب خاموشی سے سیدھے چلتے جاؤ" اس آدمی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مشینی پسٹل نظر آ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے اس کا رخ عمران ہی کی طرف تھا۔

" لیکن تمہارے پاس تو مجھ سے بھی اچھی کار ہے۔ پھر..." عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس آدمی کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"میری کار کی فکر مت کرو۔ اسے میرے ساتھی لے آئیں گے۔ اپنی جان کی فکر کرو۔" اس آدمی نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ میری جان تو محفوظ ہے۔ میں نے اسے سنہری طوطے میں رکھ کر طوطے کو خاموش پہاڑ میں واقع جادو کے قلعے کے اندر موجود طلسمی تہہ خانے میں قید کیا ہوا ہے اور اس تہہ خانے کی حفاظت چار خوبصورت چڑیلیں اور دو بدصورت پریاں کر رہی ہیں۔" عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور وہ آدمی دھیرے سے ہنس پڑا۔

"گڈ۔ خاصے دلچسپ آدمی ہو۔ بہرحال میرا نام ڈاکٹر ٹرومین ہے۔ باقی باتیں اطمینان سے بیٹھ کر کریں گے۔ لیکن یہ سوچ لو کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر گولی تمہارے جسم میں داخل ہو کر تمہارے اس طوطے تک خود بخود پہنچ جائے گی۔" ڈاکٹر ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ گولی تم نے عمرو عیار کی زنبیل سے تو نہیں اڑائی۔ اس کے پاس ایسی حیرت انگیز چیزیں ہوتی ہیں۔ بہرحال آگے جا کر یہ سڑک مڑ جاتی ہے اور بالکل سیدھ میں ایک کوٹھی کی دیوار ہے۔" عمران نے کہا اور ڈاکٹر ٹرومین ایک بار پھر ہنس پڑا۔ وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا۔

"گرین ہل کالونی چلو۔" ڈاکٹر ٹرومین نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"واہ۔ اب مزہ آئے گا۔ بڑی شاندار کالونی ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ وہاں کوئی چھوٹی سی کوٹھی خرید لوں۔ لیکن وہاں کوئی چھوٹی کوٹھی ہے ہی نہیں۔ اس لئے مجبوری ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے عمران کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں لیکن اب سچویشن ایسی تھی کہ وہ کال رسیو نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے خاموش بیٹھا کار چلاتا رہا۔ چند لمحوں

بعد کلائی پر ضربیں لگنی بند ہو گئیں۔

"تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔" ڈاکٹر ٹرومین نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا تعلق سیلف سروس سے ہے۔ میں فری لانسر آدمی ہوں۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ٹرومین سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

عمران کا ذہن کار چلانے کے ساتھ ساتھ خود بھی مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا۔ یہ ڈاکٹر ٹرومین اس کو سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہاں سے ٹپک پڑے ہیں۔ لیکن وہ اس لئے خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا تھا کہ اس طرح کم از کم صحیح صورت حال تو سامنے آ سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار گرین ہل کالونی میں داخل ہو گئی۔ رات گہری ہو جانے کے باوجود کالونی کی سڑکیں اس طرح بارونق تھیں جیسے دن کا وقت ہو۔

پھر ڈاکٹر ٹرومین کے کہنے پر اس نے نیلے رنگ کی ایک وسیع و عریض کوٹھی کے پھاٹک پر کار موڑ کر روک دی۔

"تین بار ہارن بجاؤ۔" ڈاکٹر ٹرومین نے کہا اور عمران نے تین بار ہارن بجا دیا۔ دوسرے لمحے کوٹھی کے بڑے پھاٹک کی سائیڈ میں موجود چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر نکل آیا۔

"جبار۔ پھاٹک کھولو۔" ٹرومین نے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لیتا چلا گیا۔ پورچ میں ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ یہ بھی مقامی ہی تھا۔

"اب خاموشی سے باہر آ جاؤ۔" ڈاکٹر ٹرومین نے کار سے نیچے اترتے

ہوئے کہا اور عمران کندھے جھٹکتا ہوا نیچے اُتر آیا۔

ٹرومین اسے لے کر ایک بڑے سے کمرے میں آ گیا۔ اس کے پیچھے دو مسلح نوجوان بھی اندر آ گئے۔

"اس کی تلاشی لو"۔ ٹرومین نے ایک مسلح آدمی سے کہا اور وہ تیزی سے سر جھٹکتا ہوا عمران کے عقب میں پہنچا اور اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں تلاشی لینا شروع کر دی۔

"اس کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے باس"۔ تلاشی لینے والے نے کہا اور پیچھے ہٹ گیا۔ ظاہر ہے عمران کا ریوالور تو اس فلیٹ کے پاس تھا۔ اس لئے عمران کی جیبیں خالی تھیں۔

"گڈ۔ اب اطمینان سے بیٹھ جاؤ مسٹر علی عمران اور پہلے بتاؤ کہ تم کیا پیو گے"۔ ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مشینی پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔

"اس لئے کہ جو میں پیتا ہوں وہ تم پلا نہیں سکو گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا چھوڑو۔ وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سیدھی بات ہو جائے۔ مسٹر علی عمران مجھے زیرو گن چاہیئے۔" ٹرومین نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اگر وہ عمران کے چہرے پر اپنی بات کا کوئی ردعمل دیکھنا چاہتا تھا تو اسے ظاہر ہے ناکامی ہوئی تھی۔ عمران کا چہرہ ویسے ہی سپاٹ تھا۔

"جو گن ہو ہی زیرو اس کا کیا کرو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو۔ میں تمہیں تفصیل بتا دوں تاکہ تم خواہ مخواہ انکار کے چکر میں پڑ کر وقت نہ ضائع کر دو۔ زیرو گن ایک لیبارٹری سے تیار ہو کر جسے ڈاکٹر قاضی نے تیار کیا ہے، وزارت دفاع کی تحویل میں دی گئی۔ جس نے سرکاری طور پر اسے وزارت خارجہ کے حوالے کیا۔ وہاں سے اسے تمہارے ذریعے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو تک پہنچایا گیا ——— میں یہ گن حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں ویسے بڑا رحم دل آدمی ہوں۔ خواہ مخواہ کی قتل و غارت مجھے پسند نہیں ہے ——— بشرطیکہ تم یہ گن میرے حوالے کر دو۔ اگر تم انکار کرو گے تو پھر میرا رویہ بدل جائے گا اور تمہارا خاتمہ تو یقینی ہو جائے گا۔ پھر میں خود یہ گن سیکرٹ سروس سے حاصل کر لوں گا"۔

ٹرومین نے بڑے سادہ سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے سر سلطان کو رانا ہاؤس فون کرنے کے لئے مجبور کیا تھا"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ——— لیکن اب یہ اتفاق ہے کہ تم باہر مل گئے۔ سر سلطان سے میں نے تمہارا حلیہ پوچھ لیا تھا۔ ویسے میں سارا دن تمہارا انتظار تمہارے فلیٹ پر کرتا رہا لیکن تم وہاں نہیں آئے۔ اس لئے مجبوراً مجھے سر سلطان کے پاس جانا پڑا۔ ورنہ تمہارے متعلق اطلاع تو مجھے ایک اور ذریعے سے بھی مل چکی تھی۔" ٹرومین نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تمہیں کافی زحمت اٹھانا پڑی۔ جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں"۔ عمران نے بڑے با اخلاق لہجے میں کہا۔ اور ٹرومین کے چہرے پر ہلکے سے کھچاؤ کے تاثرات ظاہر ہوئے۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"سنو۔ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ یہاں سے نکل سکو گے تو اس خیال کو دل سے نکال دو۔" ٹرومین نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں یہ خیال کیسے آیا مسٹر ٹرومین کہ میرا ایسا ارادہ ہے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارے اطمینان سے"۔ ٹرومین نے جواب دیا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں اس اتفاق پر حیران ہو رہا ہوں کہ آجکل پاکیشیا میں بڑے ٹھنڈے مزاج کے لوگ آنے لگ گئے ہیں۔ ابھی فلیک اور اس کے ساتھیوں کا مسئلہ ختم نہیں ہوا کہ تم آ گئے۔ فلیک اور اس کے ساتھی بھی تمہاری طرح بڑے ٹھنڈے مزاج کے لوگ ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فلیک اور اس کے ساتھی۔ وہ کون ہیں"۔ ٹرومین نے چونک کر پوچھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر فلیک کا نام ٹرومین کے سامنے لیا تھا تاکہ اگر یہ لوگ ایک ہی گروپ کے ہوں تو اسے پتہ چل جائے اور وہ اپنے مقصد میں ناکام نہ رہا تھا۔

گو ٹرومین نے اپنے آپ کو فلیک اور اس کے ساتھیوں سے لاتعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی لیکن فلیک کا نام سن کر اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک عمران کی نظروں سے نہ چھپ سکی تھی۔

"وہ بھی تمہاری قبیل کے لوگ ہیں۔ بڑے خود اعتماد، بڑے ٹھنڈے مزاج کے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خیر چھوڑو انہیں۔ ہوں گے کوئی۔ تم مجھ سے بات کرو"۔ ڈاکٹر ٹرومین نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"کتنی رقم دے سکو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"رقم ــــ کیا مطلب؟"۔ ڈاکٹر ٹرومین بری طرح چونک پڑا۔

"مسٹر ٹرومین ــــ یہ کمرشل دور ہے۔ یہاں ہر معاملہ رقم سے طے ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں فری لانسر ہوں۔ سیکرٹ سروس مجھے ادائیگی کرتی ہے تو میں ان کے لئے کام کرتا ہوں۔ تم ادائیگی کرو لیکن ہو میرے مطلب کی تو میں تمہارا کام بھی کر سکتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ تو تم اس طرح مجھے چکمہ دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ سنو علی عمران۔ سیکرٹ سروس کبھی کسی غیر متعلق آدمی پر اتنا اعتماد نہیں کر سکتی کہ انتہائی قیمتی چیزیں اس کے ذریعے منگوائے اور نہ ہی کسی ملک کے اعلیٰ حکام کسی فری لانسر پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے یہ کہانی سنانے میں وقت ضائع نہ کرو"۔ ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو ــــ تمہارا کیا خیال ہے کہ جو کچھ تم مانگ رہے ہو پہلے سے میری جیب میں رکھا ہوا ہوگا۔ ویسے ایک بات اور بھی واضح کر دوں کہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں قطعاً کوئی علم نہیں ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ سیکرٹ سروس اپنے سارے لین دین میرے ہی ذریعے کرے"۔

عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر تم صرف اتنا کرو کہ مجھے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو اور ایکسٹو کو فون کر کے میری تسلی کرا دو کہ زیرو گن کے لین دین میں تمہارا ہاتھ نہیں ہے۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"۔ ٹرومین نے جواب دیا۔

"اور اگر میں یہ کہوں کہ مجھے پتے کا علم ہی نہیں تو ...."۔ عمران نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو مسٹر علی عمران، تم جو کچھ بھی ہو، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا۔ تم پتہ بتا دو اور میری تسلی کرا دو کہ تمہارا لین دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دونوں کام تو تمہیں بہرحال کرنے ہی پڑیں گے"۔ ٹرومین کا لہجہ بے پناہ سرد ہو گیا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ہنسنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دلچسپ لطیفے پر ہنس رہا ہو۔

"کیا تمہاری یہ ہنسی میرا مذاق اڑانے کے لئے ہے"۔ ٹرومین کا چہرہ یکلخت آگ کی طرح تپ گیا۔

"نہیں۔ میں تو اپنی قسمت پر ہنس رہا ہوں۔ کہ اب پاکیشیا میں کیسے کیسے مجرم آنے لگے ہیں۔ میرا تو تمہاری اور تم سے پہلے فلیک کی باتیں سن کر جی چاہتا ہے کہ اب شرم کے مارے سر ہی نہ اٹھاؤں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر ـــ میرا نام ٹرومین ہے ٹرومین ـــ اور ٹرومین کا نام سننے کے بعد لوگ خود بخود سر جھکا دیتے ہیں۔ اس لئے مجھے کسی پر تشدد کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن اگر کوئی بدقسمت سر نہ جھکائے تو پھر پلک جھپکنے میں سر ٹوٹ کر میرے قدموں میں آ گرتا ہے۔ اس لئے اگر تمہارا سر جھک رہا ہے تو اسے غنیمت سمجھو"۔ ٹرومین نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹرومین یعنی سچے آدمی صاحب۔ ہمارے ملک میں بھی ایسی مخلوق پائی جاتی ہے جس کے سامنے بڑے لڑاکے، جی دار، آکڑ خاں، وزیر اعظم، صدر مملکت، سرمایہ دار، صنعت کار، جاگیردار حتیٰ کہ ملک میں موجود ہر آدمی ان کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ہم اس مخلوق کو نائی کہتے ہیں۔

ویسے آجکل کے دور میں اسے ہیئر ڈریسر بھی کہا جانے لگا ہے۔ تم کون سے ہیئر ڈریسنگ سیلون سے فرار ہو کر یہاں پہنچے ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹرومین یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تو تم نے مجھ پر طنز کر کے اپنی موت کو یقینی بنا ہی لیا"۔ ٹرومین کا لہجہ بری طرح بگڑ گیا تھا اور عمران ایک بار پھر ہنسنے لگا۔

"تم تو سچے آدمی ہو اور سچ کڑوا ہوتا ہے۔ اس لئے ٹرومین صاحب سچ کو برداشت کرنا سیکھو"۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ حالانکہ ٹرومین اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ لیکن عمران نے اس کے اٹھنے کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی تھی۔ کمرے میں موجود دونوں مشین گن بردار بھی بڑے چوکنے انداز میں سیدھے ہو گئے تھے۔

"گڈ ـــ تمہاری خود اعتمادی واقعی قابل داد ہے۔ اچھا۔ ٹھیک ہے بولو کتنی رقم میں سودا ہو سکتا ہے"۔ یکلخت ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کے بگڑتے ہوئے عضلات تیزی سے نارمل ہو گئے تھے

"ویری گڈ ـــ واقعی تم ٹرومین ہو۔ اب اطمینان سے بیٹھو اور میری بات سنو۔ تمہاری تنظیم بلیک تھنڈر شاید اس سے پہلے کسی افریقی ملک میں کام کرتی رہی ہے۔ اسے یقیناً ترقی یافتہ ملکوں میں کام کرنے کا تجربہ ہی نہیں ہے۔ جس طرح تم زیرو گن حاصل کرنا چاہتے ہو اس طرح تمہیں کم از کم ایک سال تو لگ جائے گا۔ ان چیزوں تک پہنچتے پہنچتے۔ کیونکہ میں ایک اور آدمی کو چیزیں پہنچاتا ہوں، وہ دوسرے کو وہ تیسرے کو۔ اس طرح شاید پاکستان کی آدھی آبادی اس چکر میں ملوث ہو جاتی ہے۔ تب وہ چیزیں سیکرٹ سروس تک پہنچتی ہیں اور پھر اسی طرح واپس بھی آتی ہیں۔ اگر تم نے یہ چیزیں حاصل کرنی ہیں تو میں تمہیں اس کا آسان

ساطریقہ بتا دیتا ہوں۔ اخبار میں اشتہار دے دو کہ زیرو گن فلاں مقام سے فلاں مقام تک جاتے ہوئے موٹر سائیکل کے کیریئر سے گر گئی ہے جن صاحب کو ملے وہ نیچے دیئے ہوئے پتہ پر پہنچا دیں۔ انہیں معقول انعام دیا جائے گا۔"

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ٹرومین کو باقاعدہ مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کس تنظیم کا نام لیا ہے۔ کیا یہ نام بطور مثال لیا ہے تم نے۔" ٹرومین نے اس کی دوسری باتوں پر تبصرہ کرنے کی بجائے بلیک تھنڈر پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بطور مثال نہیں لیا۔ تمہارے آنے سے پہلے باقاعدہ سودے بازی ہوئی ہے۔ بلیک تھنڈر کے تین آدمی نیلیک، جونی اور ڈاگر یہاں آئے اور انہوں نے یہاں ایک خوفناک افریقی بیماری بلیک ڈاگ کے تجربات شروع کر دیئے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہاں افریقہ کا ایک وچ ڈاکٹر اور اس کا استاد گرینڈ وچ ڈاکٹر بھی رہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مل کر اس خوفناک اور لاعلاج بیماری کا علاج آسانی سے کر لیا۔ اور پھر سودے بازی ہوئی۔ انہوں نے اپنی تنظیم کا نام بتایا جو بقول ان کے بلیک تھنڈر تھا اور وچ ڈاکٹر نے اسے علاج بتایا۔ ابھی وہ لوگ گئے ہی تھے کہ آپ کی تشریف آوری ہو گئی اور اب آپ کو ایک زیرو گن چاہیئے۔ اور اس کے لئے جو طریقہ جناب نے اپنایا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ بھی بلیک تھنڈر جیسی احمقانہ تنظیم سے وابستہ ہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان ضرورت سے کچھ زیادہ ہی چلتی ہے۔ اس لئے پہلے اس کا بندوبست کرنا ہوگا۔" ٹرومین نے اس طرح ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔ جیسے بھیڑیا شدید بھوک کی وجہ سے دانت نکوس رہا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کا بازو

بجلی کی سی تیزی سے گھوما لیکن اس سے پہلے کہ اس کا گھومتا ہوا ہاتھ عمران تک پہنچتا۔ عمران یکلخت صوفے سمیت پیچھے گرا۔ اور نیچے گرتے ہی اس نے الٹی قلابازی کھائی اور اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ سے مشین گن کھینچ کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ ٹرومین کا ہاتھ گھوم کر جب تک سیدھا ہوتا، عمران ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑے آرام سے کھڑا ہو چکا تھا۔ اور وہ آدمی جس سے اس نے مشین گن چھینی تھی اور دوسرا مشین گن بردار صرف منہ پھاڑے کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ٹرومین کے چہرے پر بھی شدید حیرت تھی۔

"اب بولو ٹرومین، زبان چلنی زیادہ فائدہ مند تھی یا ٹریگر پر انگلی کا چلنا زیادہ فائدہ مند رہے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز ـــــ تم تو کوئی شعبدہ باز لگتے ہو۔ اس قدر پھرتی تو میں نے آج تک نہیں دیکھی۔" ٹرومین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو اب نکالو ٹکٹ کے پیسے۔ میں مفت تماشا دکھانے کا عادی نہیں ہوں۔" عمران نے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عمران نے سائیڈ پر کھڑے مشین گن بردار کے تیزی سے حرکت میں آتے ہی اس پر فائر کھول دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے لئے اسے مشین گن گھمانا پڑی اور اسی لمحے ٹرومین جیسے اڑتا ہوا عمران سے آٹکرایا۔ اور عمران کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکل گئی بلکہ درحقیقت وہ فضا میں اڑتا ہوا کمرے کی دیوار سے کسی گیند کی طرح ٹکرایا۔

ٹرومین کے جسم میں واقعی بے پناہ طاقت تھی جس کی ٹکر نے عمران

جیسے شخص کو اچھل کر دیوار سے ٹکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

عمران دیوار سے ٹکراتے ہی کسی سپرنگ کی طرح واپس آیا لیکن ٹرومین اس کے تصور سے بھی زیادہ پھرتیلا تھا۔ وہ نہ صرف تیزی سے ایک طرف مڑ گیا بلکہ یکلخت اس نے اچھل کر عمران کے جسم پر اس قدر زور سے گھٹنا مارا کہ عمران ایک بار فضا میں اُٹھتا ہوا اوپر چھت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لیکن عمران اوپر کی طرف اُٹھتے ہی کسی سانپ کی طرح لہرایا اور دوسرے لمحے وہ سیدھا گرنے کی بجائے تیر کی طرح اس آدمی سے جا ٹکرایا، جس کے ہاتھ سے اس نے مشین گن چھینی تھی۔ اور عمران کا جسم اس آدمی سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گرا وہ آدمی اچھل کر اس کی ٹانگوں پر اٹھتا ہوا پوری قوت سے ٹرومین سے ٹکرایا اور ٹرومین کو لیتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران اسے اچھال کر بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے ٹرومین نے بھی اس آدمی کو ایک طرف اُچھالا اور وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے اُٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔

"گڈ شو ٹرومین ـــــ بڑے عرصے بعد کوئی لڑنے والا ٹکرایا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہیں واقعی احمق سمجھ رہا تھا۔ لیکن تم خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے چھٹی کر دو۔" ٹرومین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں مشینی پسٹل نمودار ہوا۔

لیکن وہ واقعی بات کرنے کے چکر میں مار کھا گیا۔ شاید اگر وہ بات کرنے کی بجائے مشینی پسٹل استعمال کرتا تو عمران کو شاید سنگ آرٹ بھی نہ

بچا سکتا۔ لیکن جیسے ہی پسٹل اس کی جیب سے باہر آیا۔ عمران یکلخت تڑپا اور ٹرومین کے ہاتھ سے مشینی پسٹل نکل کر کمرے کے انتہائی کونے میں جا گرا۔

لیکن عمران کے قدم بھی ابھی فرش کو نہ چھو سکے تھے کہ ٹرومین کی لات عمران کو لگی اور عمران اچھل کر فضا میں اُٹھا لیکن اس سے پہلے کہ ٹرومین دوسرا وار کرتا عمران کے جسم نے یکلخت پلٹنی کھائی اور اس بار ٹرومین کی ناف کے نیچے عمران کے دونوں پیر اس انداز میں ٹکرائے کہ عمران کا نچلا جسم زمین پر لگ چکا تھا۔

چنانچہ ٹرومین اس طرح فضا میں اُٹھا۔ جیسے تیراکی کرنے والے سوئمنگ پول میں کودتے ہیں اور دوسرے لمحے کمرے کے کھلے دروازے کے باہر اس کے ہاتھ زمین سے ٹکرائے اور ٹرومین قلابازی کھا کر راہداری میں غائب ہو گیا

عمران بجلی کی سی تیزی سے اُٹھا اور اس نے سب سے پہلے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور اڑتا ہوا دروازے کی سائیڈ پر آیا۔ دوسرا آدمی فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ شاید اس کا سر اس طرح فرش سے ٹکرایا تھا کہ اسے ہوش ہی نہ رہا تھا۔

عمران ایک لمحہ دروازے کی سائیڈ میں کھڑا باہر سے آہٹ لیتا رہا۔ لیکن پھر اس کے کانوں میں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران مشین گن لے کر بجلی کی سی تیزی سے راہداری میں آیا۔ اور پھر دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں پہنچ گیا۔

پورچ میں اس کی کار موجود تھی لیکن آدمی کوئی موجود نہ تھا۔ چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس نے باہر نکل کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن پھر وہ واپس مُڑا۔ اس نے اندر سے چھوٹا پھاٹک بند

کیا اور اسی طرح دوڑتا ہوا کمرے میں واپس آگیا۔ جہاں وہ مقامی بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کے پہلو پر زوردار ضرب لگائی تو وہ چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔

"کھڑے ہو جاؤ۔" عمران نے مشین گن کی نال اسکی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا اور وہ آدمی اتنی تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہوئی تو اس کا دم نکل جائے گا۔

"کس گروپ سے تمہارا تعلق ہے؟" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"جانی گروپ سے۔" اس نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور وہ آدمی چیختا ہوا لٹو کی طرح گھوما اور مردہ چھپکلی کی طرح نیچے گر پڑا۔

عمران نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور پھر اس نے تیزی سے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن کمرہ سوائے فرنیچر کے اور ہر چیز سے خالی تھا۔ اور پھر عمران اس کمرے سے نکل کر جیسے ہی دوسرے کمرے میں پہنچا اس کے حلق سے طویل سانس نکل گیا۔ اس کمرے کی ہر چیز پر گرد و غبار کی دبیز تہہ موجود تھی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہ کوٹھی کافی عرصے سے خالی پڑی ہوئی ہے اور شاید ٹرومین نے عارضی طور پر اس سے کام لیا ہے ورنہ ظاہر ہے گرد و غبار کی یہ تہہ یہاں موجود نہ ہوتی۔

"آخر یہ اس طرح بھاگ کیوں گیا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر واپس پورچ کی طرف چل پڑا۔ اس کے ذہن میں بے پناہ الجھنیں تھیں ٹرومین جس انداز کا مجرم ثابت ہوا تھا۔ وہ اتنی آسانی سے بھاگنے والوں

میں سے نہ تھا۔

اس نے کار کے قریب جا کر پہلے اسے باہر سے بغور چیک کرنا شروع کر دیا لیکن باہر جب اسے کوئی چیز نظر نہ آئی تو اس نے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ اب اس کی تیز نظریں اندر کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن کار کو تو جیسے چھوا تک نہ گیا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کار کو سٹارٹ کر کے وہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کے پاس پہنچ کر کار روکی اور نیچے اُتر کر پھاٹک کو خود ہی کھولا اور پھر کار میں بیٹھ کر باہر آگیا۔ اب اس نے کار کو مختلف سڑکوں پر دوڑانا شروع کر دیا۔ وہ تعاقب کو چیک کر رہا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ شاید ٹرومین نے یہ سوچ کر راہ فرار اختیار کی ہو گی کہ اب عمران کی نگرانی کر کے وہ سیکرٹ سروس تک پہنچ جائے گا۔ لیکن کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر کار دوڑانے کے باوجود جب اسے تعاقب کرنے والا کوئی نظر نہ آیا تو اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور ہاتھ میں موجود واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے صفدر کی فریکوئنسی سیٹ کی اور اسے کال کرنے لگا۔

"یس ــــــ صفدر اٹنڈنگ۔ اوور۔" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے تمہاری طرف سے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ عمران صاحب میں نے آپ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب آپ کی طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو میں نے چیف کو کال کر کے رپورٹ دے دی۔ اور رپورٹ یہ تھی کہ ہمیں مکمل ڈاج دے دیا گیا تھا۔ وہ کوٹھی خالی

پڑی ہوئی تھی۔ دراصل سائیڈ کی کوٹھی بھی خالی تھی۔ وہ اس کوٹھی میں داخل ہو کر دوسری کوٹھی میں گئے اور پھر وہاں سے فرار ہو گئے۔ اوور۔" صفدر نے جواب دیا۔

"پھر چیف نے کیا حکم دیا ہے۔ اوور۔" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے یہی کہا ہے کہ ہم اپنے فلیٹوں پر چلے جائیں۔ اور بس۔ اوور۔" صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کی ناب گھمانی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ اور ڈیش بورڈ کے کونے میں موجود چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ایکسٹو۔ اوور۔" چند لمحوں بعد ڈیش بورڈ کے نچلے حصے سے بلیک زیرو کی آواز ابھری۔

"میں عمران بول رہا ہوں جناب۔ فلیک اور اس کے ساتھی صفدر اور کیپٹن شکیل کو ڈاج دے کر نکل گئے ہیں۔ آپ فوری طور پر ایئرپورٹ اور دوسرے پلیٹ فارمز کی نگرانی کرائیں۔ وہ لازماً ملک سے باہر نکلنے کے لئے ہاتھ پیر ماریں گے۔ اوور۔" عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ گو بظاہر اس وقت کوئی ایسی بات نہ تھی کہ وہ اس طرح کی مؤدبانہ گفتگو کرتا لیکن اس کی چھٹی حس بار بار اسے آگاہ کر رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ اس کے خلاف ہو رہا ہے۔

"لیکن تم نے انہیں نکلنے کیوں دیا۔ اوور۔" بلیک زیرو کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ان کے پاس سامان نہ تھا اور میں سپیشل ٹرانسمیٹر حاصل کرنا چاہتا تھا وہ ان کے سامان میں تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ وہ مطمئن ہو کر جائیں۔ باہر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ اس لئے میں نے پرواہ نہ کی لیکن وہ ان دونوں کو ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اوور۔" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن صفدر نے مجھے رپورٹ دی تھی کہ تم کال اٹنڈ نہیں کر رہے۔" ایکسٹو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"ایک اور مجرم ٹروین مجھ سے آٹکرایا تھا۔ وہ بھی فلیک کا ساتھی ہے۔ میں اس سے کچھ اگلوانے کے چکر میں تھا کہ وہ بھی نکل گیا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اُسے تلاش کر لوں گا۔ آپ سر سلطان کے متعلق بتائیں۔ اوور۔" عمران نے کہا۔

"سر سلطان اپنے تمام ملازموں سمیت بے ہوش تھے۔ ہوش میں آنے پر سر سلطان نے بتایا ہے کہ کوئی ڈاکٹر ٹروین ان سے ملنے آیا تھا اور وہ کوئی زیرو گن چاہتا تھا۔ سر سلطان نے تمہیں رانا ہاؤس میں کال کیا تو وہ سر سلطان کو بے ہوش کر کے چلا گیا۔ اوور۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا دیا۔

اس کے ذہن میں حقیقتاً بھونچال آیا ہوا تھا۔ ٹروین، فلیک اور اس کے ساتھی گو ایک ہی تنظیم سے تعلق رکھتے تھے اور تنظیم بھی ایسی تھی جس کا عمران نے پہلے کبھی نام بھی نہ سنا تھا لیکن دونوں کے مقاصد بھی علیحدہ تھے اور ان

دونوں نے ان مقاصد کے حصول کے لئے جو طریقۂ کار اپنایا تھا وہ بھی بالکل ہی انوکھا تھا جسے عرفِ عام میں بے وقوفانہ بھی کہا جا سکتا تھا۔ لیکن عمران کی چھٹی حس بار بار اس بات کا سائرن بجا رہی تھی کہ اصل چکر کچھ اور ہے۔ اور اب وہ فلیٹ اس لئے جا رہا تھا کہ اطمینان سے بیٹھ کر اس ساری صورتحال پر غور کر کے کوئی لائن آف ایکشن ترتیب دے سکے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار گیراج میں بند کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔

"آپ کے لئے ایک پیغام ہے۔ ابھی گھنٹی بجی تو میں جب دروازہ کھولنے کے لئے آیا تو مجھے ایک لفافہ دروازے کے نیچے اندر راہداری میں پڑا نظر آیا۔ دروازہ کھول کر میں نے چیک کیا تو باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لفافے میں ایک کاغذ ہے جس پر کوئی پیغام ٹائپ کیا ہوا ہے۔"

دروازہ کھولتے ہی سلیمان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

میز پر واقعی ایک سفید رنگ کا سادہ سا لفافہ موجود تھا۔ عمران نے لفافہ اٹھا کر اندر سے وہ کاغذ نکالا اور پھر اس پر ٹائپ شدہ تحریر پر اس کی نظریں تیزی سے دوڑنے لگیں۔ خط براہِ راست عمران کے نام تھا اور خط میں لکھا تھا۔

"مسٹر علی عمران تعاون کا بیحد شکریہ۔ آپ کے اس تعاون کی وجہ سے ہم اپنے مقصد میں کامیابی سے بالکل قریب ہو گئے ہیں۔ امید ہے آئندہ بھی اس تعاون کا سلسلہ جاری رہے گا۔ ٹرومین۔"

عمران نے بار بار یہ خط پڑھا لیکن حقیقتاً اس خط کی وجہ تسمیہ اس کی سمجھ

میں نہ آئی۔ ٹرومین نے کس تعاون کا شکریہ ادا کیا تھا اور اس طرح خط لکھنے کا بھی بظاہر کوئی مقصد نظر نہ آتا تھا۔

"عجیب گورکھ دھندہ ہے۔ یا تو میں واقعی احمق ہو گیا ہوں یا اس مجسم حماقت نے مجرموں کا روپ دھار کر پاکیشیا کا رُخ کیا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر اُلجھنوں کی بے پناہ شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

"چائے لیجئے۔" سلیمان نے چائے کا کپ عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آج تو ہر شخص مجھ سے تعاون کر رہا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر خط کو واپس میز پر پھینک کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ زیرو گن نام کی کوئی چیز سیکرٹ سروس کی تحویل میں نہیں دی گئی۔ اور نہ ہی اس سے پہلے اس نے کسی زیرو گن کے متعلق سنا تھا۔ پھر جو کچھ ٹرومین کہہ رہا تھا وہ سب کیا تھا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے چائے کی پیالی اٹھائی اور آہستہ آہستہ اسے سپ کرنے لگا۔

پیالی خالی کرنے کے بعد اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر گھنٹی بجتی رہی، پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ سلطان بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے خود ہی براہِ راست ٹیلیفون اٹنڈ کیا تھا۔

"میں عمران بول رہا ہوں ـــــ یہ زیرو گن وغیرہ کا کیا چکر چلا دیا آپ نے۔" عمران نے خلافِ توقع انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے انڈر سیکرٹری وزارتِ دفاع بلال نقوی سے اس معاملے

میں بات چیت کی ہے۔ وہ آدمی ٹرومین سب سے پہلے اس کے پاس پہنچا تھا اور بلال نقوی نے اس بارے میں ایک حیرت انگیز انکشاف کیا ہے۔ اس کے مطابق اسے بھی سرے سے کسی زیرو گن کا کوئی علم نہیں ہے اس نے بھی اس ٹرومین کو ٹالنے کے لئے کہہ دیا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کی تحویل میں جا چکی ہے۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ——— لیکن ٹرومین کو پھر اس نے آپ کا اور میرا نام کیوں بتایا۔" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا صرف نام ہی نہیں بتایا بلکہ اسے یقین دلانے کے لئے اس نے ٹرومین کے سامنے مجھ سے فون پہ بات چیت بھی کی لیکن ظاہر ہے میں تو زیرو گن کے بارے میں جانتا نہ تھا۔ اس لئے میں نے اسے ڈانٹ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ ٹرومین میرے پاس آیا۔ وہ اس قدر طاقت ور اور سخت آدمی تھا کہ انڈر سیکرٹری کی طرح میں نے بھی اپنی جان چھڑانے کے لئے تمہارا نام بتا دیا۔ اب یہ اتفاق ہے کہ تم رانا ہاؤس میں مل گئے۔ تمہاری اس کال سے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ تمہارے پاس پہنچ گیا ہے۔ کیا ہوا اس کا۔ کون آدمی ہے یہ۔ اور یہ کس زیرو گن کی بات کر رہا ہے۔" سر سلطان کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی۔

"مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ زیرو گن کیا بلا ہے۔ اور یقیناً اس ٹرومین کو بھی یہ علم نہیں ہے کہ یہ زیرو گن کہاں ہے۔ اس لئے وہ امکانات پر کام کر رہا ہے۔ تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ زیرو گن کہاں ہے۔ ویسے آپ معلوم تو کریں کہ یہ زیرو گن ہے کیا چیز اور کیا واقعی ایسی کوئی چیز پاکیشیا میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسی کوئی چیز ٹاپ اسپیشل لیبارٹری

میں موجود ہو جس کا چارج براہ راست صدر مملکت کے پاس ہے۔" عمران نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں معلوم کر لوں گا۔ لیکن ظاہر ہے کل صبح ہی یہ کام ہو سکتا ہے۔" سر سلطان نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اس کا ذہن واقعی مسلسل اُلجھا ہوا تھا۔ ساری صورت حال کا فی الحال تو کوئی سر پیر ہی نظر نہ آ رہا تھا۔ ایک بار اس کا جی چاہا کہ وہ دانش منزل فون کر کے بلیک زیرو سے کہے کہ وہ ممبرز کو اس ٹرومین کی تلاش پہ لگا دے لیکن پھر اس نے ارادہ صبح تک ملتوی کر دیا اور اٹھ کر خوابگاہ کی طرف بڑھ گیا۔

فلیک اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر تشویش کے آثار نمودار تھے۔
وہ تینوں اس وقت ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھے۔ اور ان کے درمیان
وہی سپیشل ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا لیکن باوجود کئی بار کوشش کرنے کے سپیشل ٹرانسمیٹر
پر ان کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے نہ ہو رہا تھا۔

"آخر ہیڈ کوارٹر کال کا جواب کیوں نہیں دے رہا" فلیک نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہیڈ کوارٹر میں کوئی لمبی گڑبڑ ہو گئی ہے" ڈاگر نے کہا۔

"ایک بار پھر ٹرائی کر دیکھیں" فلیک نے کہا اور وہ دوبارہ ٹرانسمیٹر پر
جھک گیا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ لیکن وہ
مسلسل نہ جل رہا تھا اور یہ کال کیچ نہ ہونے کی نشانی تھی۔ ان تینوں کی نظریں
ٹرانسمیٹر کے اس جلتے بجھتے ہوئے بلب پر جمی ہوئی تھیں۔

اور پھر فلیک نے مایوسی کے سے انداز میں ٹرانسمیٹر آف کرنے کے

لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت ایک جھماکے سے بلب مسلسل جلنے لگا اور
وہ تینوں بری طرح اچھل پڑے۔

"ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ۔ اوور" اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ہیڈ کوارٹر کی
مخصوص بھاری آواز سنائی دی۔

"فلیک بول رہا ہوں جناب پاکیشیا سے۔ ہم کافی دیر سے کال کر رہے ہیں
لیکن کال اٹنڈ ہی نہ ہو رہی تھی۔ اوور" فلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— مخصوص سیٹلائٹ میں تکنیکی خرابی ہو گئی تھی۔ اس لئے مین روم
کا رابطہ ہم سے کٹ گیا تھا۔ اب یہ خرابی دور کر لی گئی ہے۔ کیا رپورٹ ہے
اوور" دوسری طرف سے کہا گیا اور تینوں کے چہروں پر اطمینان کے آثار ابھر
آئے۔

"باس ——— ہم نے بلیک ڈاگ کا علاج معلوم کر لیا ہے۔ انتہائی
حیرت انگیز علاج ہے جناب ——— پانی کی پھپھوندی سے اس وچ ڈاکٹر نے
بلیک ڈاگ کا علاج کیا ہے۔ اوور" فلیک نے کہا۔

"اوہ ——— واقعی انتہائی حیرت انگیز علاج ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے
اب تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔ تم فوراً واپس آ جاؤ۔ اوور"
ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔

"باس۔ وہ ٹرومین کے سلسلے میں آپ نے حکم دیا تھا۔ اوور" فلیک
نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اب ٹرومین بلیک ڈاگ کو پاکیشیا میں
استعمال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان کے پاس اس کا علاج موجود ہے۔ ویسے بھی اس
علاج کے سامنے آنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کا یہ اہم ترین حربہ اب قطعی ناکارہ

ہو چکا ہے۔ اوور" ہیڈ کوارٹر سے جواب دیا گیا۔

"یس باس۔ اوور" فلیک نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر مسلسل جلنے والا بلب ایک بار پھر تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ فلیک نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" جونی نے فلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم اس عمران کے ساتھی کو تو ڈاج دے کر نکل آئے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں مسلسل تلاش کر رہے ہوں گے۔ وہ میرے خیال میں ہم سے اب بلیک ڈاگ کا سیرم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ سیرم ہم پہلے ہی کارگو کے ذریعے ملک سے باہر نکال چکے ہیں۔ اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم چند روز تک چھپے رہیں ـــــ وہ جب تھک کر تلاش بند کر دیں تو پھر ایک ایک کر کے یہاں سے نکل جائیں گے۔" فلیک نے سوچنے کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا خیال دوسرا ہے" ڈاگر نے کہا اور فلیک اور جونی دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم" فلیک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ جس علی عمران سے ہم ٹکرائے ہیں ٹرومین بھی لازماً اسی سے ٹکرائے گا۔ اس لئے کیوں نہ ہم اس دوران ٹرومین سے رابطہ کر کے اس کی مدد کریں۔ ہو سکتا ہے وہ اس علی عمران کی ظاہری حماقت سے مار کھا جائے" ڈاگر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن جب ہیڈ کوارٹر ایسا نہیں چاہتا تو ہم اپنے آپ کیسے کوئی اقدام کر سکتے ہیں" فلیک نے جواب دیا۔

"ہم نے بہرحال دو چار روز تو یہاں رہنا ہے۔ پھر ٹرومین سے رابطہ تو قائم کر دیکھیں۔ ہو سکتا ہے اسے ہماری امداد کی کسی شکل میں ضرورت پڑ جائے۔" ڈاگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال ٹرومین بھی ہمارا اپنا آدمی ہے۔ اس سے بات تو کر لی جائے۔ اس میں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔" فلیک نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا اس کی مخصوص فریکوئنسی کا تمہیں علم ہے" جونی نے چونک کر فلیک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس کا ہاتھ ٹرانسمیٹر کی طرف اس طرح بڑھا ہوا تھا۔ جیسے وہ ٹرومین کو کال کرنا چاہتا ہو۔

"ہاں۔ اس کے پاس بھی لازماً سپیشل ٹرانسمیٹر ہو گا اور اگر ہم لوکل فریکوئنسی کو ایڈجسٹ کر کے کال کریں تو سپیشل ٹرانسمیٹر کا رابطہ ہو جائے گا۔" فلیک نے کہا اور جونی اور ڈاگر دونوں نے سر ہلا دیئے۔

فلیک نے اس دوران ٹرانسمیٹر پر موجود ایک ناب کو گھما کر پوری طرح دائیں طرف کیا۔ تو ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور فلیک نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن ایک بار پھر جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ـــــ ہیلو۔ فلیک کالنگ ٹرومین آن سپیشل ٹرانسمیٹر لوکل فریکوئنسی اوور" فلیک نے جلدی جلدی اور بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــــ ٹرومین اٹنڈنگ یو۔ اوور" چند لمحوں بعد ایک سرد سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر ٹرومین ـــــ ہیڈ کوارٹر سے ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ہم اپنا مشن مکمل ہونے کے باوجود یہاں ٹھہریں تاکہ اگر آپ کو ہماری امداد کی ضرورت

پڑے تو ہم آپ کے کام آسکیں۔ لیکن اب ہیڈ کوارٹر نے ہمیں واپسی کا حکم دیا ہے لیکن یہاں کی مقامی سیکرٹ سروس ہماری تلاش میں ہے۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کی تلاش کے خاتمے کے لئے دو چار روز یہیں چھپے رہیں۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ اگر ان دنوں میں آپ کو ہماری مدد کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں۔ اوور"۔ فلیک نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس آفر کا شکریہ مسٹر فلیک لیکن تم نے اس علی عمران کو تنظیم کا نام کیوں بتا دیا ہے۔ اوور"۔ ٹروبین کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

" اس سے کیا فرق پڑتا ہے مسٹر ٹروبین۔ بہرحال ہماری تنظیم نے دنیا کے سامنے تو آنا ہی ہے۔ اوور"۔ فلیک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" اس سے فرق پڑا ہے۔ حالانکہ میرا اور تمہارا مشن یکسر مختلف تھا لیکن تمہاری وجہ سے وہ علی عمران سمجھ گیا کہ میرا تعلق بھی بلیک تھنڈر سے ہے۔ اور اب جب میں اپنا مشن مکمل کر کے واپس جاؤں گا تو لازماً یہ لوگ بلیک تھنڈر کو ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اس طرح ہیڈ کوارٹر کو خواہ مخواہ کی دردسری مول لینا پڑے گی۔ کیا یہ فرق نہیں ہے۔ اوور"۔ ٹروبین کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

" اس کا مطلب ہے آپ بھی اس علی عمران سے ٹکرا چکے ہیں۔ ہمارا بھی یہی خیال تھا اور چونکہ ہم نے اس کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اس لئے ہم نے کال کی ہے۔ تاکہ ہم آپ کو اس سلسلے میں ہوشیار کر سکیں"۔ فلیک نے ٹروبین کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسرے موضوع پر بات کرنی شروع کر دی۔

" میں نہ صرف اس سے ٹکرا چکا ہوں بلکہ میں نے اس بظاہر احمق نظر

آنے والے کو درحقیقت احمق بنا دیا ہے اور اب وہ میرے ہاتھوں استعمال ہوگا۔ میں اس کے ذریعے اپنا مشن مکمل کر کے واپس چلا جاؤں گا۔ بہرحال تمہاری کال کا شکریہ۔ باقی میں تمہارے متعلق ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دے دوں گا۔ اس کے بعد تم جانو اور ہیڈ کوارٹر جانے۔ آئندہ مجھے کال نہ کرنا اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" ہونہہ ۔۔۔۔۔ احمق کہیں کا۔ وہ شخص علی عمران انتہائی عیار آدمی ہے"۔ فلیک نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" بہرحال ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب ٹروبین جانے اور اس کا مشن جانے"۔ جوفی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ایک کام اور ہو سکتا ہے ۔۔۔۔۔ کیوں نہ ہم ہیڈ کوارٹر سے بات کر لیں مجھے یقین ہے کہ یہ ٹروبین لازماً اس عمران سے آخر میں مار کھا جائے گا ۔۔۔ اگر ہیڈ کوارٹر ہمیں اجازت دے دے تو ہم ٹروبین کا مشن اپنے طور پر پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح ہم اس مغرور آدمی کو صحیح معنوں میں سبق سکھا سکتے ہیں"۔ ڈاگر نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ نہیں ڈاگر۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ہیڈ کوارٹر کبھی ہمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے طور پر کوشش کریں"۔ جوفی نے کہا۔

" لیکن ہمیں تو اس مشن کا علم ہی نہیں ہے۔ پھر ہم کوشش کیسے کر سکتے ہیں"۔ فلیک نے کہا۔

" اس کا ایک طریقہ ہے میرے ذہن میں۔ ہم عمران کی نگرانی کریں۔ اس

سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ٹرومین کا مشن کیا ہے" ڈاگر نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے ہم دوبارہ رانا ہاؤس میں جائیں" فلیک نے چونک کر کہا۔

" ہمیں اندر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہمارے پاس سکس ون ڈکٹا فون موجود ہے۔ ہم اگر اسے رانا ہاؤس میں پہنچا دیں تو وہاں ہونے والی تمام بات چیت سے ہم آسانی سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔" ڈاگر نے کہا۔

" اوہ ـــــ بس پھر تو واقعی ہمیں حرکت میں آجانا چاہیئے۔ میرا خیال ہے اس کے لئے رات کا وقت ٹھیک رہے گا۔ عمران لازماً رانا ہاؤس میں موجود رہے گا۔ ہم اس وقت آسانی سے ڈکٹا فون عمارت کے اندر پہنچا سکتے ہیں۔"

فلیک نے کہا اور جونی اور ڈاگر دونوں نے سر ہلا دیئے۔

دراصل ٹرومین نے جس حقارت بھرے انداز میں ان سے بات کی تھی۔ اس نے ان کے دلوں میں آگ بھڑکا دی تھی۔ چنانچہ اب وہ ٹرومین کو شکست دیکر ہیڈ کوارٹر پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ان کا گروپ اس ٹرومین سے کسی صورت بھی کم نہیں ہے۔

ٹرومین کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے میز پر ایک چھوٹی سی مشین موجود تھی۔ جس پر چار انچ مربع کی سکرین روشن تھی۔ سکرین پر اس وقت ایک کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ جس میں ایک صوفے پر عمران بیٹھا چائے پینے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے میز پر وہ خط پڑا ہوا تھا۔ جو ٹرومین کے ایک ساتھی نے اس کے فلیٹ میں پہنچایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا تو ٹرومین کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن دبا دیا تو عمران کی آواز اس مشین سے نکلنے لگی۔

عمران سر سلطان کو کال کر رہا تھا۔ رسیور میں سے ابھرنے والی سر سلطان کی آواز بھی مشین میں سے اس طرح برآمد ہو رہی تھی جیسے سر سلطان براہ راست ٹرومین سے ہی بات کر رہے ہوں۔ ٹرومین خاموش بیٹھا ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی

چمک تھی اور چہرے پر فاتحانہ تاثرات تھے۔ جب عمران نے رسیور رکھا اور صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں تو ٹروین نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔۔۔ یہ بڑا چالاک بنتا تھا۔ اب اسے معلوم ہو گا کہ ٹروین سے مقابلہ اس کے بس کا روگ نہیں ہے"۔ ٹروین نے بڑے فاتحانہ انداز میں ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیکی کو میرے پاس بھیج دو"۔ ٹروین نے کہا اور رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"یس باس"۔ آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"۔۔۔ ٹروین نے کہا اور بلیکی سر ہلاتا ہوا سامنے رکھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے عمران، سر سلطان اور بلال نقوی تینوں کو بری طرح الجھا دیا ہے تمہاری اس سلسلہ میں انکوائری ہمارے کام آ گئی۔ تمہاری رپورٹ کے مطابق بلال نقوی زیرو گن سے واقف نہیں ہے۔ اور نہ ابھی تک رپورٹ پہنچی ہے۔ چنانچہ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے پلاننگ کی اور میری توقع کے مطابق بلال نقوی نے ٹیلیفون پر سر سلطان سے بات کی۔

اس طرح سر سلطان اور ایک آدمی علی عمران سامنے آئے اور اس بات کا بھی پتہ چلا کہ یہاں اہم راز سیکرٹ سروس کے حوالے کئے جاتے ہیں۔

اس کے بعد سر سلطان کو ٹٹولا کہ کہیں بلال نقوی سے بالا بالا ہی انہیں زیرو گن نہ مل گئی ہو لیکن وہ بھی اس سے لاعلم تھے۔ البتہ سیکرٹ سروس کے ساتھ لین دین کے لئے درمیانی آدمی علی عمران ثابت ہوا اور سر سلطان کے ذریعے ہی عمران کا پتہ چلایا گیا۔

علی عمران بھی ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ لیکن وہ بھی زیرو گن سے لاعلم نکلا۔ لیکن صرف وہی آدمی ایسا تھا جو سیکرٹ سروس کے چیف سے رابطہ قائم کر کے یہ معلوم کر سکتا تھا کہ کیا زیرو گن سیکرٹ کی تحویل میں ہے بھی سہی یا نہیں۔ اور اگر وہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے۔ میں نے اسے اس انداز میں الجھا دیا ہے کہ وہ اب خود ہی زیرو گن کا کھوج نکالے گا۔ اور میں نے اس سے لڑتے ہوئے پوائنٹ ون اس کے جسم میں جذب کر دیا ہے۔ اس طرح اس کی ساری کارکردگی ہمارے سامنے آ سکتی تھی۔

میں نے اسے مزید اکسانے کے لئے تعاون کے شکریے کا خط اس تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد جب عمران نے سر سلطان سے فون پر گفتگو کی تو نتیجہ میری مرضی کا نکلا اور ایک نیا پہلو سامنے آ گیا۔ ایک ایسی لیبارٹری کا پتہ چلا ہے جس کا چارج براہ راست صدر کے پاس ہے"۔

ٹروین نے سنجیدہ لہجے میں بلیکی کو تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ کی چالیں اس قدر گہری ہوتی ہیں کہ بظاہر ان کی کوئی سمجھ نہیں آتی لیکن نتیجہ ہمیشہ مثبت ہی نکلتا ہے۔ اس لئے لازماً آپ کے اس سارے اقدامات کا نتیجہ بھی مثبت ہی نکلے گا"۔ بلیکی نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا اور ٹروین ہلکا سا قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ یہاں آ کر جب زیرو گن کے متعلق چھان بین کی

تو اس کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔ وزارتِ دفاع کا ریکارڈ اس بارے میں خاموش تھا۔ البتہ اس بات کا پتہ چلا ہے کہ یہاں انتہائی اہم ترین ملکی راز پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں رکھے جاتے ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی واقف نہیں ہے کہ اس کا باس کون ہے اور اس کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ چنانچہ اسی کی تلاش میں یہ ساری کارروائی کی گئی۔

اس طرح عمران سامنے آیا لیکن عمران سے ملنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ بظاہر احمق اور مسخرہ سا نوجوان نظر آتا ہے لیکن دراصل انتہائی چالاک اور عیار آدمی ہے۔ اب ہمارے لئے سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ کیا وہ زیرو گن کہیں سیکرٹ سروس کی تحویل میں تو نہیں چلی گئی۔

چنانچہ اس کے لئے میں نے عمران کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اب عمران نے سر سلطان سے جو بات چیت کی ہے۔ اس سے یہ نئی لیبارٹری سامنے آئی ہے اور اس سے پتہ چلے گا کہ کیا زیرو گن وہاں ہے بھی یا نہیں،، ٹرومین نے کہا۔

" لیکن باس جب آپ کو علم ہو گیا کہ متعلقہ آدمی عمران ہے تو پھر اسے ڈھیل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم زبردستی بھی اس سے سب معلومات حاصل کر سکتے تھے،، بلیکی نے کہا تو ٹرومین ہنس پڑا۔

" تمہارے اور میرے درمیان یہی فرق ہے کہ تم صرف سامنے کی بات دیکھتے ہو جبکہ میں آگے کی بات پہلے سوچتا ہوں۔ عمران کی جو ٹائپ میں سمجھا ہوں۔ اس سے زبردستی کچھ نہیں اگلوایا جا سکتا۔ اور پھر ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا علم نہیں ہے۔ اب زیرو گن جہاں بھی ہو گی ہمیں پتہ چل جائے گا اور عمران کے ذریعے ہی سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کو بھی ہم ٹریس

کر لیں گے۔ جس لیبارٹری کا اب پتہ چلا ہے وہ لیبارٹری براہ راست پاکیشیا کے صدر کے انڈر ہے۔

جہاں تک صدر کا تعلق ہے۔ وہاں سیکورٹی کا انتظام اس طرح ہوتا ہے کہ ہم نہ ہی اس پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں اور نہ ہی اس پر تشدد کر کے اس سے راز اگلوا سکتے ہیں۔ علی عمران اب مسلسل ہماری نظروں میں رہے گا۔ پوائنٹ ون کو وہ کسی طرح بھی ٹریس نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ جو کچھ کرے گا، جہاں جہاں جائے گا سب کچھ اس مشین میں ریکارڈ ہوتا جائے گا۔ پھر جیسے ہی ہمیں پتہ چلے گا کہ زیرو گن کہاں ہے، ہم وہاں سے زیرو گن لے اڑیں گے ٹرومین نے کہا اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔

" ویری گڈ باس —— واقعی آپ کے ذہن کا جواب نہیں ہے۔ ایسی گہری پلاننگ آپ ہی کر سکتے ہیں،، بلیکی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اور ٹرومین مسکرا دیا۔

" اب علی عمران اور سیکرٹ سروس یقیناً مجھے تلاش کرے گی لیکن وہ کسی طرح بھی ہم تک نہ پہنچ سکے گی۔ کیونکہ میں مکمل طور پر بدلے ہوئے میک اپ میں اس سے ٹکرایا ہوں۔ آواز تک میں نے بدل لی تھی۔ اس لئے وہ اب لاکھ سر پٹختا رہے اسے ٹرومین کبھی نہ مل سکے گا۔ جس سے وہ ٹکرایا تھا۔ جبکہ اس کی ایک ایک حرکت کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہو گا۔ اور وہ ٹرومین کو ڈھونڈتا رہے گا اور ٹرومین زیرو گن لے کر واپس اپنے ملک پہنچ جائے گا۔ چاہے وہ زیرو گن ٹاپ سپیشل لیبارٹری میں ہے یا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں،، ٹرومین نے کہا۔

" یس باس۔ لیکن اب ہمارے لئے کیا احکامات ہیں،، بلیکی نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اسی لئے بلایا ہے۔ جیسے ہی مجھے زیرو گن کے متعلق حتمی طور پر معلوم ہو گا۔ ہم نے فوری طور پر حرکت میں آجانا ہے۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے تم ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ ہر لمحے مکمل طور پر تیار رہیں۔ ہو سکتا ہے میں ایک منٹ سے بھی کم وقت کا نوٹس دوں"۔ ٹرومین نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ ہمیں مکمل طور پر تیار پائیں گے"۔ بیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔ اب تم جا سکتے ہو۔" ٹرومین نے کہا اور بیکی اٹھا اور سلام کر کے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹرومین نے ایک انگڑائی لی اور پھر وہ اٹھ کر قریب ہی موجود بیڈ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت بیڈ کے ساتھ الماری میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

"اوہ —— شاید ہیڈ کوارٹر سے کال آئی ہے۔" ٹرومین نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی نظر فریکوئنسی ڈائل پر پڑی تو وہ بری طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ ڈائل بتا رہا تھا کہ کال لوکل ہے۔

"یہ کون ہو سکتا ہے"۔ ٹرومین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اور پھر جب فلیک سے اس کی گفتگو ہوئی تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اسے چونکہ عمران سے معلوم ہو چکا تھا کہ فلیک اسے تنظیم کا نام بتا چکا ہے۔ اس لئے ٹرومین نے فلیک کو انتہائی سخت جواب دے کر رابطہ

ختم کر دیا۔ ویسے بھی ہیڈ کوارٹر سے اسے اطلاع دی جا چکی تھی کہ چونکہ بلیک ڈاگ کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے اس لئے اب وہ اس مشن کے دوران بلیک ڈاگ کو استعمال نہ کرے۔

رابطہ ختم کر کے ٹرومین نے ایک نظر مشین پر ڈالی اور پھر مسکراتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ کل تک اسے زیرو گن کے متعلق حتمی معلومات حاصل ہو جائیں گی کہ وہ کہاں ہے پھر زیرو گن پر جھپٹ پڑنا مشکل نہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کا مشن انتہائی آسانی سے مکمل ہو جائے گا۔

رانا ہاؤس کی سامنے والی سڑک پر اب وہ رش نہ تھا جو دن کے وقت ہوتا تھا۔ البتہ اِکا دکا کاریں اب بھی وہاں سے گزر رہی تھیں۔ جوئی اور ڈاگر اور فلیک تینوں عمارت کی سائیڈ گلی میں اس طرح چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے جیسے وہ طویل عرصے سے یہاں رہ رہے ہوں۔ ویسے بھی ان کے چہروں پر مقامی میک اپ تھا۔

رانا ہاؤس کی عقبی سڑک مین روڈ سے بھی زیادہ سنسان تھی اور وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"چلو نکالو سکس ون ڈکٹا فون۔ میں اسے اندر کسی مناسب جگہ فٹ کر آتا ہوں" فلیک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے جوئی سے کہا۔ اور جوئی نے سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتری سی نکال کر فلیک کو دے دی جس کے نیچے سٹکر لگا ہوا تھا۔

بظاہر یہ عام سی پتری نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس پر موجود باریک باریک

سوراخ ایک خاص ترتیب سے بنے ہوئے تھے۔ پتری چند انچ لمبی اور دو سینٹی میٹر چوڑی تھی۔

"میرا خیال ہے ہم تینوں کو اندر جانا چاہیئے۔" ڈاگر نے پتری دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا تمہیں میری کارکردگی پر شک ہے" فلیک نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— نہیں باس میرا مطلب یہ نہ تھا۔ دو پوائنٹ میرے ذہن میں آئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اندر دیو نما دو حبشی موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے ان سے مقابلہ ہو جائے۔ اس صورت میں ایک آدمی کی بجائے تین آدمی زیادہ بہتر رہیں گے۔ اور وہ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہم اگر اس طرح باہر کھڑے رہیں۔ تو ہو سکتا ہے گشتی پولیس اِدھر آ نکلے اور اس طرح ہم مصیبت میں بھی پھنس سکتے ہیں۔" ڈاگر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے میں جاؤں گا۔ پھر باری باری تم دونوں بھی آجانا۔" فلیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیلٹ کے ساتھ بندھی ہوئی باریک ڈوری کی کمند کھولی اور دوسرے لمحے ڈوری کے سرے پر موجود ایک چھوٹا لیکن انتہائی مضبوط آنکڑا وہ رانا ہاؤس کی اونچی دیوار کی دوسری طرف پھنسا چکا تھا۔ ڈوری میں جگہ جگہ گانٹھیں لگی ہوئی تھیں۔ فلیک نے اس کو جھٹکا دے کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا۔ اور پھر تیزی سے اوپر چڑھتا گیا۔ وہ بڑے ماہرانہ انداز میں کمند کے ذریعے اوپر چڑھ گیا تھا۔ اور پھر دیوار پر بیٹھ کر اس نے ایک لمحے کے لئے اندر کا جائزہ لیا۔ اور پھر مڑ کر اس نے نیچے کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے

کا اشارہ کیا اور پھر جوفی اور ڈاگر بھی اس کمند کے ذریعے اوپر پہنچ گئے۔

" اتنی بڑی عمارت کا عقبی حصہ تو بالکل سنسان پڑا ہوا ہے" ڈاگر نے اندر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فلیک نے سر ہلا دیا۔

وہ رسی کو سمیٹ چکا تھا اور پھر اس نے آنکڑے کو دیوار کے رخنے سے اکھاڑ کر باہر کی طرف ایک رخنے میں پھنسایا اور رسی کو اندر کی طرف نیچے کی طرف پھینک دیا۔ رسی کو ایک بار پھر جھٹکا دے کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور پھر تیزی سے اس رسی کو پکڑ کر وہ نیچے اتر گیا۔ چند لمحوں بعد ڈاگر اور جوفی بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے نیچے اتر آئے۔ اب وہ اس شاندار اور وسیع عمارت کے عقبی حصے میں موجود تھے۔

" یہاں کتے وغیرہ بھی نہیں ہیں ورنہ اب تک وہ ہمیں چھاپ چکے ہوتے " ڈاگر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" کتوں کی کیا ضرورت ہے۔ وہ حبشی ہی کافی ہیں اس کام کے لئے" فلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاگر اور جوفی بھی دونوں ہنس دیئے۔

اب وہ دونوں پنجوں کے بل چلتے ہوئے عمارت کی سائیڈ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

" تم یہ ڈکٹا فون کہاں لگانا چاہتے ہو" جوفی نے پوچھا۔

" جس قدر اندر لگ سکے، اتنا ہی کافی ہے۔ عمارت کی خاموشی بتا رہی ہے کہ یہاں کے مکین گہری نیند سو رہے ہیں، اس لئے ہم اطمینان سے اپنا کام کر کے واپس جا سکتے ہیں۔" فلیک نے کہا

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سامنے کے رُخ پر پہنچ گئے۔ عمارت واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ برآمدے میں آئے اور پھر انتہائی آہستگی سے وہ درمیانی راہداری میں داخل ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ اس ڈرائنگ روم کے سامنے سے

ہوتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ جس میں وہ پہلے بیٹھے رہے تھے۔ اور پھر ایک کمرے کا دروازہ کھلا انہیں نظر آ گیا۔ فلیک نے اندر جھانکا تو کمرہ خالی تھا۔ ہر قسم کے فرنیچر سے بھی خالی۔

" یہاں تو کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہے جس سے ڈکٹا فون لگایا جا سکے" فلیک نے آہستہ سے کہا۔

" تو کوئی اور کمرہ دیکھیں۔ نجانے اسے خالی کیوں رکھا گیا ہے" جوفی نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ واپس مڑتے اچانک کلک کی آواز کے ساتھ ہی کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ اور وہ تینوں بے اختیار اچھل پڑے اور ان کے حلق سے طویل سانس نکل گئے۔

کیونکہ ان کے سامنے وہ دونوں حبشی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے بڑے مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ وہ شاید کھلے دروازے کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے۔

" اب تم تینوں اپنے ہاتھ اٹھا دو" ایک حبشی نے کرخت لہجے میں کہا۔

" او کے ـــــ فلیک نے کہا۔ اور اس کا ایک ہاتھ اوپر کو اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاگر کا ہاتھ اٹھا لیکن دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح ان کے ہاتھوں سے تیز دھار کے خنجر نکلے اور کمرہ جوزف اور جوانا کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ خنجر ان دونوں کی گردنوں میں دستے تک اتر چکے تھے اور وہ دونوں ہی زور دار دھماکوں کی آوازیں نکالتے ہوئے پشت کے بل نیچے جا گرے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھیں۔

" بس ایک ہی خنجر کافی رہا ان کے لئے" ڈاگر نے ہنستے ہوئے کہا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا الٹ کر نیچے گرا۔ ایک حبشی نے

نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی گردن سے خنجر کھینچ کر سامنے کھڑے ڈاگر کے سینے میں مار دیا تھا۔ اسی لمحے دوسرا حبشی بھی اچھلا اور اس بار فلیک چیختا ہوا اس کے جسم کے ساتھ ہی فرش پر گرا۔ اس حبشی نے تو خنجر نکالنے کا بھی تکلف نہ کیا تھا۔

جوزی نے تیزی سے ہاتھ کو جھٹکا لیکن پہلا حبشی کسی سانپ کی طرح پلٹ گیا اور دوسرے لمحے کھٹاک سے خنجر فرش سے ٹکرایا۔ اسی لمحے حبشی نے اچھل کر اسے چھاپ لیا اور ایک خوفناک دھماکے سے جوزی کا جسم اڑتا ہوا کمرے کی دیوار سے ٹکرایا اور جوزی کے ذہن پر یکلخت تاریکی چھا گئی۔

دوسرے حبشی نے فلیک کا بھرتہ ہی بنا کر رکھ دیا تھا۔ جبکہ ڈاگر ابھی فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ فلیک کے ذہن پر بھی تاریکی چھا گئی۔ لیکن ڈوبتے ہوئے ذہن کے باوجود اسے ڈاگر کی چیخ سنائی دے گئی۔

پھر درد کی ایک تیز لہر نے جیسے فلیک کے سوئے ہوئے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اور اس کی آنکھیں خود بخود کھلتی چلی گئیں۔ اس کا پورا جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اسی لمحے اسے ڈاگر کی کراہ اپنے دائیں طرف سنائی دی اس نے چہرہ موڑا اور پھر اسے ڈاگر نظر آ گیا۔ وہ بھی اس کی طرح لوہے کی ایک کرسی پر راڈز کی گرفت میں پھنسا بیٹھا تھا۔ البتہ اس کے سینے پر باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ سامنے ایک وحشی کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ جوزی اسے کمرے میں نظر نہ آیا۔

"ہمارا تیسرا ساتھی کہاں ہے؟" فلیک نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"وہ جہنم میں پہنچ چکا ہے اور تم دونوں بھی پہنچ جاؤ گے۔" اس حبشی نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لباس سینے تک خون سے بھرا ہوا تھا۔

لیکن اس کے چہرے پر ذرہ برابر بھی کمزوری کے آثار نظر نہ آ رہے تھے۔

"کاش ہمیں یہ اندازہ ہوتا کہ تم دونوں گردن میں خنجر کھانے کے باوجود حرکت میں آ سکتے ہو تو ہم تمہیں اٹھنے سے پہلے ہی گولیوں سے بھون ڈالتے۔" فلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اور میں اگر باس کی وجہ سے مجبور نہ ہو جاتا تو تم تینوں کے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دیتا۔" حبشی نے غراتے ہوئے کہا۔

"باس ——— کون باس۔" فلیک نے چونک کر کہا۔

"جوانا ——— باس ابھی پہنچ رہا ہے۔ تم ان کا خیال رکھنا۔ میں حفاظتی سسٹم آف کر کے پھاٹک کھولوں گا۔" اسی لمحے دوسرے حبشی کی آواز دروازے سے سنائی دی اور فلیک نے دیکھا کہ اس کی گردن پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"اوکے جوزف۔" سامنے کھڑے حبشی نے کہا اور دروازے میں موجود حبشی چلا گیا۔

"ہونہہ۔ تو کوئی حفاظتی سسٹم بھی ہے اس عمارت کا۔" فلیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"حفاظتی سسٹم ——— اگر ہم چاہتے تو تمہیں عقبی گلی میں راکھ میں تبدیل کر دیتے لیکن ہم تمہیں زندہ پکڑنا چاہتے تھے۔ اس لئے جیسے ہی تمہاری کمند کا آنکڑہ دیوار میں لگا۔ ہم نے حفاظتی سسٹم آف کر دیا تھا۔ ویسے عقبی گلی میں داخل ہوتے ہی تم ہماری نظروں میں آ چکے تھے۔" جوانا نے کہا اور فلیک نے ایک طویل سانس لیا۔

اس کے شاید تصور میں بھی تھا کہ اس پسماندہ ملک کی کسی عمارت میں اس قدر جدید حفاظتی سسٹم بھی نصب ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں عمارت سے باہر

ہی چیک کر لیا جائے گا۔

" تمہارا باس وہ علی عمران ہے" فلیک نے کہا۔

" ہاں۔ جوانا نے سر ہلا دیا۔

ڈاگر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ البتہ وہ آہستہ آہستہ کراہ ضرور رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پھر علی عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہ حبشی تھا۔

" اوہو ——— بلیک تھنڈر کی واپسی ہو گئی۔ لیکن شاید بلیک تھنڈر کو معلوم نہیں تھا کہ یہاں اس سے بھی زیادہ بڑے تھنڈر بلکہ تھنڈرز موجود ہیں۔"

عمران نے فلیک کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارے یہ دونوں حبشی واقعی جی دار ہیں۔ ورنہ گردن میں خنجر کھا کر تو اچھے اچھے ہل بھی نہیں سکتے" فلیک نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔

" دراصل ان کی گردنیں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی موٹی ہیں۔ اس لئے تمہارے خنجر ان کا کیا بگاڑ سکتے تھے۔ ان کے لئے تو ہاتھیوں والے آنکس چاہیئں تھے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار فلیک نے کوئی جواب نہ دیا۔

" ان کی جیبوں سے سامان کیا نکلا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کی واپسی کیوں ہوئی ہے" عمران نے جوانا اور جوزف کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" یہ سامان ہے" جوزف نے ایک طرف کونے میں رکھے ہوئے سامان کو اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یہ سامان اور ریوالوروں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ البتہ ایک پتری

——— بھی اس میں شامل تھی۔

" اوہ ——— یہ سکس ون ڈکٹا فون ——— ویری گڈ۔ چلو تم دونوں کی گردنوں سے ٹپکنے والے خون کا معاوضہ تو مل گیا۔ خاصا مہنگا آئیٹم ہے یہ"

عمران نے ریوالوروں کی بجائے وہ پتری جوزف سے لیتے ہوئے کہا۔ اور فلیک نے عمران کے منہ سے انتہائی جدید ترین ڈکٹا فون کا کوڈ نام سن کر ہونٹ بھینچ لئے۔

یہ ڈکٹا فون ایسا تھا کہ اس کوئی پہچان تک نہ سکتا تھا۔ لیکن اس عمران نے نہ صرف اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا بلکہ اس کا کوڈ نام بھی بتا دیا تھا۔

" یہ ڈکٹا فون نہیں ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" فلیک نے آخری کوشش کے طور پر کہا۔

" فلیک صاحب! اس کا نام تو میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ اگر کہو تو اس کے اندر کی مخصوص مشینری کا ڈایاگرام بھی بنا کر دکھا دوں۔ اس انتہائی جدید اور انتہائی قیمتی ڈکٹا فون کی تمہارے پاس موجودگی کا مطلب ہے کہ بلیک تھنڈر خاصی باوسائل تنظیم ہے۔ اس بلیک ڈاگ کے چکر سے تو میں یہی سمجھتا تھا۔ کہ کوئی غیر اہم سی تنظیم ہو گی جو ایک پُراسرار بیماری کے سر پر شاید حکومتوں کو بلیک میل کرنے کا سوچ رہی ہو۔ لیکن اب مجھے یقین آگیا ہے کہ بلیک تھنڈر میرے اندازے سے مختلف تنظیم ہے۔ بہرحال اب تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اس ڈکٹا فون کو یہاں لگا کر تم کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہم چیک کرنا چاہتے تھے کہ کیا واقعی تم نے بلیک ڈاگ کا صحیح علاج بتایا

ہے یا نہیں“ فلیک نے جواب دیا۔

”اصل بات بتاؤ۔ ورنہ یہ گلے میں خنجر کھانے والے اصلی بلیک تھنڈرز کچھ زیادہ ہی بپھرے ہوئے ہیں“۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

”تم خود سوچو —— کیا بات ہو سکتی ہے“۔ فلیک نے جواب دیا۔

”اچھا —— اب یہ سوچنا بھی میرے ذمہ لگ گیا ہے“۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ جوانا کی طرف مڑ گیا۔

”جوانا —— اسے بہرحال زندہ رہنا چاہیئے لیکن اصل بات بھی سامنے آنی چاہیئے۔ تم اس سے سچ اگلواؤ۔ میں ذرا اس ڈکٹافون کی مدد سے ایک خاص بات چیک کر کے ابھی آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”جوانا اس وقت تک تو خاموش کھڑا رہا جب تک عمران کمرے سے باہر نہ چلا گیا۔ پھر وہ قدم بڑھاتا ہوا فلیک کی طرف بڑھا۔

”ہونہہ —— بزدل آدمی بندھے ہوئے پر تشدد کرو گے“۔ فلیک نے بڑے حقارت بھرے انداز میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا۔

اور جوانا جو واقعی بڑے جارحانہ انداز میں فلیک کی طرف بڑھ رہا تھا یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔

”اوہ —— تو تم مجھ سے لڑنے کی خواہش کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ ایسے ہی سہی۔ مجھے زیادہ آسانی رہے گی۔“ جوانا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے کرسی کی پشت پر جا کر زور سے پیر مارا تو فلیک کے جسم کے گرد موجود راڈ کرسی کے بازوؤں میں غائب ہو گئے۔ اور فلیک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اب پہلا حملہ تم کرو تاکہ پھر تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے“۔ جوانا نے کہا۔ لیکن فلیک بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر گرا۔ جوزف نے بڑے اطمینان سے ٹانگ بڑھا کر اس کو اڑنگی دی اور یکلخت رکاوٹ کی وجہ سے فلیک اچھل کر نیچے گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خود اٹھتا اس کا جسم یکلخت فضا میں اٹھتا گیا۔ اس کی گردن کو پکڑا گیا تھا۔

”فلیک نے یکلخت دونوں ٹانگیں موڑ کر پوری قوت سے پکڑنے والے کے جو یقیناً جوانا تھا کی ناف پر پوری قوت سے ماریں۔ لیکن جوانا کے حلق سے سسکی تک نہ نکلی بلکہ دوسرے لمحے اسے گھما کر پوری قوت سے فرش پر دے مارا گیا۔ لیکن اب فلیک سنبھلا ہوا تھا۔

جیسے ہی اس کا سر نیچے فرش کی طرف جھکا۔ اس نے یکلخت اپنے جسم کو قلابازی دے کر سیدھا کیا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھل کر فرش پر کھڑا ہو گیا کہ اسے ذرا برابر بھی چوٹ نہ لگی تھی۔

”ابھی تو تم مجھے بزدل کہہ رہے تھے اور ابھی خود ہی بھاگے جا رہے تھے“۔ اس بار جوانا نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بڑے اطمینان سے پیر پھیلائے کھڑا تھا۔ اور فلیک کے لئے یہ بہترین موقعہ تھا اس نے یکلخت اچھل کر پوری قوت سے جوانا کے چٹان کی طرح پھیلے ہوئے سینے پر فلائنگ کک ماری۔ اور گو اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑے تھے لیکن جوانا تو جیسے فولاد کا بنا ہوا تھا۔ وہ ذرا سا ہلا تک بھی نہیں“۔ فلیک کک مار کر جیسے ہی قلابازی کھا کر اچھلا اچانک جوانا نے اچھل کر اس پر حملہ کر دیا۔ اور فلیک کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کٹی ہوئی پتنگ

کی طرح فضا میں گھوم رہا ہو۔ اور پھر ایک دھماکے سے وہ فرش سے ٹکرایا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کے بائیں بازو میں درد کی اس قدر خوفناک لہر دوڑی کہ اس تکلیف کی شدت سے اس کے ذہن پر بیک وقت پوری کہکشاں رقص کرنے لگی۔

اس نے نیچے گرتے ہی اُٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کا سانس بند ہونے لگا۔ جوانا نے اس کے سینے پر اپنا بھاری پیر رکھ دیا تھا۔ اس وقت فلیک کو وہ انسان کی بجائے کوئی سیاہ پہاڑ لگ رہا تھا جو سنجانے کہاں تک بلند تھا۔ اور پھر فلیک کا ذہن تیزی سے تاریکی کی دلدل میں ڈوبنے لگا۔ لیکن ایک بار پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور اس کی دائیں ٹانگ میں درد کی اس قدر خوفناک لہر دوڑی کہ اس کا ذہن تاریکی میں جیسے ڈوب سا گیا۔ مگر درد کی ایک اور خوفناک لہر نے اس کے ڈوبتے ہوئے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اور اس کے حلق سے چیخیں خود بخود نکلنے لگ گئیں۔ اسے اس قدر خوفناک تکلیف محسوس ہو رہی تھی کہ جیسے ——— خوفناک آگ کا الاؤ بازو اور ٹانگ میں جل رہا ہو۔

"ابھی تو صرف بازو اور دائیں ران کی ہڈیاں ٹوٹی ہیں۔ ابھی تو تمہارے جسم میں اور بہت سی ہڈیاں سلامت ہیں" جوانا کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"رُک جاؤ ——— رُک جاؤ۔ خدا کے لئے رُک جاؤ" فلیک نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی سے بُزدل ہو گئے ——— تم تو جوانا کو چیلنج کر رہے تھے" جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس نے یکلخت اچھل کر اس کی بائیں ٹانگ پر

زور سے پیر مارا اور فلیک کا ذہن ایک بار پھر اندھیرے میں ڈوب گیا لیکن دوسرے لمحے درد کی ایک اور خوفناک لہر نے اس کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اب وہ حلق پھاڑ کر چیخ رہا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو" اسی لمحے عمران کی آواز سنائی دی۔

"اس نے مجھے بزدل کہا تھا ماسٹر" جوانا کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"ارے بچوں کی باتوں کا بُرا نہیں منایا کرتے۔ اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو یہ بہت اچھا بچہ ہے" عمران نے کہا اور فلیک کا جسم ایک بار پھر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اور پھر اسے دھڑام سے لوہے والی کرسی پر پھینک دیا گیا۔

فلیک کی حالت واقعی خراب تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا آخری وقت آ گیا ہو۔ خوفناک درد نے اس کے پورے جسم میں آگ لگا رکھی تھی۔

"اسے پانی پلاؤ جوزف" عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد فلیک کے حلق میں پانی کی تیز دھار اتری تو اس کے لمحہ بہ لمحہ بکھرتے ہوئے حواس قدرے بحال ہونے لگے۔ ڈوبتا ہوا ذہن بیدار ہونے لگا۔ اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے کسی نے اسے دہکتے ہوئے الاؤ سے کھینچ کر برف میں ڈال دیا ہو۔ اب اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں آہستہ آہستہ کراہوں میں تبدیل ہونے لگیں۔

"دیکھو! اب بھی اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ کس دن یہاں نصب کرنے سے تمہارا کیا مقصد تھا تو میں تمہارا علاج بھی کر سکتا ہوں اور تم ٹھیک بھی ہو جاؤ گے۔ ورنہ ابھی اس جوانا کے بعد جوزف کے بازوؤں کی مچھلیوں نے

بھی پھڑکنا ہے"۔ عمران نے کہا۔ وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"پلیز مجھے بچا لو ـــــ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ دراصل ہم سے حماقت ہوئی کہ ہم خواہ مخواہ تم سے اُلجھ گئے"۔ فلیک نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرومین سے ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ اپنا منصوبہ بھی بتا دیا۔ الفاظ جیسے خود بخود اس کے منہ سے پھسلتے جا رہے تھے۔ وہ واقعی بُری طرح ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔

"ہونہہ ـــــ تو تم ٹرومین کو نیچا دکھانا چاہتے تھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ہم چاہتے تھے کہ اگر اس کا مشن سامنے آجائے تو ہم اس سے پہلے یہ مشن مکمل کر کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے اس کے مقابلے میں اپنی برتری ثابت کر سکیں"۔ فلیک نے کہا۔

"یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یقین جانو ـــــ کسی کو بھی اس کا علم نہیں۔ ہمارا رابطہ سپیشل ٹرانسمیٹر سے ہوتا ہے اور اسی سے ہمیں احکامات ملتے ہیں۔ معاوضہ البتہ خود بخود ہمارے بنک اکاؤنٹس میں پہنچ جاتا ہے"۔ فلیک نے جواب دیا۔

"ٹرومین بھی نہیں جانتا ہیڈ کوارٹر کو"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ ٹرومین تو کیا کوئی بھی نہیں جانتا۔ جانے ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟"۔ فلیک نے جواب دیا۔

"ٹرومین کو تم پہلے سے جانتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ ایکریمین ہے جبکہ ہمارا تعلق باگورا سے ہے"۔ فلیک نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اوکے ـــــ تم نے سچ بول کر اپنی جانیں بچا لی ہیں۔ ویسے تمہارا سپیشل ٹرانسمیٹر ابھی میرے پاس پہنچنے والا ہے۔ میں اس کی مدد سے ٹرومین کا کھوج آسانی سے لگا لوں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر ـــــ لیکن ......"۔ فلیک کہتے کہتے رُک گیا۔ اچانک اسے خیال آگیا کہ اسے اپنی رہائش گاہ کے متعلق کچھ نہیں بتانا چاہیے۔

"تمہیں اس سکس ون کی کارکردگی کا صحیح علم نہیں ہے فلیک۔ تم اسے صرف استعمال کرنا جانتے ہو۔ اس کا ریسیونگ سیٹ تم اپنی رہائش گاہ پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ اور میں نے اس کی مدد سے وہ ریسیونگ سیٹ تلاش کیا اور پھر جس جگہ وہ موجود تھا وہ جگہ سامنے آگئی۔ تم پام ویو ہوسٹل میں ٹھہرے ہوئے ہو ناں"۔ عمران نے کہا اور فلیک نے ہونٹ دانتوں میں دبا لیے۔ اسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ عمران ان سے کہیں فارورڈ ہے۔

"اوکے ـــــ تم فی الحال آرام کرو۔ کل تم سے ملاقات ہو گی۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ تمہارا مقصد پورا ہو جائے اور تم ٹرومین کو نیچا دکھا سکو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

"جوزف ـــــ ان کی مرہم پٹی کر کے انہیں طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دو تاکہ یہ آرام کر سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فلیک نے بے اختیار سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔

اسی لمحے اسے ڈاگر کا خیال آیا تو اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ ڈاگر کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ وہ دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

ٹرومین نے مشین کے مختلف بٹن آن کئے تو مشین پر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور پھر اس پہ ایک خواب گاہ کا منظر ابھر آیا جہاں عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں سو رہا تھا۔ ٹرومین کچھ دیر تک اس منظر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے دو بٹن آف کئے اور ایک ناب کو گھمانے لگا۔

" کیا ہوا باس ------ آپ ریکارڈنگ چیک نہیں کریں گے۔" سامنے والی کرسی پر بیٹھے ہوئے بیکی نے چونک کر کہا۔

" اب کیا بیٹھا دیکھتا رہوں۔ ظاہر ہے عمران رات کو سویا ہی رہا ہوگا۔ اب میں اس کی موجودہ کارروائی دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس وقت صبح کے دس بج چکے ہیں۔ وہ لازماً ناشتہ وغیرہ کر کے حرکت میں آ چکا ہوگا۔"

ٹرومین نے ناب گھماتے ہوئے کہا۔ اور بیکی نے سر ہلا دیا۔

کافی دیر تک ناب گھمانے کے بعد جیسے ہی ناب آخری حد تک پہنچ کر

رکی۔ ٹرومین نے اسے چھوڑ کر ایک اور بٹن دبا دیا اور سکرین پر دوڑنے والی آڑی ترچھی لکیریں ایک جھماکے سے منظر میں بدل گئیں۔ اور ٹرومین یہ منظر دیکھتے ہی چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک انتہائی شاندار دفتر کا منظر تھا جس میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے سر سلطان بیٹھے ہوئے تھے۔ اور دروازے سے عمران اندر داخل ہو کر اس میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ٹرومین نے جلدی سے ایک اور بٹن دبا دیا۔

" آؤ بیٹھو ------ میں تمہیں فون پر ہی بتا دیتا۔" سر سلطان نے کہا۔

" نہیں۔ موجودہ حالات میں احتیاط اچھی چیز ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تم شاید ذہنی طور پر خاصے اُلجھے ہوئے لگتے ہو۔ حالانکہ اس سے پہلے تمہارے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا۔" سر سلطان نے کہا۔

" سچ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی کڑوا ہوتا جا رہا ہے۔ اور کڑوی چیز بہرحال بدمزہ تو کرتی ہے چاہے سچ ہی کیوں نہ ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ------ تمہارا مطلب شاید اس ٹرومین سے ہے۔ کیا ہوا۔ اس کا پتہ چلا۔" سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" سچ کو تلاش کرنا آسان نہیں ہوتا سر سلطان۔ سچ بڑے دبیز پردوں میں چھپا رہتا ہے۔" عمران نے جواب دیا تو سر سلطان تو بے اختیار سر ہلا کر رہ گئے البتہ ٹرومین کے منہ سے فاتحانہ قہقہہ نکل گیا۔

" تم مجھے تمام عمر تلاش نہ کر سکو گے۔" ٹرومین نے فاتحانہ انداز میں کہا اور بیکی نے بھی اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ اپنے باس کی تائید کر رہا ہو۔"

"لیکن تم سے وہ کہاں چھپ سکتا ہے۔ بہرحال میں نے معلوم کر لیا ہے زیرو گن واقعی پاکیشیا میں موجود ہے۔" سر سلطان نے کہا اور عمران کے ساتھ ساتھ ٹروبین بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اچھا ——— کیا چیز ہے یہ" عمران نے چونک کر کہا۔

"کوئی انتہائی جدید اور ٹاپ سیکرٹ ہتھیار ہے۔ ایسا ہتھیار کہ شاید ابھی تک روسیاہ اور ایکریمیا بھی اس سے واقف نہیں ہیں۔ یہ شوگران کی ایجاد ہے۔ شوگران کے جس سائنسدان نے اسے ایجاد کیا ہے وہ اسے مکمل کرنے سے پہلے ہی ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا۔ شوگران نے اس جدید ترین ہتھیار پر ریسرچ جاری رکھی لیکن یہ ہتھیار ان سے مکمل نہ ہو سکا۔

انہیں نجانے کہاں سے اطلاع ملی کہ ایک پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر قاضی میں اس قدر صلاحیت ہے کہ وہ اسے مکمل کر سکے۔ لیکن ڈاکٹر قاضی شوگران نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ اسے کوئی ایسی بیماری ہے کہ وہ ایک مخصوص درجہ حرارت میں ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ درجہ حرارت میں معمولی سا فرق بھی اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے۔

چنانچہ یہ طے ہوا کہ شوگران زیرو گن کو مکمل کرنے کے لئے پاکیشیا کے ڈاکٹر قاضی کے پاس بھیجے لیکن چونکہ یہ ہتھیار انتہائی ٹاپ سیکرٹ تھا۔ اس لئے شوگران کے صدر نے اس سلسلہ میں باقاعدہ پاکیشیا کے صدر سے ملاقات کر کے ان سے معاملات طے کئے اور یہ طے ہوا کہ اس ہتھیار کا پاکیشیا میں سوائے صدر مملکت، ڈاکٹر قاضی اور ٹاپ سپیشل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عالمگیر کے علاوہ اور کسی کو علم نہ ہو۔ چنانچہ شوگران نے یہ ہتھیار پاکیشیا کے صدر کے حوالے کیا۔ جسے انہوں نے براہ راست ڈاکٹر عالمگیر کے حوالے کیا اور ڈاکٹر عالمگیر نے

اسے ڈاکٹر قاضی تک پہنچا دیا۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر قاضی اسے مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ صرف تھوڑا سا فائنل کام رہتا تھا جو آج مکمل ہو جائے گا اور پھر یہ ہتھیار ڈاکٹر عالمگیر کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور ڈاکٹر عالمگیر اسے پاکیشیا کے صدر کے حوالے کر دیں گے۔ تمہیں معلوم ہے کہ آج رات پاکیشیا کے صدر شوگران کے دورے پہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ صدر مملکت اسے ذاتی طور پر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اور پھر اسے شوگران کے صدر کے حوالے کر دیں گے۔" سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اوہ ——— اسی وجہ سے کسی کو بھی اس کی موجودگی کا علم نہ ہو سکا تھا۔ لیکن مجرموں کو اس ہتھیار کا علم بھی ہو گیا تھا بلکہ وہ اسے حاصل کرنے کے لئے یہاں تک بھی پہنچ گئے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ راز شوگران سے آؤٹ ہوا ہو۔" سر سلطان نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"ظاہر ہے یہاں تو تین کے سوا چوتھا آدمی واقف ہی نہ تھا۔ آپ نے یہ تفصیلی معلومات کیسے حاصل کر لیں۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نے صدر مملکت سے بات کی تھی۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ کس طرح کوئی مجرم تنظیم یہاں اس مقصد کے لئے پہنچی ہے تو وہ بے حد پریشان ہوئے۔ اور اس کے بعد نہ صرف انہوں نے یہ ساری تفصیلات بتائیں بلکہ یہ بھی بتایا کہ اگر یہ ہتھیار شوگران پہنچنے سے پہلے غائب ہو گیا تو پاکیشیا اور شوگران کے انتہائی دوستانہ تعلقات بھی خراب ہو جائیں گے۔ بلکہ ڈاکٹر قاضی نے محنت کر کے اس ہتھیار کو جس طرح مکمل کیا ہے ان کی محنت بھی ضائع ہو جائے

گی اور پاکیشیا کا وقار بھی خراب ہو جائے گا کہ پاکیشیا اس قدر اہم راز کی حفاظت
نہ کر سکا۔" سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔

" سیدھی بات کریں سر سلطان کہ اس ہتھیار کو مکمل کرنے کے بدلے میں
شوگرانی حکومت نے پاکیشیا کو جو مراعات دینے کا معاہدہ کیا ہو گا وہ سب ختم
ہو جائے گا۔"

عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور سر سلطان بھی پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئے۔

" یہ بات بھی ہے۔ ویسے بھی شوگران پوری دنیا میں ہمارا سب سے
بہترین دوست ہے۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

" اوکے۔ لیکن آپ کا چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔" عمران نے ہنستے
ہوئے کہا۔

" تم نے جس وقت سے مجھے کہا ہے کہ وہ ٹرومین تمہیں نہیں مل رہا، میں
پریشان ہو گیا ہوں۔" سر سلطان نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے۔ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اب سچ اتنا بھی کڑوا نہیں ہے
کہ میرے حلق سے نہ اتر سکے۔ سلیمان نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرے
حلق میں موجود ذائقے کی حس ہی ختم کر دی ہے۔" عمران نے کہا اور سر سلطان
کا لٹکا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔

" صدر مملکت نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ جب تک صدر مملکت کا طیارہ ایئرپورٹ
سے پرواز نہ کر جائے سیکرٹ سروس اس زیرو گن کی حفاظت کی ذمہ داری
لے لے۔" سر سلطان نے کہا۔

" ظاہر ہے وہ تو لینی ہی پڑے گی۔ لیکن میرا خیال ہے اس بارے میں
زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹرومین ابھی تک اندھیرے میں

ٹامک ٹوئیاں مارتا پھر رہا ہے۔ اسے خود معلوم نہیں ہے کہ زیرو گن کہاں
ہے۔ اس لئے آج شام تک وہ کیسے اسے حاصل کر سکتا ہے۔ ویسے احتیاطاً
میں اس لیبارٹری کے گرد آدمی تعینات کر دیتا ہوں اور میں خود ڈاکٹر عالمگیر
کے ساتھ رہوں گا۔ پھر ڈاکٹر عالمگیر کے ساتھ ہی میں صدر مملکت تک جاؤں گا۔
ممبرز اس دوران ہماری حفاظت کریں گے۔ اور پھر صدر مملکت کی اپنی سیکورٹی
چارج سنبھال لے گی۔ میرا خیال ہے زیرو گن جیسے ہی صدر مملکت تک پہنچ
جائے گی محفوظ ہو جائے گی۔ اس کے لئے اصل خطرہ لیبارٹری سے صدر
مملکت تک پہنچنے کے دوران ہو سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو میں صدر مملکت کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ ڈاکٹر عالمگیر
کو تمہارے متعلق احکامات دے دیں گے۔" سر سلطان نے کہا۔

" اب دو پوائنٹ رہ گئے۔ ایک تو لیبارٹری کا محل وقوع، دوسرا اس
زیرو گن کا حجم وغیرہ تاکہ میں اس کے مطابق اس کی حفاظت کا بندوبست
کروں۔" عمران نے کہا۔

" میرے ذہن میں پہلے ہی یہ بات موجود تھی کہ تم یہ باتیں پوچھو گے۔"
سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو آپ کو سر کا خطاب ملا ہے کہ دو سر اکٹھے کام کریں تو بہت
سی باتیں سٹور ہو سکتی ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں ایک اور ایک گیارہ۔" عمران نے
کہا اور سر سلطان نے ہنستے ہوئے دراز کھولی اور ایک نقشہ نکال کر عمران کے
سامنے میز پر پھیلا دیا۔ سکرین پر نقشہ صاف نظر آ رہا تھا۔

" یہ لیبارٹری ہے۔ دارالحکومت سے ایک سو ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر
جمرین روڈ پر۔ اوپر ایک کاٹن فیکٹری ہے۔ اور نیچے وہ خفیہ لیبارٹری۔"

سر سلطان نے نقشے پر پنسل سے نشان لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا اس کا راستہ کاٹن فیکٹری میں سے ہے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ کاٹن فیکٹری سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ عام سی کاٹن فیکٹری ہے۔ اور شاید کاٹن فیکٹری والوں کو بھی علم نہیں ہے کہ فیکٹری کے نیچے حکومت کی اس قدر اہم اور انتہائی خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ کاٹن فیکٹری کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا کلب ہے ـــــ یہ بظاہر کاٹن کلب ہے لیکن اس میں موجود تمام لوگ ملٹری انٹیلیجنس کے خصوصی شعبے سے متعلق ہیں۔ اس کلب سے ہی لیبارٹری کو راستہ جاتا ہے۔ اس کلب کے انچارج کرنل جواد ہیں جو بظاہر کلب مینیجر ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ لیبارٹری کے خفیہ راستے کو صرف کرنل جواد کھول سکتے ہیں اور انہیں ہی صرف اس کا علم ہے۔ انہیں بھی تمہارے متعلق اطلاع دے دی جائے گی۔ اور جہاں تک اس ہتھیار کی خاصیت کا تعلق ہے اس بارے میں صرف اتنا ہی علم ہو سکا ہے کہ یہ ایک مخصوص دھات کا چھوٹا سا باکس ہے۔ وہ ہتھیار اس باکس کے اندر اس طرح بند کر دیا گیا ہے کہ اُسے سوائے مخصوص سائنسدانوں کے اور کوئی نہیں کھول سکتا۔ باکس پر صرف زیڈ اور جی دو الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔"

سر سلطان نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ صدر صاحب سے کہہ دیں کہ سب اوکے ہو جائے گا۔ ڈاکٹر عالمگیر کس وقت یہ زیرو گن لے کر لیبارٹری سے نکلیں گے؟"

عمران نے نقشہ اُٹھا کر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ ہتھیار آج شام کو تیار ہو کر ڈاکٹر عالمگیر کے پاس پہنچ جائے گا۔

اور ڈاکٹر عالمگیر اسے رات آٹھ بجے صدر مملکت کے حوالے کر دیں گے۔ صدر صاحب کا طیارہ رات ساڑھے آٹھ بجے شوگران پرواز کر جائے گا۔ یہ پروگرام پہلے سے طے شدہ ہے۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہم لوگ چھ بجے وہاں کاٹن کلب پہنچ جائیں گے۔ آپ یہ پروگرام ڈاکٹر عالمگیر اور اس کرنل جواد تک پہنچا دیں۔ کوڈ وہی مخصوص ہوگا۔ جیسے ہی ڈاکٹر عالمگیر لیبارٹری سے نکل کر کاٹن کلب پہنچیں گے ہم ان کا چارج سنبھال لیں گے۔ ویسے آپ کرنل جواد کو بریف کر دیں کہ وہ ہمارے معاملات میں قطعاً مداخلت نہ کرے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا۔ لیکن کیا تم کار کے ذریعے یہ سفر کرو گے۔" سر سلطان نے کہا۔

"میں آبدوز کے ذریعے بھی کر سکتا ہوں۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔" عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور ٹرومین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

"اب مزید چیکنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ اب عمران سے ہم نے جو کام لینا تھا لے لیا۔" ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس؟" بلیکی نے بھی مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یوں سمجھو ہمارا آدھے سے زیادہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ سب کچھ تو ہمیں معلوم ہو ہی گیا ہے۔ اس لئے اب زیرو گن حاصل کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔" ٹرومین نے کہا۔

" لیکن باس ۔ اس کے لئے کچھ نہ کچھ پلان تو بنانا ہی پڑے گا۔"
بلیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دیکھو۔ ہم نے ہر صورت میں یہ زیرو گن اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے لیبارٹری پہنچنے سے پہلے حاصل کرنی ہے۔ کیونکہ یہ عمران بے حد چالاک اور ہوشیار آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی ایسا چکر چلا دے کہ ہم منہ دیکھتے رہ جائیں۔ اس لئے کسی لمبی چوڑی پلاننگ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ابھی اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ جاتے ہیں اور پھر کرنل جواد سے راستہ کھلوا کر ہم لیبارٹری کے اندر پہنچ جائیں گے۔ پھر وہاں سے زیرو گن حاصل کرنا کوئی مشکل نہ ہو گا۔ اور جب تک عمران کو اس کی اطلاع ملے گی ہم اپنے مخصوص پروگرام کے تحت ملک سے باہر نکل چکے ہوں گے۔ اس لئے میں نے تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ پورا گروپ مکمل طور پر ہوشیار رہے،" ٹرومین نے کہا۔

" ہم تو پوری طرح تیار ہیں باس۔ بس آپ کے حکم کی دیر ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ زیرو گن تو ابھی ڈاکٹر قاضی کے پاس ہو گی اور ابھی اس پر کام باقی رہتا ہے۔ وہ نہ جانے کس وقت اسے ڈاکٹر عالمگیر کے حوالے کرے۔"
بلیکی نے کہا۔

" ڈونٹ وری۔ بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر میں دنیا کے بہترین دماغ موجود ہیں۔ وہ خود ہی اس کی کمی مکمل کر لیں گے۔ ہمیں ہر صورت میں یہ زیرو گن حاصل کرنی ہے۔" ٹرومین نے کہا اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔

" چلیں پھر دیر کس بات کی باس۔ ابھی چلیں" بلیکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ٹرومین بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

تیز گھنٹی کی آواز سنتے ہی بلیک زیرو نے چونک کر سر اٹھایا اور ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ گھنٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اسی لمحے سامنے دیوار پر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔

سکرین پر دانش منزل کے مین گیٹ کا بیرونی حصہ نظر آ رہا تھا۔ وہاں عمران کار کے ساتھ کھڑا نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے عمران کو دیکھتے ہی میز کے کنارے پر لگا ہوا گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ اور سکرین آف ہو گئی۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران آپریشن روم کے دروازے میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو ہی رہا تھا کہ یکلخت آپریشن روم میں تیز بزر بجنے کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

" یہ آپریٹس کیوں کال دے رہا ہے۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو خود بھی انتہائی حیرت سے چھت

کے درمیان لگے ہوئے اس مخصوص ساخت کے بزر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اس کے بجنے پر شدید حیرت ہو رہی ہو۔

" آپ کے کمرے میں آتے ہی یہ بزر بج اٹھا ہے۔ کوئی چیکنگ آپریٹس آپ کے پاس ہے۔" بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" میرے پاس۔ نہیں تو" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ لیکن جیبوں میں ظاہر ہے ایسی کوئی چیز نہ تھی۔ لیکن بزر مسلسل بج رہا تھا۔

" اوہ۔ یہ کیا چکر ہے۔ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا۔

وہ لباس اتار کر آپریشن روم سے باہر پھینکتا جا رہا تھا لیکن بزر اسی طرح بج رہا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہ ہوا تھا۔ اب تو عمران کا چہرہ بھی حیرت کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد صرف وہ انڈرویئر میں کھڑا تھا۔ اور تمام لباس آپریشن روم سے باہر برآمدے میں پہنچ چکا تھا لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہ ہوا تھا۔ بزر مسلسل بجے چلا جا رہا تھا۔

" لباس میں بھی کچھ نہیں ہے ورنہ اس کے کمرے سے باہر جاتے ہی بزر خاموش ہو جاتا" بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" ایسا تو میں نے احتیاطاً کیا ہے ورنہ یہ لباس تو آج ہی صبح سلیمان ڈرائی کلینر سے لے کر آیا تھا۔ ایسا کرو اسے۔ ٹی۔ آر لے آؤ لیبارٹری سے۔ جلدی کرو۔ نجانے کیا چکر ہو۔ اس لئے میں خود لیبارٹری میں نہیں جانا چاہتا۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا تیزی سے ملحقہ دروازے

کی طرف دوڑ پڑا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا اپنے ہی جسم کو بغور دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس کا جسم صاف تھا وہاں کسی قسم کا کوئی بٹن وغیرہ موجود نہ تھا۔

" یہ کیا چکر ہو سکتا ہے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور بلیک زیرو ایک مستطیل شکل کی مشین جو ٹرالی پر فٹ تھی، دھکیلتا ہوا آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اس نے مشین کو عمران کے قریب روکا اور پھر اس کی سائیڈ میں موجود ایک لچھے دار تار اس نے دیوار میں موجود پاور پلگ سے منسلک کر دی۔ اور پاور آن ہونے والا بٹن دبا دیا۔

مشین پر موجود بے شمار چھوٹے بڑے بلب جل اٹھے اور مشین پر موجود چار بڑے بڑے ڈائلوں میں موجود سوئیاں تھرتھرانے لگیں۔ مشین میں سے ہلکی ہلکی گونج نکل رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر مشین کی سائیڈ پر ہک سے لگا ہوا ایک مائیک نما آلہ نکالا جو ایک باریک لچھے دار تار کے ساتھ مشین کے ساتھ منسلک تھا اور پھر اس کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن دبا کر اس مائیک نما آلے کو سر کے قریب لے آیا۔ اس کی نظریں مشین کے ڈائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر وہ اسے سر سے پیروں تک لے آتا گیا۔ لیکن سوئیاں اسی طرح ساکت تھیں۔ پھر عمران ۔۔۔ دوسرے پیر سے اسے اوپر سر تک لے گیا لیکن سوئیاں ویسے ہی رہیں۔ البتہ بزر ابھی تک مسلسل بجے چلا جا رہا تھا۔

" بلیک زیرو تم اسے ٹی آر سے میری پشت چیک کرو" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے مائیک نما آلہ لیا اور پھر عمران کے عقب میں پہنچ کر اس نے

چیکنگ شروع کر دی لیکن اسے ٹی آر نے کوئی کاشن نہ دیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ کیا یہ آپریٹس چیکنگ مشین خراب ہو گئی ہے" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تو یہی سوچنا پڑے گا" بلیک زیرو نے کہا۔

"خواہ مخواہ مجھے لباس اتارنا پڑا۔ پہلے لباس تو پہن لوں۔ پھر اس کو بھی چیک کرتا ہوں۔" عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

لیکن جیسے ہی وہ مڑا۔ اے ٹی آر مشین سے یکلخت سیٹی کی سی آواز گونجی۔ اور عمران اچھل کر مشین کی طرف مڑا۔ تو مشین ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔ اس کے ایک ڈائل کی سوئیاں جو تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔ دوبارہ واپس آ گئیں۔

"اوہ۔ یہ کیا طلسم ہوشربا بن گیا ہے" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر وہ دروازے کی طرف مڑا اور اس کے مڑتے ہی مشین سے ایک بار پھر پہلے جیسی سیٹی کی آواز نکلی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر مشین کے پاس حیرت سے بت بنے ـــ بلیک زیرو سے آلہ لے لیا۔ اور پھر اس نے اپنے دائیں بازو کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

آلہ جیسے ہی اس کی کلائی سے ذرا اوپر پہنچا۔ مشین سے سیٹی کی آواز نکلی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

بلیک زیرو کا حیرت کے مارے برا حال تھا۔ جس جگہ آلہ چیکنگ آپریٹس کا کاشن دے رہا تھا۔ وہاں بازو بالکل صاف تھا۔ سوائے باریک روئیں کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ عمران اب آلے کو وہیں رکھے غور سے اے ٹی آر

مشین کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے آلہ ہٹایا اور اسے بلیک زیرو کو دے دیا۔

"جو کچھ بھی ہے، کھال کے اندر ہے لیکن خطرناک نہیں ہے، ورنہ بم ڈائل حرکت میں آ جاتا" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اسی طرح تیزی سے اس ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے بلیک زیرو اے ٹی آر مشین لے کر آیا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دانش منزل کی لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک اور مشین کے اوپر سے کپڑا ہٹایا۔ یہ مشین دیوار میں نصب تھی اور پھر اسے آن کر دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔

عمران نے مشین میں سے ایک بڑا سا جار باہر نکالا اور اپنا بازو اس جار کے اندر ڈال کر اس نے اسے فکس کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک ہاتھ سے کام کر رہا تھا کیونکہ دوسرا ہاتھ کہنی تک جار میں تھا۔

اسی لمحے بلیک زیرو بھی پہنچ گیا اور پھر اس نے مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔ جار کے منہ پر اسفنج ٹائپ کی کوئی چیز تھی جو عمران کے بازو سے لپٹ گئی۔ اور اب جار کا منہ بالکل بند ہو گیا تھا۔

"الیون تھرٹی زیرو پر ناب رکھ کر مشین آن کر دو" عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

دوسرے لمحے شفاف جار میں ہلکے براؤن رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ پلک جھپکنے میں عمران کا جار کے اندر موجود بازو کا حصہ اس دھوئیں میں غائب ہو گیا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے بے پناہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے بازو کی کھال کو تیز بلیڈوں کی مدد سے

انار رہا ہو۔ لیکن چند لمحوں بعد تکلیف کا احساس ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دھواں بھی آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔

عمران اور بلیک زیرو دونوں کی نظریں اس جار پر جمی ہوئی تھیں جیسے ہی جار کا شیشہ صاف ہوا۔ عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی بری طرح چونک پڑے۔ جالی کی تہہ میں انسانی کھال کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا پڑا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران نے تیزی سے اپنے بازو کو دیکھا لیکن بازو پہلے کی طرح صاف تھا۔ اس پر زخم کا نشان نہ تھا۔

"مشین بند کر دو۔" عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے مشین آف کر دی۔

عمران نے دوسرے ہاتھ سے جار کا منہ کھولا اور پھر بازو اس میں سے باہر نکال کر اس جگہ پر اپنی انگلیاں پھیریں جہاں اسے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ لیکن وہ جگہ بالکل صاف تھی۔ عمران نے جار کے اندر ہاتھ نکالا اور وہ کھال کا ٹکڑا باہر نکال لیا۔ یہ بالکل انسانی کھال جیسا ٹکڑا تھا اور اس کا رنگ بھی عمران کی رنگت سے بالکل ہم آہنگ تھا۔ اس پر اسی طرح باریک باریک رواں اور مسام نظر آ رہے تھے۔

"یہ کیا چیز ہے۔ یہ تو بالکل ہی آپ کی کھال کا ٹکڑا نظر آ رہا تھا۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود حیران ہوں۔ میرے لئے بھی یہ بالکل نئی چیز ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اس ٹکڑے کو لئے ایک اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کے سامنے کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھ کر سب سے پہلے اس نے مشین کی سائیڈ میں ایک خانہ کھولا اور کھال کا وہ ٹکڑا اس نے

اس خانہ کے اندر ایک پلیٹ پر رکھا اور پھر خانہ بند کر کے اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور پھر اس کے کئی بلب یکلخت جلنے بجھنے لگے۔ اور ڈائل پر سوئیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ مشین پر چھوٹے بڑے آٹھ ڈائل تھے جن میں سے چار کی سوئیاں حرکت کر رہی تھیں اور باقی چار ساکت تھیں۔ عمران غور سے ان ڈائلوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی۔ اور خانہ کھول کر اس نے وہ ٹکڑا دوبارہ اٹھا دیا۔

"یہ کیا چیز ہے۔" بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بہت خوفناک اور انتہائی جدید ترین چیز ہے بلیک زیرو۔ انتہائی خوفناک۔ اس کے اندر سے ایل تھرٹی ریز نکلتی ہیں جن کے ذریعے کسی بھی ریسیونگ سیٹ پر نہ صرف میری آواز سنائی دے سکتی ہے بلکہ میری اور اس سارے ماحول کی پوری تصویر بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے اس وقت بھی ایسا ہو رہا ہو۔"

عمران نے کہا اور اٹھ کر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک عجیب و غریب دھات کا باکس نکالا اور باکس کھول کر اس میں وہ ٹکڑا رکھ کر اس نے باکس کو واپس الماری میں رکھ کر الماری بند کر دی۔

"لیکن یہ آپ کے جسم سے کیسے چمٹا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ ٹرڈین کا کام ہے۔ اس نے لڑتے ہوئے اسے میرے بازو پر چپکا دیا اور خود فرار ہو گیا۔ اس وقت میں بےحد حیران تھا کہ وہ فرار کیوں ہو گیا ہے۔ لیکن اب بات سمجھ میں آ گئی ہے اور ساتھ ہی اس کے خط کا

عقدہ بھی کھل گیا کہ وہ کس تعاون کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔" عمران نے آپریشن روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا اس نے آپ کے جسم کی کھال کے ہم رنگ ٹکڑا پہلے سے تیار کر رکھا تھا"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں۔ لازماً یہ ٹکڑا صاف شفاف ہوگا اور جس کھال سے اس کو چپکایا جائے۔ یہ اسی کا رنگ اختیار کر کے اسے جذب کر لیتا ہوگا۔ بہرحال واقعی یہ بالکل ہی انوکھی اور عجیب ترین چیز ہے۔ فلیک کے پاس سکسٹی ون ڈکٹا فون دیکھ کر مجھے پہلی بار اندازہ ہوا تھا کہ بلیک تھنڈر خاصی ایڈوانس تنظیم ہے لیکن یہ چیز دیکھ کر تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ تنظیم سائنس میں ہمارے تصور سے بھی کہیں آگے ہے"۔ عمران نے آپریشن روم میں پہنچ کر کپڑے پہنتے ہوئے کہا۔

"واقعی عمران صاحب! لیکن اس چیز سے آخر کوئی مقصد بھی تو حاصل کیا گیا ہوگا"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"ویسے میری چھٹی حس تو بار بار مسلسل سائرن بجا رہی ہے لیکن اس کی وجہ اب سمجھ میں آئی ہے"۔ عمران نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہوا جیسے اس کے پیروں تلے ایٹم بم پھٹ گیا ہو۔

"کیا ہوا"۔ بلیک زیرو بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ جلدی کرو۔ بلیک زیرو دانش منزل کا آٹومیٹک سسٹم آن کردو اور میرے ساتھ آؤ۔ جلدی۔ فوراً"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور آپریشن روم سے نکل کر بے تحاشا انداز میں باہر موجود

اپنی کار کی طرف دوڑ پڑا۔

اور بلیک زیرو عمران کی یہ حالت دیکھ کر گھبرائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنے لگا۔ عمران کو اس نے آج سے پہلے کبھی اس بری طرح گھبرائے ہوئے انداز میں نہ دیکھا تھا۔ بڑے سے بڑے بحرانوں اور مشکلات میں بھی وہ مطمئن رہتا تھا۔ لیکن اس وقت عمران کی حالت یکسر مختلف تھی۔ بہرحال اس نے جلد ہی اپنے آپ پر کنٹرول کیا اور پھر دانش منزل کا آٹومیٹک حفاظتی نظام آن کر کے وہ بھی بھاگتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی کار گیٹ کے سامنے رکی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے ریموٹ کنٹرولر لے لیا تھا کیونکہ اس کے بغیر وہ آٹومیٹک نظام کی وجہ سے خود بھی واپس اندر نہ آ سکتے تھے۔ کار میں بیٹھ کر اس نے ریموٹ کنٹرولر سے پھاٹک کھولا اور پھر جیسے ہی عمران کی کار پھاٹک سے باہر نکلی۔ اس نے پھاٹک بند کر دیا۔

عمران کا چہرہ آگ کی طرح تپا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور وہ کار کو اس طرح سڑک پر دوڑا رہا تھا جیسے وہ کار کی بجائے ہوائی جہاز چلا رہا ہو۔

"ہوا کیا ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو"۔ عمران نے ایسے انداز میں غراتے ہوئے جواب دیا کہ بلیک زیرو سہم کر خاموش ہو گیا۔

سیاہ رنگ کی تین کاریں انتہائی تیز رفتاری سے آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ سب سے آگے دوڑنے والی کار کے سٹیرنگ پر ٹرومین بیٹھا ہوا تھا اس کی سائیڈ سیٹ پر بلیکی بیٹھا ہوا تھا اور پیچھے دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

کاروں کی رفتار خاصی تیز تھی لیکن اس کے باوجود وہ قانونی حد رفتار کے اندر ہی دوڑ رہی تھیں۔ ٹرومین نہیں چاہتا تھا کہ زیادہ سپیڈ کی وجہ سے پولیس انہیں روک کر چیکنگ کرے۔

میلوں پر میل گزرتے جا رہے تھے اور انہیں دارالحکومت سے چلے ہوئے ایک گھنٹے سے اوپر ہو گیا تھا۔ اور پھر دور سے انہیں ایک وسیع و عریض بورڈ سڑک کے کنارے لگا ہوا نظر آیا۔ جس پر کسی کاٹن فیکٹری کا نام لکھا ہوا تھا۔ اور ٹرومین نے اس بورڈ کو دیکھتے ہی رفتار کم کر دی۔

”یہی ہے وہ کاٹن فیکٹری۔“ ٹرومین نے کہا اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کاٹن فیکٹری کے بڑے گیٹ کے سامنے سے گزرے۔

فیکٹری شاید سیزن نہ ہونے کی وجہ سے بند تھی۔ کیونکہ نہ صرف اس کا گیٹ بند تھا بلکہ وہاں کوئی آدمی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ فیکٹری سے ملحق ایک خاصی بڑی عمارت تھی۔ عمارت ایک منزلہ تھی۔ البتہ اس کی چار دیواری خاصی اونچی تھی۔ اس کا گیٹ بھی بند تھا۔ ٹرومین نے کار اس گیٹ کے قریب جا کر روک دی۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

پچھلی کاریں رکنے کی بجائے تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں اور پھر وہ عمارت کی سائیڈ میں موجود کھلے میدان میں گھوم کر نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ ٹرومین کی کار میں موجود افراد اندر ہی رہے البتہ بلیکی اس کے ساتھ ہی باہر آ گیا تھا۔ وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔

پھاٹک کی سائیڈ پر کاٹن کلب کا بڑا سا بورڈ موجود تھا۔ ٹرومین نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک صحت مند نوجوان باہر آ گیا۔ وہ حیرت سے کار اور ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔

”کلب منیجر جواد صاحب سے ملنا ہے۔“ ٹرومین نے بڑے با اخلاق لہجے میں کہا۔

”آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟“ نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

”تو کیا ساری تفصیلات ہمیں باہر ہی بتانی پڑیں گی۔ آپ جواد صاحب سے کہیں کہ شکر گڑھ سے ان کے عزیز آئے ہیں، میرا نام اسلم ہے“ ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اطلاع کرتا ہوں۔“ نوجوان نے کہا اور پھر کھڑکی سے

واپس اندر چلا گیا۔ البتہ کھڑکی اس نے اندر سے بند کر دی تھی۔

چند لمحوں بعد کھڑکی دوبارہ کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا باہر نکل آیا۔ وہ پہلے والا نوجوان بھی اس کے پیچھے تھا۔

"مجھے اسلم کہتے ہیں۔ آپ یقیناً جواد صاحب ہیں۔" ٹرومین نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے جواد کہتے ہیں لیکن آپ کون ہیں۔"

جواد نے غور سے ٹرومین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ادھر کار میں ایک محترمہ موجود ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں آیئے۔" ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کار کی طرف اشارہ کیا۔ جس کے پچھلے شیشے بند تھے لیکن وہ چونکہ کلرڈ تھے۔ اس لیے باہر سے یہ نہ دیکھا جا سکتا تھا کہ اندر کون ہے

"محترمہ اور مجھ سے ملنے" جواد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن لاشعوری طور پر وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔

ٹرومین اس کے ساتھ تھا۔ اس نے خود ہی کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس نے جواد کو زور سے اندر دھکیل دیا۔ اسی لمحے کٹک کی آواز کے ساتھ ہی کرنل جواد کا ساتھی جو ابھی تک پھاٹک کے باہر کھڑا تھا۔ چیخ مار کر نیچے گرا۔

یہ فائر بلیکی کی طرف سے ہوا تھا۔ اس نے جیب کے اندر سے فائر کیا تھا۔ اور گولی ٹھیک اس آدمی کے دل پر لگی تھی۔

ادھر جواد جیسے ہی ٹرومین کے دھکیلنے سے اندر گرا اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور ساتھ ہی اسے بجلی کی سی تیزی سے اندر گھسیٹ لیا

گیا۔ اور ٹرومین نے کار کا دروازہ ایک دھماکے سے بند کر دیا اور دوڑ کر سٹیئرنگ والی سائیڈ کی طرف بڑھا۔ جبکہ بلیکی نے انتہائی تیز رفتاری سے اس نوجوان کو اٹھایا اور پھر اس کے ہاتھ کے اشارے سے کار کی ڈگی کھلی اور بلیکی نے اس نوجوان کو اندر ٹھونس دیا۔ اس کے سینے سے خون بہہ رہا تھا اور شاید ابھی وہ زندہ تھا۔ لیکن بلیکی نے بجلی کی سی تیزی سے اسے اندر ٹھونس کر ڈگی بند کی اور دوسرے لمحے دوڑ کر وہ سائیڈ سیٹ پر آ گیا اور ٹرومین نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ اور پھر عمارت کی سائیڈ میں کھلے میدان کی طرف موڑ دی۔

وہاں دونوں کاریں موجود تھیں۔ کار موڑتے ہوئے بلیکی نے ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر لہرایا اور پھر اس کے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کاروں کے دروازے کھلے اور ان میں سے آٹھ آدمی نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے کلب کے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ ان کی کمروں پر چھوٹے چھوٹے تھیلے لٹکے ہوئے تھے۔

ٹرومین نے ان دونوں کاروں کے پیچھے کار روک دی اور پھر اچھل کر نیچے اترا۔ بلیکی اور کار میں موجود دوسرے افراد بھی باہر نکل آئے۔

"تم سب اندر جاؤ، میں اسے دیکھتا ہوں" ٹرومین نے چیخ کر بلیکی اور دوسرے ساتھیوں سے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے کلب کی طرف دوڑ پڑے

ٹرومین نے پچھلی سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے کرنل جواد کو باہر گھسیٹا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور جواد کے چہرے پر اس قدر زوردار تھپڑ پڑا کہ وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

ٹرومین نے اس کی گردن کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور اسے فضا میں اٹھا

کر دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کی دونوں پنڈلیاں پکڑ کر دونوں ہاتھوں کو مخالف سمتوں میں گھمایا تو کرنل جواد کے حلق سے بھیانک چیخیں نکلنے لگیں۔

"خاموش ہو جاؤ۔ آواز نکالی تو توڑ کر رکھ دوں گا۔" ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا اور کرنل جواد کے حلق سے نکلنے والی چیخیں یکلخت اس طرح تھم گئیں جیسے وہ زندگی بھر کبھی چیخا ہی نہ ہو۔ البتہ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ اس کی حالت اس قدر خراب تھی کہ باوجود اس کے کہ اس کے دونوں بازو آزاد تھے وہ انہیں حرکت میں بھی نہ لا سکتا تھا۔

"سنو۔ تم نے میری طاقت کا بہ معمولی سا مظاہرہ دیکھ لیا ہے۔ اگر تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی تو ایک لمحے میں جسم کی ساری ہڈیاں توڑ دوں گا۔"

ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے اور کرنل جواد ایک دھماکے سے پشت کے بل زمین پر گرا۔ ٹرومین اس پر جھکا اور دوسرے لمحے اس نے کرنل جواد کو الٹا کر اس کی پشت پر پیر رکھ دیا۔

"اسی طرح پڑے رہو۔ خبردار اگر حرکت کی اور کرنل جواد کا کانپتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ اس نے شاید خوف کی وجہ سے کانپنا چھوڑ دیا تھا یا پھر وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

چند لمحوں بعد بلیکی دوڑتا ہوا آیا۔

"آئیے باس۔ کلب میں آٹھ افراد موجود تھے۔ وہ سب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔" بلیکی نے کہا اور ٹرومین نے کرنل جواد کی پشت سے پیر ہٹایا لیکن کرنل جواد اسی طرح ساکت پڑا رہا۔ ٹرومین نے اسے پلٹا تو اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔ کرنل جواد واقعی بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اسے اٹھا لاؤ۔ جلدی کرو۔" ٹرومین نے کہا اور واپس پھاٹک کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ پھاٹک کے اندر داخل ہو کر عمارت کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کے سارے ساتھی برآمدے میں موجود تھے۔

"راستہ کس جگہ ہو سکتا ہے۔ چیک کیا تم نے پامر" ٹرومین نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ ادھر تیسرے کمرے کی ساخت بتا رہی ہے کہ راستہ یقیناً ادھر سے ہی ہو گا۔" اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹرومین دوڑتا ہوا اس کمرے میں پہنچا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ لیکن ہر قسم کے فرنیچر سے خالی تھا فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔

"کیسے اندازہ کیا کہ راستہ اس کمرے سے ہو سکتا ہے۔" ٹرومین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ بائیں طرف کی دیوار کی موٹائی باقی دیواروں سے بہت زیادہ ہے جبکہ اس دیوار کی دوسری طرف لان ہے۔ یقیناً یہ دو دیواروں کو ملا کر بنائی گئی ہے۔ ایک دیوار اوپر یا نیچے غائب ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی فرش کا یہ حصہ بھی آپ نے دیکھا کہ قالین کے درمیان میں جوڑ ہے حالانکہ جوڑ کبھی قالین کے درمیان میں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرش کا آدھا حصہ بھی دیوار کے ساتھ ہی غائب ہو جاتا ہو گا۔" پامر نے کہا۔ اور ٹرومین نے سر ہلا دیا۔ بلیکی بھی اس دوران کرنل جواد کو اٹھائے وہاں پہنچ چکا تھا۔

"اسے یہاں لٹاؤ اور جا کر اس کے دفتر کی تلاشی لو۔ یقیناً کوئی ٹرانسمیٹر وغیرہ ہو گا۔ جس کے ذریعے یہ اندر سے رابطہ قائم کرتا ہو گا۔" ٹرومین نے کہا اور بلیکی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ ٹرومین نے اچھل کر فرش پر بے ہوش

پڑے ہوئے کرنل جواد کی پسلیوں پہ ٹھوکر ماری اور پھر جیسے اس کی ٹانگ مشین میں تبدیل ہو گئی۔ وہ مسلسل ٹھوکریں مارتا جا رہا تھا۔ اور پھر تقریباً آٹھویں ٹھوکر پہ کرنل جواد نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

ٹرومین نے یہ ٹھوکریں بہت آہستہ ماری تھیں۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی قوت زیادہ لگا دی تو کرنل جواد بے ہوشی کے دوران ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ اسے صرف ہوش میں لانا چاہتا تھا۔

"ک۔ک۔ کون ہو تم۔" کرنل جواد نے کراہتے ہوئے کہا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" ٹرومین نے غراتے ہوئے کہا اور کرنل جواد اٹھنے لگا۔ اس کا توازن درست نہ تھا اس لئے وہ لڑکھڑا رہا تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اُٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

لیکن اسی لمحے ٹرومین کا ہاتھ گھوما اور کرنل جواد چیختا ہوا کسی گیند کی طرح اچھل کر دس قدم دور فرش پہ جا گرا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا تھا۔ اس کے منہ سے دانت پھلجھڑیوں کی طرح باہر قالین پہ آ گرے تھے۔

"دوسرا تھپڑ تمہاری روح کو اسی طرح باہر نکال دے گا جیسے تمہارے دانت باہر نکلے ہیں۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" ٹرومین نے آگے بڑھ کر اس کے سر پہ پہنچتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم کون ہو۔" کرنل جواد نے پھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اب اس کی آنکھوں اور چہرے پر بے پناہ خوف کے آثار تھے۔

"لیبارٹری کے اندر کتنے آدمی کام کرتے ہیں۔" ٹرومین نے تیز لہجے میں

کہا۔

"لیبارٹری — کیسی لیبارٹری۔" کرنل جواد کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا کسی گیند کی طرح اچھلا اور ایک دھماکے سے پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"اب پتہ چلا میں کس لیبارٹری کی بات کر رہا ہوں۔ جو کاٹن فیکٹری کے نیچے ہے۔ اور جس کا انچارج ڈاکٹر عالمگیر ہے۔ اور جہاں ڈاکٹر قاضی کام کرتا ہے۔" ٹرومین نے چیختے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے جھک کر کرنل جواد کو گردن سے پکڑ کر اسے یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے وہ کوئی چھوٹا سا کھلونا ہو۔

"ب۔ بب بارہ۔" کرنل جواد نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا اور ٹرومین کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"میں تمہاری ایک ایک ہڈی ہاتھوں سے توڑ سکتا ہوں کرنل جواد۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو میرے احکام کی تعمیل کرو۔" ٹرومین نے اسے قالین پر دھکیلتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ اندر لیبارٹری میں موجود ڈاکٹر قاضی کے پاس زیرو گن ہے جو اس نے ڈاکٹر عالمگیر کو دینی ہے اور ڈاکٹر عالمگیر نے اسے پاکیشیا کے صدر تک پہنچانا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ سائنسدان کسی ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں اور ہمارے پاس لیبارٹری میں داخل ہونے اور وہاں موجود ہر قسم کے حفاظتی نظام کے خاتمے کے لئے مکمل سامان موجود ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ لیبارٹری کا راستہ اس کمرے سے جاتا ہے۔ ہم اگر چاہیں تو پوری لیبارٹری تباہ کر کے زیرو گن لے جا سکتے ہیں لیکن اگر ہمیں تم زیرو گن یہیں

منگوا دو تو ہم یہیں سے واپس چلے جائیں گے۔ بولو کیا چاہتے ہو تم۔ مکمل تباہی یا۔۔۔" ٹروین نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں غداری نہیں کر سکتا۔ مجھے موت منظور ہے" کرنل جواد نے یکلخت ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یو نان سنس ــــ سن آف بچ۔ تم انکار کر رہے ہو" ٹروین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اچھل کر پوری قوت سے لات قالین پر پڑے ہوئے کرنل جواد کی پسلیوں پر ماری۔ کرنل جواد کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ اس بری طرح تڑپنے لگا جیسے مچھلی پانی سے باہر نکل کر تڑپتی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم ساکت ہو گیا اور گردن ٹیڑھی ہو گئی اس کے منہ سے خون کا فوارہ سا باہر کو ابلا تھا اور وہ ختم ہو چکا تھا۔

"اوہ ــ نان سنس ــــ اتنی جلدی مر گیا" ٹروین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کرنل جواد کے اس طرح جلد مر جانے پر شدید غصہ آ گیا ہو۔

"یہ ٹرانسمیٹر ہے باس۔ یہ سنگل فریکوئنسی کا ہے" بلیکی نے کہا جو اس کی پشت پر کھڑا تھا۔

"گولی مارو اب ٹرانسمیٹر کو۔ صرف دو آدمی باہر رہیں۔ اب میں اس پوری لیبارٹری کو اڑا دوں گا۔ یہ راستہ کھولو اور ٹیک بموں کی بارش کر دو" ٹروین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پامر سر ہلاتا ہوا باہر کو دوڑ پڑا۔

چند لمحوں بعد آٹھ افراد اندر داخل ہوئے۔ پامر نے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکالا اور ہاتھ گھما کر اس کو دیوار پر دے مارا۔ وہ سب قالین کے جوڑ کی سائیڈ پر کھڑے تھے۔

ایک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے واقعی فرش کا آدھے سے زیادہ حصہ

دیوار سمیت غائب ہو گیا۔ اب نیچے باقاعدہ سڑک سی جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ جس کی دوسری طرف دیوار میں ایک بہت بڑا فولادی دروازہ تھا۔ جس پر سرخ رنگ کی شعاعیں اس طرح دوڑ رہی تھیں جیسے وہ اس دروازے پر رقص کر رہی ہوں۔ وہ سب دوڑتے ہوئے اس دروازے کی طرف بڑھے۔ اور پامر نے تھیلے میں سے ایک گول سا ڈبہ نکالا۔ اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے ڈبہ دروازے کی طرف اچھال دیا۔

ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے وہ فولادی دروازہ اس طرح اکھڑ کر اور دوہرا ہو کر پیچھے جا گرا جیسے وہ فولاد کی بجائے گتے کا بنا ہوا ہو۔ آگے ایک کافی چوڑی سی سرنگ سی جا رہی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی ٹروین آگے بڑھے اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

"کون ہے۔ کیا ہو رہا ہے" اچانک راستے کے اختتام پر ایک بوڑھا آدمی نظر آیا۔

"خبردار ــــ ہاتھ اٹھا دو ڈاکٹر عالمگیر" ٹروین نے یکلخت جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا جبکہ بلیکی نے بغل سے مشین گن نکال لی تھی اور پلک جھپکنے میں وہ اس بوڑھے آدمی کے سر پہ پہنچ گئے۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم" اس بوڑھے کی آنکھیں انہیں دیکھ کر حیرت اور خوف سے پھٹ گئی تھیں۔

"جاؤ۔ اندر جو نظر آئے اڑا دو۔ ہر چیز تباہ کر دو" ٹروین نے اپنے ساتھیوں سے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما اور وہ بوڑھا چیخ کر نیچے گرا۔ ایک لمحہ تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

ٹرومین کے ساتھی اندر جا چکے تھے جبکہ ٹرومین وہیں رک گیا تھا۔ اندر سے بے تحاشا فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اور ٹرومین ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

"باس ـــــ یہ زیرو گن۔" اسی لمحے بلیکی کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں دس مکعب انچ کا کسی عجیب سی دھات کا ایک چوکور ڈبہ تھا۔ جو ہر طرف سے بند تھا۔

"کہاں سے ملا۔" ٹرومین نے جلدی سے اسے بلیکی کے ہاتھ سے جھپٹتے ہوئے کہا۔

"یہ ساتھ ہی ایک کمرہ ہے دفتر جیسا۔ اس کی میز پر پڑا تھا۔ شاید اس بوڑھے کا دفتر تھا۔" بلیکی نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے ڈاکٹر قاضی نے اسے مکمل کر کے اسے دے دیا تھا۔ ویری گڈ۔ اور یہ تو ویسے ہی مر چکا ہے۔ بلاؤ باقی ساتھیوں کو۔ اب ہم نے فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔" ٹرومین نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔ اور بلیکی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

ٹرومین نے ڈبے کو الٹ پلٹ کر دیکھا اس پر واقعی زیڈ اور جی کے حروف سرخ رنگ سے لکھے ہوئے تھے۔

اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر اس کے سارے ساتھی پہنچ گئے۔

"باس۔ سارے آدمی مارے جا چکے ہیں البتہ یہ لیبارٹری بیحد وسیع اور شاندار ہے۔ کیا اس پوری لیبارٹری کو اڑانا ہے۔" پامر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا مقصد حل ہو گیا ہے۔ لیبارٹری اڑنے کے دھماکے

سے ارد گرد کے لوگ اکٹھے ہو جائیں گے جبکہ ہم اب خاموشی سے نکل سکتے ہیں۔ آؤ چلو۔"

ٹرومین نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب کلب میں پہنچے اور پھر دوڑتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔

عمران مسلسل اور انتہائی رفتار سے کار دوڑاتا ہوا جب کاٹن فیکٹری سے ملحقہ کاٹن کلب کے گیٹ پر پہنچا تو گیٹ بند تھا اور بظاہر کوئی خلاف معمول سرگرمی نظر نہ آ رہی تھی۔

عمران نے گیٹ کے سامنے کار روکی اور اتر کر گیٹ کی طرف دوڑ پڑا ظاہر ہے بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ ہی تھا لیکن اسے ابھی تک کسی تفصیل کا علم ہی نہ تھا اور نہ ہی اسے عمران کے یہاں آنے کے مقصد کا علم تھا۔ لیکن عمران کی پہلی گھرکی کے ساتھ ہی اس نے دم سادھ لیا تھا اور تقریباً ایک سو ساٹھ کلو میٹر کے سفر کے دوران کار میں مکمل خاموشی طاری رہی تھی البتہ عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ جو کچھ وہ سوچ رہا ہے وہ انتہائی خوفناک ہے۔

عمران نے کال بیل بجانے کے لئے ہاتھ بٹن کی طرف اٹھایا ہی تھا کہ یکلخت چونک کر آگے بڑھا۔ پھاٹک کی ذیلی کھڑکی پر اس کی نظریں پڑ گئیں

تھیں جو بظاہر بند نظر آ رہی تھی لیکن قریب سے دیکھنے پر اندازہ ہوا کہ اس میں اتنی درز موجود ہے کہ اسے بند نہیں کہا جا سکتا۔

عمران نے جلدی سے کھڑکی پر ہاتھ مارا تو کھڑکی کھل گئی۔ اور یہاں پہنچنے کے بعد عمران کے چہرے پر ہلکے سے اطمینان کے جو آثار پیدا ہوئے تھے وہ یکلخت بدل گئے۔ عمران اچھل کر گیٹ میں داخل ہوا اور پھر دوڑتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ اس بڑے کمرے کے کھلے ہوئے دروازے پر کھڑے تھے جس میں آٹھ افراد کی لاشیں اس طرح ڈھیر ہوئی پڑی تھیں جیسے کسی خوفناک ایکسیڈنٹ کے بعد مرنے والوں کی لاشیں اکٹھی کر کے رکھی جاتی ہیں۔

ان لاشوں کو دیکھتے ہی بلیک زیرو کا چہرہ بھی بگڑ گیا۔ اب اسے اس خوفناک صورت حال کا اندازہ ہو گیا تھا جس سے عمران گزر رہا تھا۔ عمران نے ایک نظر لاشوں پر ڈالی اور پھر بھاگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ بلیک زیرو نے ظاہر ہے اس کی پیروی کرنی تھی۔ لیکن اب اس کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا تھا۔

پھر وہ ایک اور بڑے کمرے میں پہنچے جہاں سے سرنگ سی نیچے جا رہی تھی اور ایک فولادی دروازہ مڑ تڑ کر گرا پڑا تھا۔ عمران بے تحاشا دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس کی نظریں سرنگ کے درمیان پڑے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کے جسم پر پڑیں جو ساکت پڑا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس پر جھک گیا۔

"یہ زندہ ہے۔ میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔ تم اندر لیبارٹری چیک کرو۔" عمران نے چیختے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران نے بوڑھے کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں ۔ بوڑھا بالکل ایسے ہی پڑا تھا جیسے مر چکا ہو۔ لیکن جب عمران نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اسے معمولی سی حرکت کا احساس ہو گیا۔ بوڑھا بالکل کمزور آدمی تھا اس لئے اس کی بے ہوشی موت کے برابر ہی تھی۔ اور اس کی اسی کمزوری کو دیکھ کر عمران نے اسے ہوش میں لانے والا زود اثر نسخہ یعنی منہ اور ناک بیک وقت بند نہ کیے تھے کیونکہ اس طرح اس کے ہوش میں آنے کی بجائے اُلٹا مر جانے کا ہی خدشہ تھا۔ اس لئے عمران نے اس کے دل والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر مخصوص انداز میں تیزی سے ہاتھ چلانا شروع کیا۔

چند لمحوں بعد ہی بوڑھے کے جسم میں ہلکی سی حرکت پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ اسی لمحے بلیک زیرو دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"عمران صاحب! اندر تو خوفناک تباہی آئی ہوئی ہے۔ دس گیارہ افراد کی لاشیں مختلف حصوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ کافی مشینری ٹوٹی پھوٹی پڑی ہے۔ یہ تو انتہائی وسیع اور جدید ترین لیبارٹری ہے۔" بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں کہا اس کا سانس پھولا ہوا اور چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

اسی لمحے بوڑھے نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔" بوڑھے نے ہوش میں آتے ہی خوفزدہ لہجے میں کہا اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہم دوست ہیں۔ آپ شاید ڈاکٹر عالمگیر ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے۔ صدر مملکت نے زیرو گن کے سلسلے میں آپ کو اطلاع دی ہو گی" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے فون آیا تھا۔ مم۔ مگر وہ کون تھے۔ اوہ یہ خوفناک دھماکہ۔" ڈاکٹر عالمگیر نے چونک کر کہا۔

"آپ پہلے چل کر چیک کریں کہ وہ زیرو گن محفوظ بھی ہے یا نہیں۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے یقین ہے کہ کام ہو چکا ہو گا اور اب بلیک زیرو کو سمجھ آئی کہ اصل چکر کیا ہے

"زیرو گن۔ اوہ ——— وہ تو میرے دفتر میں ہے۔ اس دھماکے سے چند لمحے پہلے اسے میرے حوالے کیا گیا تھا۔" ڈاکٹر عالمگیر نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے تحاشا اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ جہاں سرنگ ختم ہوتی تھی اس کے ساتھ ہی ایک بڑا کمرہ تھا جس کے دروازے پر ڈاکٹر عالمگیر کے نام کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ تینوں جیسے ہی اندر داخل ہوئے ڈاکٹر عالمگیر یکلخت اس طرح ٹھٹھک کر رُک گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔

"وہ ——— وہ یہاں میز پر تھی۔ میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ دھماکے کی آواز سن کر باہر گیا۔" ڈاکٹر عالمگیر اس طرح بولا جیسے خواب میں بول رہا ہو اور عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔

"اب آپ ذرا لیبارٹری کا چکر لگا آئیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کتنا نقصان ہوا ہے۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور وہ خود ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو اور شاید زندگی میں پہلی بار اسے ایسا احساس ہوا تھا۔ شدید مایوسی اور بے بسی کا۔

"میں نے ہر قیمت پر زیرو گن رات آٹھ بجے سے پہلے واپس حاصل

کرنی ہے ہر قیمت پر ورنہ پاکیشیا کا وقار مجروح ہو جائے گا۔ ہر قیمت پر۔"
"عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ہم لٹ گئے۔ سارے سائنسدان گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے ہیں۔ اوہ۔ عظیم نقصان ہوا ہے۔ اوہ۔" اچانک ڈاکٹر عالمگیر کی روتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے دیکھا کہ واقعی بوڑھا ڈاکٹر عالمگیر اس طرح ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا جیسے کوئی بچہ اپنے عزیزوں سے بچھڑ جانے کے بعد روتا ہے۔

" انہیں اس نقصان کا حساب دینا پڑے گا۔ انہیں خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہوگا۔ ڈاکٹر عالمگیر وہ کتنے لوگ تھے۔ ان کے حلیئے کیا تھے۔ مجھے پوری تفصیل بتائیے اور جلدی۔"
عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

" وہ آٹھ دس آدمی تھے۔ سب مقامی تھے۔ ان کا لیڈر جس نے مجھے مکہ مارا تھا۔ وہ سب سے آگے تھا لیکن اس کا لہجہ مقامی نہ تھا۔"
ڈاکٹر عالمگیر نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

" اس کا قد و قامت بتائیے۔" عمران نے کہا اور ڈاکٹر عالمگیر نے جب قد و قامت بتایا تو عمران سمجھ گیا کہ یہ ٹرومین کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نے مقامی میک اپ کر رکھا ہوگا۔

عمران نے قد و قامت کی تفصیل سنتے ہی آگے بڑھ کر میز پر موجود ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کون صاحب بول رہے ہیں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

کوٹھی پر سر سلطان کے ملازم کی آواز سنائی دی۔ آج چونکہ ہفتہ وار تعطیل تھی۔ اس لئے عمران نے کوٹھی پر فون کیا تھا۔

" عمران بول رہا ہوں ـــــ بابا صاحب سے بات کراؤ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" جی اچھا ـــــ ہولڈ آن کیجئے۔" دوسری طرف سے ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہیلو ـــــ عمران بیٹے۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔ میں نے ڈاکٹر عالمگیر اور کرنل جواد کو کہہ دیا ہے تمہارے متعلق ساری تفصیل...." سر سلطان نے تیزی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے ـــــ میں اس وقت ٹاپ سپیشل لیبارٹری سے بول رہا ہوں۔ ٹرومین زیرو گن یہاں سے لے جا چکا ہے۔ سوائے ڈاکٹر عالمگیر کے باقی تمام سائنسدانوں کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔ لیبارٹری کی مشینری بھی فائرنگ سے تباہ ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر عالمگیر کو شاید اس لئے زندہ چھوڑ دیا گیا کہ وہ انہیں مردہ سمجھے تھے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" کیا ـــ کیا ـــ تم کیا کہہ رہے ہو ـــ یہ کیسے ممکن ہے۔ ٹاپ سپیشل لیبارٹری میں کیسے پہنچ گئے۔ اوہ ـــ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔" سر سلطان نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ وہ یہاں کیسے پہنچے۔ بہرحال میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ صدر مملکت کو سارے حالات بتانے کے ساتھ ساتھ میری طرف سے کہہ دیں کہ رات آٹھ بجے زیرو گن لازماً ان تک پہنچ جائے گی۔ یہ میرا وعدہ رہا۔ خدا حافظ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور کریڈل پر

پھینک کر وہ دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

"عمران ——— عمران صاحب"۔ ڈاکٹر عالمگیر نے چونک کر اسے پکارا۔

"آپ حکومت کو اطلاع کر دیں۔" عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔ بلیک زیرو اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں لیبارٹری سے کلب اور پھر اس کے پھاٹک سے باہر نکل آئے۔

"آپ نے یہیں سے ممبرز کو فون کر دینا تھا وہ ان کی تلاش شروع کر دیتے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ انہوں نے لازماً میک اپ کر لیا ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر کار میں بیٹھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت ٹھٹھک کر رُک گیا۔

اس کی نظریں زمین پر موجود ایک بھورے سے دھبے پر جمی ہوئی تھی۔ پھر اس کی نظریں آگے کو اٹھیں۔

"آؤ میرے ساتھ۔" عمران نے کہا اور تیزی سے پھاٹک کے دائیں طرف کو دوڑنے لگا۔ پھر عمارت ختم ہوتے ہی وہ مڑا۔ اب وہ کھلے میدان میں تھے۔ عمران ذرا آگے جا کر رُک گیا۔ یہاں زمین پر ٹائروں کے نشانات موجود تھے۔ اور یہاں بھی ایک جگہ ویسا ہی کافی بڑا دھبہ تھا عمران ایک بار پھر مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دوبارہ سڑک پر پہنچ کر رُک گیا۔ اس نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"ہونہہ۔ اب ان کی تلاش آسان ہو جائے گی۔" عمران نے کہا اور

تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑ پڑا۔ بلیک زیرو نے یہ دھبے تو دیکھ لئے تھے۔ وہ خون کے دھبے لگتے تھے۔ لیکن ان سے تلاش کیسے ممکن ہو سکتی تھی۔ یہ بات ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

عمران نے سٹیرنگ پر بیٹھتے ہی ڈیش بورڈ پر نیچے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ایکسٹو کالنگ۔ اوور"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

"جولیا سپیکنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا ——— فوری طور پر پوری ٹیم کو حرکت میں لے آؤ۔ مجرم جن کی تعداد آٹھ یا دس ہے اور وہ مقامی میک اپ میں ہیں۔ ٹاپ سپیشل لیبارٹری سے ایک اہم ترین سائنسی ہتھیار حاصل کر کے فرار ہوئے ہیں۔ وہ تین کاروں میں ہیں۔ تینوں کاریں فلیٹ ٹائرز والی لیموسین کاریں ہیں۔ فلیٹ ٹائرز والی لیموسین کاریں پچھلے سال کے ماڈل سے آنی شروع ہوئی ہیں۔ اس لئے یا تو تینوں اس سال کے ماڈل کی ہیں یا پچھلے سال کی۔ یہ کاریں دارالحکومت میں بہت کم تعداد میں ہیں۔ تمام ممبرز کو شہر میں پھیلا دو اور ایسی کاریں جہاں بھی نظر آئیں وہ ان کی مکمل نگرانی کریں اور مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کریں۔ فوری حرکت میں آجاؤ فوراً۔ اور سنو ان میں سے ایک کار کی ڈگی میں سے انسانی خون بہہ کر نیچے گرا ہے۔ خون کے چھینٹے لازماً ان میں سے ایک کار کے رائٹ بیک ویل کے اندرونی رم پر موجود ہوں گے۔ اس نشانی کو خاص طور پر چیک کیا جائے۔ اوور اینڈ آل"۔

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جولیا کی بات سنے بغیر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے فریکوئنسی تبدیل کرنی شروع کر دی۔ دوسری

فریکوئنسی سیٹ کرکے اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر ۔۔۔۔ عمران کالنگ یو۔ اوور" عمران نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس سر ۔۔۔۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور" چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ۔۔۔۔ جونی گروپ سے دو آدمی ایک مجرم ٹرومین نے حاصل کئے ہیں۔ گرین ہل کالونی میں میرا ان سے مقابلہ ہوا۔ وہ ٹرومین تو نکل گیا لیکن وہ دونوں آدمی مارے گئے ہیں۔ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ جونی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ آدمی ٹرومین حکومت کا ایک اہم ترین راز حاصل کرکے اب ملک سے فرار ہونے والا ہے اور میں نے اسے فوری طور پر ٹریس کرنا ہے۔ ٹرومین نے لازماً انہیں جونی کے ذریعے ہائر کیا ہوگا۔ اس لئے تم فوراً حرکت میں آجاؤ اور ٹرومین کے بارے میں تمہیں جو بھی کلیو مل سکے وہ حاصل کرکے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کرو۔ اوور اینڈ آل۔"

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر کار سٹارٹ کرکے اس نے اسے موڑا اور واپس دارالحکومت کی طرف چل دیا۔

"عمران صاحب اس ٹرومین کو اس لیبارٹری کے بارے میں کیسے معلوم ہوگیا۔ میرا اندازہ ہے کہ آپ بھی پہلی بار یہاں آئے ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اس سائنسی ایجاد سے مار کھا گیا ہوں۔ اس ایل تھرڈی ریز والے کھال کے ٹکڑے سے۔ چھٹی حس کی وجہ سے میں فون پر بات کرنے کی

بجائے زیرو گن کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنے کے لئے خود سر سلطان کے پاس گیا لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ مسئلہ پھر بھی وہی رہے گا۔

وہاں سر سلطان سے اس بارے میں تفصیلی بات چیت ہوئی۔ سارا پروگرام طے ہوا۔ اس لیبارٹری کے محل وقوع اس کے راستے، اس کا نقشہ وغیرہ سب کچھ ڈسکس ہوا اور یہیں سے ہماری بدقسمتی کا آغاز ہوا۔ ایل تھرڈی ریز کی وجہ سے ٹرومین رسیونگ سیٹ پر نہ صرف ساری بات چیت سنتا رہا بلکہ یقیناً وہ سکرین پر ہمیں دیکھتا رہا۔ اس نے لازماً نقشہ بھی دیکھا ہوگا۔ چونکہ میں نے پروگرام کے مطابق شام کو چھ بجے ممبرز کو ساتھ لے کر لیبارٹری جانا تھا۔ اس لئے میں فلیک اور اس کے ساتھیوں سے ملنے والے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رانا ہاؤس میں تجربات کرتا رہا۔ میرا خیال تھا کہ اس کی مدد سے بھی ٹرومین کی رہائش گاہ کو ٹریس کر لوں گا کیونکہ اس کے پاس بھی یقیناً ایسا ہی سپیشل ٹرانسمیٹر ہوگا لیکن ایک گھنٹہ تک مغز ماری کرنے کے باوجود بات نہ بن سکی تو پھر میں وہاں سے نکل کر دانش منزل آیا۔ تاکہ یہاں تم سے لیبارٹری اور ممبرز کے بارے میں پروگرام سیٹ کر سکوں۔

وہاں یہ ایل تھرڈی چیک ہوا۔ اس وقت تک مجھے سر سلطان سے ہونے والی بات چیت کا خیال نہ آیا تھا لیکن جیسے ہی مجھے خیال آیا، مجھے پاگلوں کی طرح یہاں دوڑنا پڑا۔ کیونکہ ٹرومین نے لازماً چھ بجے سے پہلے ہی یہاں اٹیک کرنا تھا۔ تمہیں ساتھ اس لئے لے آیا کہ شاید یہاں ٹرومین اور اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہو جائے تو ایک سے دو بھلے۔

لیکن یہاں پہنچ کر میرے بدترین خدشے درست ثابت ہوئے۔ وہ سر سلطان سے میری ہونے والی بات چیت سنتے ہی ایکشن میں آ گیا۔

اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"واقعی اس ایل تھرٹی زیڈ نے سارا کام خراب کر دیا ہے" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بلیک تھنڈر تنظیم کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عام تنظیم نہیں ہے۔ ٹرومین اور اس کے ساتھیوں کا تو جو حشر میں کروں گا سو کروں گا۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بلیک تھنڈر تنظیم کو ہر صورت میں تباہ ہونا پڑے گا۔ تبھی ڈاکٹر قاضی اور دوسرے سائنسدانوں کا پوری طرح انتقام لیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی جس قسم کی ایجادات ان کے استعمال میں ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تنظیم جلد ہی پوری دنیا کے لئے خطرہ بننے والی ہے"
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"لیکن عمران صاحب آپ نے جولیا کو کاروں کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں وہ میری سمجھ میں نہیں آئیں کہ آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا"
بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور عمران دانش منزل سے چلنے کے بعد اب پہلی بار مسکرایا۔

"اسے سمجھنے کے لئے دانش منزل میں سٹور شدہ ساری دانش کھوپڑی میں بھرنی پڑتی ہے۔ صرف اس پر بیٹھ کر پہرہ دینے سے بات نہیں بنتی"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے ذہن پر چھائی ہوئی وحشت کی گرد ختم ہوتی جا رہی تھی۔ اور وہ دوبارہ اپنے مخصوص موڈ میں آتا جا رہا تھا۔

"شکر ہے آپ موڈ میں تو آئے ورنہ تو آپ کا چہرہ دیکھ کر ہی خوف آتا تھا" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"حالات ہی ایسے ہو گئے ہیں۔ میری کم علمی کی وجہ سے ٹرومین کو زیرو گن پر ہاتھ ڈالنے کا موقع مل گیا ہے اور اگر رات آٹھ بجے سے پہلے میں زیرو گن حاصل کر کے صدر مملکت تک نہ پہنچا سکا تو یقین کرو میں سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دوں گا۔ اگر میں ملک کے وقار کو نہیں بچا سکتا تو میرا سیکرٹ سروس میں رہنا فضول ہے" عمران کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہوتا گیا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ نے کاروں کے متعلق ان تفصیلات کا اندازہ کیسے لگایا جو آپ نے جولیا کو بتائی ہیں اور ٹائروں کے مخصوص نشانات" بلیک زیرو نے جلدی سے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران پر ایک بار پھر وہی وحشیانہ موڈ طاری ہونے لگا۔

"ہاں۔ وہ سیدھی سی بات تھی۔ ٹائروں کے نشانات بتا رہے تھے کہ وہ فلیٹ ٹائر ہیں اور ٹائروں کے مخصوص نشانات اُسے لیموسین کار کے جینین ٹائر بتا رہے تھے۔ تین کاروں کے نشانات تھے۔ اب خون والی بات بھی سن لو خون کا بڑا دھبہ پھاٹک کے سامنے موجود تھے۔ یقیناً وہاں کسی آدمی کو گولی ماری گئی تھی پھر یہ خون کی دھار سڑک پر گئی۔ میرا خیال ہے اس خون اگلتی لاش کو کار کی ڈگی میں ٹھونس دیا گیا۔ کیونکہ وہاں موجود کار کے ٹائروں کے ہلکے نشانات ہمیں بتاتے ہیں۔

پھر یہ کار کاٹن کلب کی عمارت کے سائیڈ والے کھلے میدان میں گئی۔ جہاں ویسی ہی دو کاریں اور موجود تھیں۔ وہاں بھی خون کا بڑا سا دھبہ موجود

تھا۔ یہ دھبہ اتنا بڑا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کار کافی دیر تک رکی رہی ہے اور کار کی ڈگی سے بہنے والا خون وہیں گرتا رہا ہے۔ جس جگہ وہ گرا ہے۔ اس سے اندازہ ہے کہ یہ رائٹ بیک وہیل کے اندرونی رم کے اوپر سے گرتا رہا ہے۔ ویسے بھی لیموسین کار کی ڈگی میں اس جگہ پانی نکلنے کا سوراخ ہوتا ہے۔ تاکہ سروس کرتے ہوئے ڈگی میں پڑنے والا پانی نکل سکے۔ لازماً اس کے نشانات رم کے اندرونی طرف پڑتے رہے ہوں گے جو خاص طور پر دیکھے بغیر نظر نہیں آ سکتے۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"آپ کا ذہن اس قدر شدید غصے میں بھی اتنی دور کی سوچ لیتا ہے۔ مجھے غصہ آئے تو دماغ ہی ماؤف ہو جاتا ہے۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ ہر وقت غصے میں نہ رہا کرو لیکن تم ممبرز سے غصے بھری آواز کے علاوہ بات ہی نہیں کرتے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اس کی گہری طنز سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کا مطلب تھا کہ ہر وقت غصے میں رہنے کی وجہ سے اس کا دماغ ماؤف رہتا ہے

"اب تو میں یہی دعا کروں گا کہ ٹرومین کا کلیو مل جائے ورنہ آپ اپنی ضد کے مطابق واقعی سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہو جائیں گے اور میرے خیال میں یہ نقصان اس لیبارٹری اور سائنسدانوں کی موت سے زیادہ ہولناک ہوگا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ مل کیا جائے گا، میں ہر قیمت پر اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ جولیا اور ٹائیگر اگر ناکام بھی ہو گئے تب بھی میرے ذہن میں اسے ڈھونڈنے کے لئے

ایک کلیو موجود ہے۔" عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

کار تیز رفتاری سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور بلیک زیرو واقعی دل ہی دل میں ٹرومین کا کلیو مل جانے کی دعا کر رہا تھا

ٹرومین اور اس کے ساتھی کاریں دوڑاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ وہ واپس دارالحکومت جانے کی بجائے کاٹن کلب والی عمارت سے آگے بڑھ گئے تھے۔

"آپ دارالحکومت واپس نہیں جائیں گے۔" ساتھ بیٹھے ہوئے بلیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور جائیں گے لیکن ان کاروں پر نہیں۔ ہو سکتا ہے عمران پہلے ہی لیبارٹری کی طرف چل پڑے یا کسی بھی وجہ سے اسے اطلاع مل جائے تو لازماً اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آنا ہے۔ اور پھر پورے دارالحکومت میں ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔ اس لئے میں واپس دارالحکومت جانے کی بجائے آگے آنے والے چھوٹے شہر شام گڑھ جا رہا ہوں۔ وہاں ہم کاریں چھوڑ دیں گے اور پھر میک اپ تبدیل کر کے علیحدہ علیحدہ ویگنوں کے ذریعے واپس دارالحکومت پہنچیں گے۔ اس طرح

ہم مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے"۔ ٹروین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔

" اب ہمیں اس زیرو گن سمیت فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا ورنہ لازماً سیکرٹ سروس تو کیا پورے ملک کی پولیس اور انٹیلیجنس اور اس طرح کے بے شمار محکمے حرکت میں آجائیں گے" بلیکی نے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ میرا نام ٹروین ہے، دیکھنا میں ان کی آنکھوں میں کیسے دھول جھونکتا ہوں"۔ ٹروین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ واقعی ٹروین کی بے پناہ صلاحیتوں سے واقف تھا۔

کاریں خاصی تیز رفتاری سے شام گڑھ کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شام گڑھ کے چھوٹے سے شہر کی حدود میں داخل ہوگئیں۔ ٹروین نے کار کی رفتار کم کر دی اور تھوڑی دیر بعد اس نے کار کو ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دیا۔ اس موڑ پر گورنمنٹ سیڈ فارم کا بورڈ لگا ہوا تھا اور ساتھ ہی پرائیویٹ روڈ کے الفاظ بھی درج تھے۔ اور واقعی تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ ایک یکمنزلہ عمارت کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئے اس گیٹ کے اوپر بھی سیڈ فارم کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ فارم کا گیٹ بند تھا۔

" اندر نجانے کتنے آدمی ہوں گے"۔ بلیکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" احمق ہو تم ——— آج کے دن پاکیشیا میں سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ اس لئے لازماً یہ فارم بند ہوگا اور زیادہ سے زیادہ یہاں ایک چوکیدار ہوگا۔ ٹروین نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا اور گیٹ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر نکل آیا۔ وہ شکل و

صورت اور لباس سے ہی چوکیدار لگتا تھا۔

" منیجر صاحب سے ملنا ہے"۔ ٹروین نے کہا۔

" جناب! آج تو چھٹی ہے۔ منیجر صاحب تو کل مل سکتے ہیں"۔ اس چوکیدار نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ سامنے موجود شاندار کاروں کو دیکھ کر بُری طرح مرعوب ہو گیا تھا۔

" چلو اسسٹنٹ منیجر سے بات کرا دو۔ ہمیں ضروری کام ہے"۔ ٹروین نے کہا۔

" جناب! اس وقت تو کوئی نہیں ہے۔ صرف میں ہوں چوکیدار۔ چھٹی کے دن میں ہی ہوتا ہوں"۔ چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ یہ لوگ مقامی ہونے کے باوجود اس بات کو نہیں سمجھ رہے کہ آج سرکاری چھٹی ہے۔

لیکن ٹروین تو صرف تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے جیسے ہی چوکیدار کی بات ختم ہوئی۔ ٹروین کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور چوکیدار چیختا ہوا اچھل کر کھلی کھڑکی کے درمیان جا گرا۔ دوسرے لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی چوکیدار کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور ساکت ہو گیا۔ یہ سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی بلیکی نے چلائی تھی۔

" اسے اٹھا کر اندر پھینک دو اور جلدی سے پھاٹک کھول دو۔ جلدی کرو"۔ ٹروین نے بلیکی سے کہا اور بھاگ کر واپس کار کی طرف بڑھ گیا۔

بلیکی نے حکم کی فوری تعمیل کی اور چند لمحوں بعد گورنمنٹ سیڈ فارم کا پھاٹک کھل گیا۔ ٹروین کار اندر لے گیا۔ اصل عمارت تو یکمنزلہ تھی لیکن اس کے گرد وسیع اور کھلا علاقہ موجود تھا جس کے گرد موجود اونچی چار دیواری

تھی۔ کاریں ایک طرف کھڑی کر کے ٹرومین نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب کاروں سے نکل کر عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔ بلیکی بھی پھاٹک بند کر کے ان کے ساتھ آ شامل ہوا۔

" بلیکی کاروں میں موجود تمام سامان یہاں لے آؤ۔ ہمیں فوری طور پر لباس بھی تبدیل کرنا ہے اور میک اپ بھی" ٹرومین نے ایک بڑے سے دفتر نما کمرے میں پہنچتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں زیرو گن کا ڈبہ بھی تھا۔

" اوہ باس۔ ہماری کار کی ڈگی میں تو اس آدمی کی لاش پڑی ہوئی ہے اسے نکالنا تو یاد ہی نہیں رہا" بلیکی نے چونک کر کہا۔

" کوئی بات نہیں نکال کر یہیں پھینک دو۔ سامان لے آؤ۔ جلدی کرو۔ ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر بلیکی چار ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آئے تو ان کے پاس چار بڑے بڑے تھیلے تھے۔ ٹرومین پہلے سے ساری تیاری کر کے آیا تھا۔ اس لئے ان تھیلوں میں اسلحے کے ساتھ ساتھ دوسرے لباس بھی موجود تھے اور میک اپ باکس بھی۔ پھر انہوں نے سب سے پہلے لباس تبدیل کئے اور اس کے بعد بلیکی اور پامر نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے میک اپ کرنے شروع کر دیئے۔

ٹرومین نے اپنا میک اپ خود ہی کر لیا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر تبدیل کر چکے تھے اب وہ عام سے مقامی لوگ لگ رہے تھے۔

" اب میں اور بلیکی علیحدہ ہو جائیں گے اور تم بھی دو دو کی ٹکڑیوں میں علیحدہ علیحدہ دارالحکومت پہنچو گے۔ وہاں پہنچنے کے بعد تم میں سے کسی نے بھی ہیڈ کوارٹر نہیں جانا بلکہ تم نے کسی بھی پبلک بوتھ سے زیرو ون ٹو زیرو

تھری فور نمبر ڈائل کرنا ہے۔ انہیں تم نے صرف بی ٹی کا لفظ کہنا ہے وہ تمہیں ایک پتہ بتا دے گا۔ تم نے وہاں جانا ہے۔ ہر ایک ٹکڑی کو علیحدہ پتہ بتایا جائے گا۔ اس کے بعد جب میں یا بلیکی مناسب سمجھیں گے تم سے رابطہ قائم کر لیں گے۔ اور سنو ہر لحاظ سے تم لوگوں نے محتاط رہنا ہے"

ٹرومین نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔ اس کے بعد ان کی دو دو کی ٹکڑیاں بھی ٹرومین نے خود ہی بنا دیں اور انہیں پندرہ پندرہ منٹ کے وقفے سے باہر نکلنے کے لئے کہہ دیا۔ اور پھر پہلی ٹکڑی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ ٹرومین کے کہنے پر بلیکی نے تمام لباس سمیٹے اور پھر انہیں کار کی ڈگی میں رکھ دیا۔

" یہ کاریں یہیں چھوڑ جائیں گے ہم" بلیکی نے پوچھا۔

" ہاں۔ صبح تک یہ یہیں رہیں گی لیکن ہم نے جاتے وقت ان میں ٹائم بم فکس کر دینے ہیں۔ کل صبح یہ بم پھٹ جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی کاریں بھی تباہ ہو جائیں گی۔ کیونکہ بہرحال ان کاروں میں سے ہمارے متعلق کلیو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک ہم محفوظ مقامات پر پہنچ چکے ہوں گے"

ٹرومین نے کہا اور اس نے کار میں سے ایک بریف کیس نکالا اور زیرو گن کو ایک تھیلے میں ڈال کر اس نے اس بریف کیس میں رکھا اور پھر بریف کیس بند کر دیا۔

آخری ٹکڑی کو گئے ہوئے جب پندرہ منٹ ہو گئے تو ٹرومین اور بلیکی بھی پھاٹک سے باہر نکلے اور اطمینان سے چلتے ہوئے سڑک پر پہنچ گئے۔ بریف کیس ٹرومین کے ہاتھ میں تھا۔ ویگنوں کا اڈہ قریب ہی تھا اور چونکہ یہ علاقہ دارالحکومت سے قریب تھا اس لئے یہاں سے ہر پندرہ منٹ بعد

ویگنیں دارالحکومت کو چلتی تھیں۔ ٹرومین اور بلیکی بھی ایک ویگن میں سوار ہو گئے اور پھر تقریباً ڈھائی گھنٹے کے سفر کے بعد وہ دارالحکومت پہنچ گئے۔

ویگن سے اتر کر ٹرومین پیدل ہی آگے بڑھ گیا۔ تقریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد اس نے ایک خالی ٹیکسی انگیج کی۔

"روز گارڈن لے چلو۔" ٹرومین نے بیٹھتے ہی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی آخر کار شہر کے شمالی سمت واقع ایک خوبصورت پبلک باغ کے گیٹ پر رک گئی۔ یہ باغ روز گارڈن کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے اندر ایک خوبصورت میوزیم بھی بنا ہوا تھا۔

ٹیکسی سے اتر کر وہ دونوں روز گارڈن میں داخل ہوئے اور پھر وہ اطمینان سے چلتے ہوئے میوزم کی طرف بڑھ گئے۔ روز گارڈن میں سیر و تفریح کے لئے آئے ہوئے عورتوں، مردوں اور بچّوں کا کافی رش تھا۔

"منیجر صاحب سے ملنا ہے۔" ٹرومین نے میوزیم میں داخل ہوتے ہوئے گیٹ پر کھڑے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دائیں طرف چلے جائیں۔ آخر میں منیجر کا کمرہ ہے۔" چوکیدار نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور ٹرومین اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دائیں طرف کو مڑ گیا۔ بلیکی اس کے ساتھ تھا۔

اور پھر انہیں منیجر کے کمرے کا دروازہ نظر آ گیا اور ٹرومین پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔

"فرمایئے!" اس ادھیڑ عمر نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"آپ منیجر ہیں اس میوزیم کے۔" ٹرومین نے پوچھا۔

"جی ہاں۔" منیجر نے جواب دیا۔

"میرا نام راشد ہے اور یہ میرے ساتھی اسلم۔ ہم ایک بزنس کے سلسلہ میں حاضر ہوئے ہیں۔" ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بزنس کے لئے۔ اوہ تو آپ میوزیم میں موجود کوئی آئیٹم خریدنا چاہتے ہیں۔" منیجر نے چونک کر کہا اور ساتھ ہی انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ بھی کر دیا۔

"خریدنے نہیں بلکہ فروخت کرنے کے لئے۔" ٹرومین نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ۔ اچھا کیا چیز ہے؟" منیجر نے چونک کر پوچھا۔

"بی۔ ڈی۔" ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔" منیجر بی ڈی کے الفاظ سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا واقعی۔" منیجر نے غور سے ٹرومین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل —— ٹرومین ہمیشہ اصلی بی ڈی فروخت کرتا ہے۔" ٹرومین نے کہا۔

"اوہ —— ٹھیک ہے ادھر آ جایئے۔ ادھر سپیشل روم میں۔" منیجر نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹرومین نے بلیکی کو اشارہ دیا اور وہ دونوں اس کے پیچھے ملحقہ دروازے سے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے ریٹائرنگ روم کے لحاظ سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ منیجر نے جلدی سے ایک الماری کھولی اور

اس کی سائیڈ پر ہاتھ مارا تو الماری کے اندر ایک خانہ تیزی سے گھوم گیا۔ اب ویسا ہی ایک سپیشل ٹرانسمیٹر اندر نظر آ رہا تھا۔ جیسا ٹرومین کے پاس تھا۔ لیکن اس کے اور مینیجر کے ٹرانسمیٹر میں البتہ ایک واضح فرق تھا کہ اس ٹرانسمیٹر پر صرف بین الاقوامی فریکوئنسی موجود تھی لوکل فریکوئنسی نہیں تھی اور پھر مینیجر نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر ٹرومین کے حوالے کر دیا۔

"تمہارا نام"۔ ٹرومین نے اس سے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام جبار ہے۔" مینیجر نے جواب دیا۔

"تو جبار صاحب! آپ دروازے پر رہیں تاکہ کوئی آ نہ جائے۔"

ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے میں دفتر کا دروازہ اندر سے بند کر دیتا ہوں۔ ویسے آپ بے فکر رہیں کوئی نہیں آئے گا۔" جبار نے کہا اور تیزی سے بڑھ کر واپس دفتر میں چلا گیا۔ ٹرومین نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یس ہیڈ کوارٹر۔ اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ٹرومین بول رہا ہوں باس۔ اوور"۔ ٹرومین نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

"اوہ ـــــ یس ٹرومین۔ تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ آپ میری طبیعت جانتے ہیں جب تک میں مشن مکمل نہ کر لوں میں خالی خولی رپورٹ دینے کا قائل ہی نہیں ہوں۔ اوور"۔ ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے ہو۔ اوور۔" باس نے چونک کر کہا۔

"یس باس ـــــ ٹرومین کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوتا۔ اس وقت زیرو گن میرے پاس موجود ہے اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اسے میں نے حاصل کیا ہے اور میں کہاں ہوں۔ اوور"۔ ٹرومین نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ ٹرومین ویری گڈ۔ ہیڈ کوارٹر تمہارے اس کارنامے کی صحیح قدر کرے گا۔ زیرو گن ہیڈ کوارٹر کے لئے اس قدر اہم چیز ہے کہ ہیڈ کوارٹر نے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر تم اپنے اس مشن میں کامیاب ہو جاتے ہو تو تمہیں براہ راست ہیڈ کوارٹر میں شامل کر لیا جائے گا۔ اوور" ہیڈ کوارٹر سے جواب دیا گیا۔

"تھینک یو باس ـــــ میں اس اعزاز کے لئے ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ ویسے باس یہ اس قدر مشکل مشن ثابت نہیں ہوا۔ اوور"۔ ٹرومین نے جواب دیا۔

اتنی بڑی تنظیم کے ساتھ براہ راست شمولیت کی خوشخبری سن کر اس کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا اور آنکھوں سے مسرت کی کرنیں پھوٹنے لگی تھیں۔

"اوہ۔ یہ تمہاری صلاحیتیں ہیں کہ تم اسے آسان کہہ رہے ہو، ورنہ ہیڈ کوارٹر کو یہ رپورٹ ملی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک تنظیم ہے اور اسی بنا پر تمہارا انتخاب کیا گیا تھا۔" باس نے کہا۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں باس۔ ویسے بھی سیکرٹ سروس کو تو پتہ ہی

نہیں چلا کہ میں نے کیسے مشن مکمل کر لیا۔ سیکرٹ سروس سے متعلق ایک احمق سا آدمی علی عمران سامنے آیا تھا جسے میں نے مزید احمق بنا کر اپنا مشن مکمل کر لیا اور اب وہ احمق علی عمران ساری عمر سوچتا ہی رہ جائے گا کہ یہ کیسے ہو گیا۔ اوور" ٹرومین نے جواب دیا۔

" اوکے۔ ویسے تم مختصر طور پر مجھے اپنے مشن کی تفصیلات بتا دو تاکہ میں ہیڈ کوارٹر کی سپیشل میٹنگ میں اس کی رپورٹ بھجوا دوں تاکہ تمہاری بطور گریڈ ون ایجنٹ ہیڈ کوارٹر میں تعیناتی کے احکامات جاری کر دیئے جائیں۔ گریڈ ون ایجنٹ بننے کے بعد یوں سمجھو تم اس دنیا میں مالک بن جاؤ گے۔ پوری دنیا کی نعمتیں تمہارے قدموں میں رہیں گی۔ اوور" باس نے کہا۔

" اوہ۔۔ یس سر۔۔۔ تھینک یو سر" ٹرومین نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اب تک پیش آنے والے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی اور جبار کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا جو واپس آ کر بیٹھ چکا تھا۔

" اس کا مطلب ہے پوائنٹ ون نے کام دکھایا۔ ویری گڈ۔ گریڈ ون ایجنٹ بننے کے بعد تمہارے پاس اس سے بھی زیادہ جدید ترین سائنسی ایجادات موجود رہیں گی۔ اوکے۔ اب تم ایسا کرو کہ اسے منیجر جبار کے حوالے کر دو۔ زیرو گن ہمارے پاس پہنچ جائے گی۔ اوور" باس نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اور جبار کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا جو واپس آ کر بیٹھ چکا تھا۔

" یس باس۔ ۔۔۔ اوور" ٹرومین نے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔

" میری طرف سے مبارکباد قبول کریں مسٹر ٹرومین۔ گریڈ ون ایجنٹ بہت بڑا عہدہ ہے" جبار نے مسکراتے ہوئے کہا اور ربیکی نے بھی انہی

فقروں میں مبارکباد دی اور ٹرومین نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

" اچھا مسٹر جبار۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم زیرو گن کو کیسے ہیڈ کوارٹر بھیجو گے تاکہ میری پوری طرح تسلی ہو جائے" ٹرومین نے کہا۔

" وہ زیرو گن کس سائز میں ہے۔ آپ مجھے دکھائیں" جبار نے کہا تو ٹرومین نے بریف کیس کھولا اور اس میں سے تھیلا نکال لیا۔ پھر اس نے تھیلے میں سے زیرو گن باکس نکال کر جبار کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

جبار نے اسے اٹھایا۔ الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس کے وزن کا اندازہ کیا اور پھر اسے واپس میز پر رکھ دیا۔

" یہ تو بڑی آسانی سے چلی جائے گی۔ ہم میوزیم کا مال بھیجتے رہتے ہیں اور منگواتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے پاس حکومت کا باقاعدہ اجازت نامہ موجود ہے اور چونکہ یہ تاریخی اور انتہائی نایاب چیزیں ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں حکام بھی انتہائی احتیاط کرتے ہیں۔ ہم نے کانڈا سے بدھ کے نایاب مجسموں کو سودا کیا ہے جس کے بارے میں حکومت پاکیشیا نے باقاعدہ اجازت نامہ جاری کیا ہے اور ان مجسموں کو یہیں میوزیم میں ہی حکومت کے اعلیٰ حکام چیک بھی کر چکے ہیں اور چیکنگ کے بعد انہیں سیل بھی کیا جا چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب انہیں نہ ہی کہیں کھولا جائے گا اور نہ انہیں روکا جائے گا۔ ان میں ایک ایسا مجسمہ ہے جس کا پیٹ خالی ہے اور اس خالی پیٹ میں یہ زیرو گن باکس باآسانی سما جائے گا۔ چنانچہ میں ابھی یہ زیرو گن اس مجسمے کے پیٹ میں موجود خلا میں رکھ کر اسے پیک کر دوں گا اور کل صبح یہاں سے انٹرنیشنل کارگو سے ڈیلیور کر دیئے جائیں گے اور بڑے اطمینان سے کانڈا

پہنچ جائیں گے۔ جہاں سے انہیں بی۔ٹی وصول کر لے گی۔" جبار نے جواب دیا۔

" تو کیا یہ مجسمے ہیڈ کوارٹر کو بھیجے جا رہے ہیں۔" ٹرومین نے چونک کر پوچھا

" آپ کو یہ معلوم ہے کہ ہیڈ کوارٹر کا کسی کو علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے یہ مجسمے البتہ ہیڈ کوارٹر کی فرمائش پر کانڈا بھجوائے جا رہے ہیں اور وہاں جس آدمی کے نام بھیجے جا رہے ہیں۔ اس کا ذاتی میوزیم ہے۔ اب ظاہر ہے وہ آدمی بی۔ ٹی سے ہی متعلق ہو گا۔ ویسے ڈیلیوری کے بعد میں ہیڈ کوارٹر کو اس بارے میں کنفرم کر دوں گا۔" جبار نے کہا۔

" لیکن وہ سیل وغیرہ۔" ٹرومین نے پوچھا۔

" اس کی آپ فکر نہ کریں۔ میں پاکیشیا میں بی ٹی کا خصوصی نمائندہ ہوں اور گذشتہ دو سال سے منسلک ہوں۔ یہ کام میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتے۔ فالتو سیلیں اور ان کو لگانے والے تمام آلات میرے پاس موجود ہیں۔" جبار نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرومین نے سر ہلا دیا۔

" او کے۔ ٹھیک ہے۔ اگر ہیڈ کوارٹر آپ پر اعتماد کر رہا ہے تو ظاہر ہے آپ اس اعتماد پر پورے اترتے ہی رہے ہوں گے لیکن کیا میری تسلی کے لئے آپ میرے سامنے یہ سارا کام کریں گے۔" ٹرومین نے کہا۔

" بالکل کروں گا —— آپ اب ہیڈ کوارٹر کے خاص آدمی ہیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل تو اب ہم پر فرض ہو چکی ہے۔ میرے ساتھ آیئے۔" جبار نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے میز پر رکھا ہوا زیرو گن باکس اٹھا لیا۔ اور پھر اس نے دائیں طرف کی دیوار کی جڑ پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔ نیچے جاتی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچے جہاں ایک سائیڈ

پر چار چھوٹے بڑے لکڑی کے باکس موجود تھے جن پر باقاعدہ حکومت کی مہریں لگی ہوئی تھیں اور ساتھ سرٹیفکیٹ منسلک تھے۔

جبار نے ایک بڑا سا باکس اٹھایا۔ اسے ایک طرف رکھ کر اس نے ایک الماری کھولی۔ اس میں سے ایک بڑا سا باکس نکالا کر باہر رکھ دیا۔ یہ باکس ایسا تھا جیسے پلمبر اوزاروں کے لئے اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس نے اوزاروں والا باکس کھولا اور اس میں سے ایک کٹر نکال کر اس نے لکڑی کے باکس پر لگی ہوئی سیلیں اس کٹر سے کاٹ کر علیحدہ رکھ دیں۔ اس کے بعد دوسرے اوزاروں کی مدد سے اس نے اس طرح لکڑی کے باکس کو کھولا کہ اس پر ذرا سا بھی نشان نہ نمودار ہوا۔

باکس کے اندر واقعی مہاتما بدھ کا ایک قدیم مگر خوبصورت مجسمہ موجود تھا۔ یہ مجسمہ کانسی کا تھا۔

جبار نے بڑی احتیاط سے مجسمہ باہر نکالا۔ اسے الٹا کر اس نے رکھا اور پھر اس نے اوزاروں والے باکس سے ایک جدید قسم کا کٹر نکالا اور اس کے ساتھ منسلک تار کو بجلی کے پلگ سے لگا کر اس نے کٹر آن کیا۔ اور اس کٹر کی مدد سے اس نے انتہائی مہارت سے مجسمے کی پشت کو دونوں پہلوؤں سے سیدھا کاٹ دیا۔

اس کٹر کی وجہ سے بالکل باریک اور سیدھی دو لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس طرح پشت کا پورا ٹکڑا علیحدہ ہو گیا تھا۔ اندر واقعی خاصا بڑا خلا تھا۔ جبار نے اٹھ کر اسی الماری سے پیکنگ میٹریل نکالا اور پھر اس نے زیرو گن والے باکس کو بڑے ماہرانہ انداز میں پیک کر کے اس مجسمے کے پیٹ میں اس طرح ایڈجسٹ کیا کہ وہ ذرا بھی نہ ہل سکے۔ بلکہ وہ بالکل اس

مجسمے کا ایک حصہ بن گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے پشت والے ٹکڑے کو واپس اپنی جگہ پر رکھا اور ایک جدید ساخت کی ویلڈنگ راڈ کی مدد سے جو بجلی سے ویلڈ کرتی تھی' اس نے کٹے ہوئے حصے کو ویلڈ کر دیا۔ ویلڈنگ اس قدر مہارت اور طریقے سے کی گئی کہ معمولی سا نشان بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

" یہ لیجئے جناب ——— مجسمہ تیار ہو گیا ہے۔ آپ دیکھیں غور سے دیکھنے کے باوجود بھی یہ محسوس نہیں کیا جا سکتا کہ اسے کاٹا اور جوڑا گیا ہے " جبار نے مجسمہ اٹھا کر ٹرومین کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— ویل ڈن مسٹر جبار ——— واقعی آپ اپنے کام میں بے پناہ مہارت رکھتے ہیں۔ اگر میرے سامنے یہ کاٹا اور جوڑا نہ جاتا تو میں کبھی یقین نہ کرتا کہ اسے واقعی کاٹا اور جوڑا گیا ہے " ٹرومین نے مجسمہ اٹھا کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور جبار کا چہرہ کھل اٹھا۔

" شکریہ جناب ——— آپ جیسے آدمی کی تعریف ہی میرے لئے بہت ہے۔" جبار نے کہا اور ٹرومین کے ہاتھ سے مجسمہ لے کر اس نے واپس لکڑی کے باکس میں رکھا۔

باکس کو بند کر کے اس نے الماری سے نئی سیلیں نکالیں اور ایک مخصوص اوزار کی مدد سے سیلیں لگانی شروع کر دیں۔ اور جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو واقعی باکس پہلے کی طرح تیار ہو چکا تھا۔ بالکل ویسے ہی مہریں اور ویسے ہی سب کچھ جیسے پہلے تھا۔

" ویری گڈ ——— اب میں پوری طرح مطمئن ہو گیا ہوں " ٹرومین نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور جبار نے باکس اٹھا کر واپس پہلی جگہ پر رکھ دیا۔

" لیکن تم نے اسے یہاں کیوں رکھا ہوا ہے۔ اگر حکام اچانک آ جائیں تو وہ مشکوک نہیں ہوں گے " ٹرومین نے اچانک اٹھتے ہوئے پوچھا۔

" جی نہیں ——— وہ جانتے ہیں یہ چیزیں انتہائی نایاب اور انتہائی قیمتی ہیں اس لئے چوری بھی ہو سکتی ہیں۔ اس لئے انہیں ایسی ہی جگہوں پر رکھا جاتا ہے " جبار نے کہا اور ٹرومین نے سر ہلا دیا۔

" آیئے اب آپ کو کچھ پیش کیا جائے۔ میرے پاس خاصی پرانی شراب موجود ہے " جبار نے انہیں کہا اور پھر وہ انہیں لے کر واپس دفتر میں آ گیا۔

اس نے الماری کے ایک خفیہ تہہ خانے سے ایک بوتل اور تین جام نکالے اور پھر انہیں بھر کر اس نے بڑے ادب سے ایک جام ٹرومین اور بلیکی کے سامنے رکھا اور ایک اپنے سامنے رکھ لیا۔

" واہ۔ واقعی یہاں کی ہر چیز شاندار ہے " ٹرومین نے چسکی لیتے ہوئے کہا اور جبار نے سر ہلا دیا۔

جام پینے کے بعد ٹرومین اور بلیکی نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر وہ دفتر سے نکل کر باہر کی طرف چل پڑے۔ ٹرومین کے چہرے پر واقعی اطمینان تھا۔

عمران رانا ہاؤس کے ایک کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ بلیک زیرو کو دانش منزل چھوڑ کر وہ سیدھا یہاں آ گیا تھا۔ اُسے یہاں پہنچے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا لیکن اب تک کسی طرف سے بھی کوئی امید افزا خبر موصول نہ ہوئی تھی۔

ٹائیگر نے جو رپورٹ دی تھی اس کے مطابق جن دو آدمیوں کی لاشیں گرین ہل کالونی کی کوٹھی سے ملی تھیں وہ جونی گروپ کو دو سال پہلے چھوڑ چکے تھے۔ اور اپنے طور پر کام کرتے تھے۔ اس بات کی اس نے پوری طرح تسلی کر لی تھی۔ کہ انہیں جونی یا کسی اسسٹنٹ کے ذریعے ہک نہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح لیموسین کاروں والا سلسلہ بھی کامیاب نہ رہا تھا۔ پورے شہر کو سیکرٹ سروس کے ممبران نے چھان مارا تھا لیکن فلیٹ ٹائرز والی لیموسین کاریں صرف چار نظر آئی تھیں اور یہ چاروں کاریں بھی بڑے بڑے صنعت کاروں کے پاس تھیں جو کسی طرح بھی اس چکر میں ملوث نہ ہو سکتے تھے۔ رجسٹریشن آفس سے بھی انکوائری

کی گئی تھی۔ گزشتہ دو سالوں میں دارالحکومت میں چار لیموسین کاریں ہی رجسٹرڈ کرائی گئی تھیں۔ عمران نے یہاں آ کر فلیک اور اس کے ساتھیوں کو بھی ٹٹولا تھا لیکن وہ بھی کوئی ایسا کلیو نہ دے سکے تھے جس سے وہ ٹروبین تک پہنچ سکتا۔

عمران اس صورتحال سے واقعی بُری طرح جھلا گیا تھا۔ کوئی معمولی سا کلیو بھی نہ مل رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں فلیک اور اس کا ساتھی ڈاکر موجود تھے۔ انہیں بنچوں سے باندھ کر رکھا گیا تھا۔

عمران کا خیال تھا کہ اس مشن کے خاتمے پہ انہیں فیاض کے حوالے کر دے گا تاکہ فیاض اپنی بیماری کے بدلے میں کم از کم اپنے ریکارڈ میں ایک کارنامے کا اضافہ کر سکے۔ ویسے بھی اسے بیمار کرنے والے یہی لوگ تھے۔ اس لئے فیاض کا ہی ان پر حق بنتا تھا۔

جوانا ان کے بندھے ہونے کے باوجود ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا اور میز پر بندھے ہوئے فلیک کے پاس جا کر رُک گیا۔

"ہمیں یہاں باندھ کیوں رکھا ہے تم نے۔ ہمیں قانون کے حوالے کر دو یا پھر گولی مار دو۔" فلیک نے جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں تمہاری خواہش پوری کر دیتا ہوں فلیک۔ ویسے بھی تم ہمارے لئے بیکار ہو چکے ہو" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال اس نے فلیک کی کنپٹی سے لگا دی۔ اس کا انداز اس قدر سرد تھا کہ فلیک کا چہرہ یکلخت خوف سے بُری طرح بگڑ گیا اور اس کا

بندھا ہوا جسم کانپنے لگا۔

"مم ___ مم۔ مت مارو۔ ہمیں چھوڑ دو پلیز" موت کو اس طرح آنکھوں کے سامنے دیکھ کر فلیک نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے سکس ون ڈکٹافون کہاں سے حاصل کیا تھا" عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"سکس ون ڈکٹافون ___ وہ ہم ساتھ لے کر آئے تھے۔" فلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس نے دیا تھا تمہیں" عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"اوہ ___ تو تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ ہم نے اسے کیسے حاصل کیا تو بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی تنظیم مشن پر روانہ کی جاتی ہے تو ہیڈ کوارٹر خود ہی فیصلہ کرتا ہے کہ انہیں وہاں کس کس چیز کے استعمال کی ضرورت ہو سکتی ہے چنانچہ تنظیم کے انچارج کو ہدایت مل جاتی ہے کہ فلاں ریلوے اسٹیشن کے کلوک روم کے فلاں نمبر سے سامان حاصل کر لیا جائے۔ اس کا کوڈ نمبر بتا دیا جاتا ہے۔ اس طرح وہ چیزیں وہاں سے حاصل کر لی جاتی ہیں۔ اب وہاں کون رکھ جاتا ہے۔ اس کا علم کسی کو بھی نہیں ہوتا۔"

فلیک نے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور اس کی کنپٹی سے ہٹایا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ اس کمرے سے نکل کر دوبارہ پہلے والے کمرے میں آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ انتہائی قیمتی آلات انہوں نے کس پارٹی سے حاصل کئے ہیں تو اس پارٹی کو ٹٹولا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کھال کا ٹکڑا ابھی ٹرومین نے اس پارٹی سے حاصل کیا ہو۔ اس لئے ٹرومین کا کلیو آسانی سے مل سکتا ہے لیکن بلیک تھنڈر

اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار ثابت ہو رہی تھی۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ عمران کی بے چینی میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

اب عمران نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی ڈیوٹی ایئر پورٹ، اہم بس اڈوں اور ریلوے اسٹیشن اور اس طرح کے راستوں پر لگا رکھی تھی تاکہ اگر ٹرومین اور اس کے ساتھ زیرو گن سمیت شہر یا ملک سے باہر نکلنے لگیں تو انہیں پکڑا جا سکے۔

تمام ممبرز کو ٹرومین کا قد و قامت، حلیہ اس کے چلنے کا انداز وغیرہ بتایا گیا تھا کیونکہ چہرہ وغیرہ تو میک اپ سے بدلا جا سکتا تھا لیکن قد و قامت تبدیل نہ ہو سکتا تھا لیکن ابھی تک کسی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ آ رہی تھی۔

اس کا ذہن حقیقتاً اس وقت زلزلے کی زد میں تھا۔ لیکن اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس صورت حال میں اس کا ذہن سراسر ماؤف ہو چکا ہے کوئی راستہ، کوئی پوائنٹ کوئی کلیو سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ دارالحکومت تو انسانوں کا جنگل تھا۔ کروڑوں افراد یہاں رہتے تھے جن میں غیر ملکی اور مقامی دونوں تھے۔ اس جنگل میں سے وہ ٹرومین اور اس کے ساتھیوں کو وہ کیسے ڈھونڈے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

ٹرومین کے ساتھیوں کو اس نے سرے سے دیکھا تک نہ تھا۔ صرف ٹرومین اب تک سامنے آیا تھا۔ اور اب تک جو صورت حال تھی اس کے مطابق یہ حقیقت تھی کہ اس نے اس کھال کے ٹکڑے والی عجیب و غریب ایجاد کی بنا پر عمران کو مکمل طور پر شکست دے دی تھی اور عمران جو آج تک سائنسی برتری کی بنا پر مجرموں کو شکست دیتا چلا آیا تھا۔ اس بار

خود ایک سائنسی ایجاد کی بنا پر ہی شکست کھا گیا تھا۔

"میں نے بہر حال زیرو گن آٹھ بجے سے پہلے حاصل کرنی ہے ہر صورت میں"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک وہ اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال ایسے آیا تھا جیسے بجلی کا کوندا لپکتا ہے اور وہ دوڑتا ہوا رانا ہاؤس کے تہہ خانوں میں موجود لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس نے فلیک کے سامان سے نکلنے والا سپیشل ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

اب تک وہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر اس بات کا تجربہ کرتا رہا تھا کہ اس سے وہ ٹرومین کے پاس موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے رابطہ قائم کرکے اس کا محل وقوع تلاش کرسکے لیکن یہ ٹرانسمیٹر بھی عجیب وغریب ساخت کے تھے۔ ٹرومین کے ٹرانسمیٹر سے رابطہ تو قائم ہو جاتا تھا لیکن ایک تو دوسری طرف سے کوئی اٹنڈ نہ کرتا تھا۔ دوسرے چیکنگ مشینری اس کا محل وقوع تلاش نہ کر سکتی تھی۔

لیکن اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ جس وقت وہ ٹرومین سے رابطہ قائم کرتا رہا تھا اس وقت ٹرومین لازماً لیبارٹری کی طرف یا تو سفر کر رہا تھا یا لیبارٹری کی تباہی میں مصروف تھا۔ لیکن اب تو لازماً وہ واپس آ گیا ہوگا۔ اس لئے فلیک کے لہجے میں بات کرکے شاید وہ کوئی ایسا کلیو حاصل کرلے جس سے ٹرومین کو پکڑا جا سکے۔

اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اس کی کارکردگی کا تو اسے اچھی طرح علم ہو گیا تھا۔ اس میں صرف دو فریکوئنسیاں فٹ تھیں۔ ایک بین الاقوامی اور دوسری لوکل۔ اور یہ فریکوئنسیاں ٹرانسمیٹر کے اندر پہلے سے فٹ تھیں۔ باہر صرف بٹن تھا۔ جس کی مدد سے لوکل یا بین الاقوامی فریکوئنسی آن یا آف کی جا سکتی

تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی لوکل فریکوئنسی آن کی اور پھر فلیک کی آواز میں ٹرومین کو کال کرنے لگا۔ لیکن چار پانچ دفعہ مسلسل کال کرنے کے باوجود جب دوسری طرف سے کسی نے کال اٹنڈ نہ کی۔ تو عمران کے چہرے پر ایک بار پھر مایوسی کے بادل چھا گئے۔

اس کا یہ آئیڈیا بھی ناکام ثابت ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرومین ابھی تک واپس اپنی رہائش گاہ پر نہ پہنچا تھا۔ لیکن پھر وہ کہاں گیا۔ یہی بات غور طلب تھی۔ ظاہر ہے اسے زیرو گن کی ٹاپ سپیشل ایجنسی میں اطلاع اچانک ملی تھی اور وہ فوری حرکت میں آ گیا تھا۔ اس لئے لازمی بات ہے کہ اس نے ملک سے باہر نکلنے کے لئے کوئی پیشگی انتظام تو نہ کر رکھا ہوگا۔ اور نہ اتنی جلدی وہ کوئی ایسا انتظام کر سکتا تھا۔

اس سے عمران کے ذہن میں ایک اور خیال ابھرا کہ یقیناً ٹرومین کسی نہ کسی مقامی تنظیم سے ملک سے فرار ہونے کے بارے میں گفت وشنید کر رہا ہوگا۔ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس نے ہیڈ کوارٹر رپورٹ کی ہو اور ہیڈ کوارٹر نے اسے کسی خاص تنظیم یا گروپ کا پتہ بتایا ہو۔۔۔ کیونکہ یہاں اس نے کسی طرح وہ کاریں حاصل کیں اور رہائش گاہ بھی۔ البتہ جس کار میں وہ رانا ہاؤس آیا تھا اور پھر عمران کی کار میں بیٹھ کر گرین ہل کالونی گیا تھا۔ وہ کار بعد میں چوری شدہ ثابت ہوئی تھی۔ اس لئے ہو سکتا تھا کہ اس نے لیبارٹری میں واردات کرتے وقت جو کاریں استعمال کی ہوں وہ چوری کی ہوں لیکن اگر وہ لیموسین کاریں تھیں تو۔ لازماً وہ چوری کی نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ اس قدر قیمتی کاریں جنرل پارکنگ میں کوئی نہیں چھوڑتا۔ اگر ایسا ہوتا تو لازماً پولیس کے پاس ان کی چوری کی رپٹ موجود ہوتی لیکن ایسی بھی کوئی اطلاع نہ ملی

تھی جبکہ ٹائروں کے نشانات سے یہ بات واضح تھی کہ یہ کاریں فلیٹ ٹائرز والی لیموسین کاریں ہیں۔

اچانک عمران کے ذہن میں ایک اور آئیڈیا آیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی بین الاقوامی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اب وہ بالکل ایک نئے پہلو پر سوچ رہا تھا۔

"یس ـــــ ہیڈ کوارٹر۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"میں فلیک بول رہا ہوں باس پاکیشیا سے۔ اوور"۔ عمران نے فلیک کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ـــــ فلیک کہاں ہے۔ اوور"۔ ایک لمحے کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے بولنے والے نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں فلیک ہوں باس۔ اوور"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اس کی حیرت واقعی حقیقی تھی کیونکہ کم از کم اسے یقین تھا کہ کوئی بھی آدمی صرف بولنے سے اس کے لہجے کو غلط نہیں سمجھ سکتا۔

"بکواس مت کرو ـــــ کمپیوٹر نے تمہاری آواز او کے نہیں کی۔ تم انسانوں کو تو دھوکہ دے سکتے ہو کمپیوٹر کو نہیں۔ اس لئے بتاؤ تم کون ہو اور فلیک کہاں ہے؟"۔ دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔ اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ بلیک تھنڈر نے ایک بار پھر اسے شکست دے دی تھی۔ اس لحاظ سے بلیک تھنڈر واقعی سپر جا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے اس طرح سہی ـــــ میرا نام علی عمران ہے اور یہ سن

لو کہ نہ صرف فلیک اور اس کے ساتھی بلکہ ٹروین اور اس کے ساتھی بھی میرے قبضے میں پہنچ چکے ہیں اور میں عنقریب ان کی لاشیں تمہیں تحفے کے طور پر بھیج رہا ہوں اور پھر خود بھی موت کے فرشتے کے روپ میں تمہاری اس بلیک تھنڈر تنظیم کی گردن دبانے کے لئے آرہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے شاید بلیک تھنڈر کو کوئی عام سی تنظیم سمجھ رکھا ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو۔ بلیک تھنڈر تمہارے تصور سے بھی زیادہ باوسائل اور طاقتور تنظیم ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہارے پورے ملک پاکیشیا کو پلک جھپکنے میں راکھ کا ڈھیر بنا دے اور جہاں تک تمہاری اس بکواس کا تعلق ہے کہ ٹروین تمہارے قبضے میں ہے تو یہ سن لو کہ ٹروین تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس نے جس طرح تمہیں شکست دی ہے اسی سے تم اندازہ لگا سکتے ہو اور سن لو کہ زیرو گن ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہے اور ٹروین بھی تمہارے ملک سے روانہ ہو چکا ہے۔ اور تم نے ہیڈ کوارٹر کال کر کے اپنی موت کا سامان کیا ہے۔ اس لئے تم بھی چھٹی کرو۔ اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹا اور عمران جو اس کے بالکل سامنے بیٹھا ہوا تھا اچھل کر نیچے گرا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے ہزاروں گرم سلاخیں اس کے جسم میں گھستی چلی گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے جونی گروپ کے بارے میں عمران کو تو رپورٹ دے دی تھی، لیکن خود اس کے ذہن میں پتھے سے چلنے لگ گئے تھے۔ کیونکہ ایک لحاظ سے اس کی رپورٹ ناکامی کی رپورٹ تھی اور جس انداز میں عمران نے اس کی رپورٹ سنی تھی۔ اس سے ٹائیگر کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا باس عمران اس وقت ذہنی طور پر سخت پریشان ہے اور اسی سے اس نے اس مجرم ٹرومین کی اہمیت کا اندازہ لگایا تھا۔ کیونکہ جب وہ عمران سے اٹیچ ہوا تھا۔ اس نے آج تک عمران کو اس طرح پریشان اور اُلجھا ہوا نہ دیکھا تھا چنانچہ اس نے عہد کر لیا تھا کہ وہ خود اپنے طور پر کام کر کے اس ٹرومین کو ہر صورت میں ٹریس کرے گا۔ لیکن عہد کر لینا اور اس پر عمل کرنا دو علیحدہ علیحدہ باتیں تھیں۔ صرف عہد کر لینے سے تو ٹرومین خود چل کر اس کے سامنے نہ آ سکتا تھا۔ ٹرومین کو اس نے دیکھا بھی نہ تھا۔ اس لئے اس کے حلیئے کے متعلق تو نہ جانتا تھا۔ البتہ رپورٹ دینے کے بعد عمران نے اُسے ٹرومین کا قدو

قامت بتایا تھا۔ اور اسے تلقین کی تھی کہ وہ اسے تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے اسے صرف قدو قامت کا علم تھا لیکن اس قدو قامت کے تو دارالحکومت میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہی آدمی موجود ہوں گے اس لئے وہ ٹرومین کو کیسے تلاش کرے اور کہاں تلاش کرے۔ بس یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ وہ اس وقت رین بو کلب کے ہال میں اپنے مخصوص میک اپ میں بیٹھا ہوا تھا۔

" کیا بات ہے ٹائیگر۔ آج کسی گہری سوچ میں غرق لگتے ہو"۔ اچانک ایک آواز اسے قریب سے سنائی دی اور ٹائیگر چونک پڑا۔ ایک نوجوان اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

" اوہ۔ جیگر تم ——— آؤ بیٹھو۔ تم تو یار کئی دنوں سے غائب تھے کہاں چلے گئے تھے"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا اور جیگر مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔ یہ ٹائیگر کا خاصا گہرا دوست تھا۔ اور ٹائیگر کی اس سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ جیگر زیر زمین دنیا میں منشیات کی سمگلنگ میں ملوث تھا لیکن چونکہ انتہائی چھوٹا کارندہ تھا اس لئے ٹائیگر کے لئے اس کی دوستی صرف وقت گزارنے تک ہی محدود تھی۔

" بزنس کے ایک چکر میں اُلجھا ہوا تھا۔ لیکن تم نے بتایا نہیں کہ خلاف معمول اس قدر گہری سوچ کیوں ہے اور تم مجھے کچھ ضرورت سے زیادہ پریشان بھی لگتے ہو"۔ جیگر نے غور سے ٹائیگر کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" بس یار ایک اُلجھن ہے بزنس کے سلسلے میں۔ وہ جونی گروپ میں مارٹی اور جیکب تھے ناں۔ وہ میرے بھی دوست تھے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" مارٹی اور جیکب ——— اوہ جن کی لاشیں گرین ہل کالونی کی کسی کوٹھی

سے ملی ہیں۔ مجھے ابھی پتہ چلا ہے لیکن وہ تو جونی گروپ سے کافی عرصہ پہلے علیحدہ ہو چکے تھے۔" جیگر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اور میں نے بتایا ہے کہ وہ میرے دوست تھے۔ اور جب سے مجھے ان کے قتل کی اطلاع ملی ہے میرا دل انتقام سے بھر گیا ہے۔ میں ان کے قاتلوں سے انتقام لینا چاہتا ہوں لیکن مجھے یہ پتا نہیں چل رہا کہ انہیں کس نے ہائر کیا تھا۔ ظاہر ہے وہی ان کا قاتل ہوگا۔ بس اسی الجھن میں تھا کہ تم آ گئے" ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ —— جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ گذشتہ کئی ماہ سے جعلی کرنسی کے بزنس میں ملوث تھے۔ اور تم جانتے تو ہو کہ جعلی کرنسی کا دھندہ باڈی کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ اس لئے لازماً وہ باڈی کے ساتھ مل کر ہی کام کر رہے ہوں گے اور وہی بتا سکتا ہے کہ انہیں کس نے ہائر کیا تھا۔ ویسے ایک بات بتا دوں باڈی بہت طاقتور آدمی ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو وہ اپنے آدمیوں کا انتقام خود ہی لے لے گا۔" جیگر نے جواب دیا۔

"باڈی —— وہ گولڈن بار والا۔ اسی کی بات کر رہے ہو ناں"

ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں —— وہی۔" جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— پھر ٹھیک ہے۔ وہ واقعی ان کا انتقام لے سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب مجھے قدرے تسلی ہو گئی ہے اور سناؤ کیا ہو رہا ہے۔ ارے ہاں یہ بتاؤ تم کیا پیو گے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"کچھ نہیں —— میں ایک ضروری کام سے جا رہا تھا کہ تمہیں اس طرح پریشان دیکھ کر رک گیا۔ پھر ملیں گے۔ اچھا اجازت۔" جیگر نے کہا اور اٹھ

کھڑا ہوا۔

"او کے۔ اگر کوئی مجبوری ہے بزنس کی تو ٹھیک ہے میں تمہیں روکوں گا نہیں۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیگر تھینک یو کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

اور پھر اس کے کلب سے جانے کے چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر بھی اٹھا اور تیزی سے چلتا ہوا کلب سے باہر آ گیا۔ وہاں اس کی ہیوی موٹر سائیکل موجود تھی اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے وہ گولڈن بار کی طرف چل پڑا۔

باڈی کو وہ اچھی طرح جانتا تھا اور باڈی بھی اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر گولڈن بار پہنچ کر باڈی کے دفتر میں داخل ہو رہا تھا۔ کاؤنٹر سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ باڈی دفتر میں موجود ہے۔

"اوہ —— ٹائیگر تم —— آؤ —— آج ادھر کیسے آنا ہوا۔" لحیم شحیم باڈی نے ٹائیگر کو دفتر میں داخل ہوتے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ تم نے میرے دوستوں کا انتقام لینے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔" ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کرسی گھسیٹ کر باڈی کے سامنے میز پر بیٹھ گیا۔

"کن دوستوں کی بات کر رہے ہو۔" باڈی نے چونک کر پوچھا۔

"مارٹی اور جیکب کی بات کر رہا ہوں۔ وہ میرے بہترین دوست تھے اور تمہارے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اور سنو باڈی تم اگر کسی وجہ سے مجبور ہو تو مجھے بتاؤ ابھی ٹائیگر کے بازوؤں میں اتنا دم موجود ہے کہ اس آدمی سے اپنے دوستوں کا انتقام لے سکے جس نے انہیں ہائر کر کے قتل کر دیا ہے یا

کروا دیا ہے۔" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

" تمہیں کس نے بتایا کہ وہ میرے ساتھ کام کر رہے تھے،" باٹی کے لہجے میں حیرت تھی۔

" بتانا کس نے تھا مجھے معلوم تھا۔ تمہیں بتایا تو ہے وہ میرے بہترین دوست تھے،" ٹائیگر نے کہا اور باٹی نے ایک طویل سانس لیا۔

" دیکھو ٹائیگر ـــــ تم اس معاملے میں کوئی مداخلت نہ کرو میں خود نمٹ لوں گا۔ میں ابھی تحقیقات کر رہا ہوں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے البتہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ جس نے انہیں ہائر کیا تھا اس کا ہاتھ اس میں نہیں ہے" باٹی نے جواب دیا۔

" یہ کیسے ممکن ہے ـــــ لازماً اسی کا ہاتھ ہوگا" ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

" نہیں ـــــ اس بارے میں میری تسلی ہے۔ وہ اس لائن کا آدمی نہیں ہے" باٹی نے جواب دیا۔

" اگر وہ اس لائن کا آدمی نہیں ہے تو پھر اُسے مارٹی اور جیکب کو ہائر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیسی باتیں کر رہے ہو باٹی۔ کیا تم ٹائیگر کو احمق سمجھتے ہو" ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے اس نے کسی کے لئے ہائر کیا ہو۔ بہرحال اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ خود اس چکر میں ملوث نہیں ہے اور ایک بات اور بتا دوں کہ یہ دونوں میرے ذریعے ہائر بھی نہیں ہوتے۔ ان کے براہِ راست تعلقات اس آدمی سے تھے لیکن وہ مجھے اس لئے بتانے پر مجبور تھے کہ میں انہیں اپنے بزنس کے ایک چکر میں بھیجنا چاہتا تھا لیکن انہیں ادھر سے شاید لمبی رقم کی آفر تھی۔ اس لئے انہوں نے بتایا اور میں خاموش ہو گیا" باٹی نے

سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" اچھا ـــــ ایسا کون سا آدمی ہے انہوں نے میرے ساتھ کبھی ایسے آدمی کا ذکر نہیں کیا جس کا اس لائن سے تعلق بھی نہ ہو اور وہ مارٹی اور جیکب جیسوں کو ہائر بھی کرے اور لمبی رقم بھی دے۔" ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" مجھے تمہاری طبیعت کا اندازہ ہے۔ اب جب تک تم اس آدمی کے بارے میں تفصیلات نہ پوچھ لو گے تمہیں چین نہیں آئے گا۔ اس لئے میں بتا دیتا ہوں تاکہ تم خود بھی تسلی کر لو۔ اس کا نام جبار ہے اور وہ روز گارڈن میں موجود میوزیم کا منیجر ہے۔ اب بولو ایسا آدمی اس لائن کا ہو سکتا ہے" باٹی نے کہا۔

" روز گارڈن میں میوزیم منیجر جبار۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس طرح کے لوگ تو واقعی اس چکر میں نہیں اُلجھتے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ میوزیم کی وجہ سے اس کے تعلقات کسی غیر ملکی سے ہوں اور اس کے لئے انہوں نے اسے ہائر کیا ہو۔ بہرحال ٹھیک ہے باٹی مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے زیادہ باوسائل اور طاقت ور ہو۔ اس لئے تم میرے دوستوں کا انتقام ضرور لینا۔ بس میری تو یہی خواہش ہے۔" ٹائیگر فوراً ہی پٹڑی بدل گیا۔

" تم فکر نہ کرو ٹائیگر ـــــ بس مجھے معلوم ہو جائے کہ انہیں مارنے والا کون تھا پھر دیکھنا میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔" باٹی نے مسکراتے ہوئے کہا ٹائیگر جیسے سر پھرے غنڈے کی تعریف نے اس کے چہرے پر مسرت کی چمک پیدا کر دی تھی۔

" تم نے پوچھا تو ہوگا اس جبار سے۔ وہ کیا کہتا ہے۔" ٹائیگر نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"میں نے اس سے بات کی ہے لیکن وہ قسمیں کھاتا ہے کہ اس نے نہ تو انہیں ہائر کیا ہے اور نہ کوئی رقم دی۔ اس نے صرف اتنا بتایا ہے کہ بس کلب وغیرہ میں اس کی ان سے ملاقات ہو جاتی تھی اور وہ اکٹھے بیٹھ کر شراب پی لیتے تھے۔ اور تم جانتے ہو مجھے کسی کے جھوٹ سچ کا فوراً پتہ لگ جاتا ہے اور وہ منیجر سچ بول رہا تھا۔ یقیناً ان دونوں نے مجھ سے بھی غلط بیانی کی ہے۔ بس ویسے ہی انہوں نے اس منیجر کا نام لے دیا۔" باٹی نے کہا۔

"اوہ ——— واقعی ایسا ہی ہوگا۔ بہرحال تم معلوم کر سکتے ہو اصل چکر کو۔ میں پھر آؤں گا۔ تم کوشش جاری رکھنا۔ اچھا اجازت" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"بالکل ——— کوشش تو جاری ہے۔ تم فکر نہ کرو" باٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر اس سے مصافحہ کر کے باہر آ گیا۔

اب ایک اور نام سامنے آیا تھا۔ لیکن بات واقعی اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ کہ ایک میوزیم کا منیجر اس دھندے میں کیسے ملوث ہو سکتا ہے اور پھر اس نے کسی بھی سلسلے میں اس جبار کا نام بھی نہ سنا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اس سے خود ملنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے موٹر سائیکل کا رخ روز گارڈن کی طرف موڑ دیا۔

جب وہ منیجر کے دفتر میں داخل ہوا تو بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے جو شخص بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا لیکن مختلف نام سے زیر زمین دنیا میں اس کا نام ہاشو تھا اور ہاشو بطور پیشہ ور قاتل خاصا معروف تھا لیکن ٹائیگر کی اس سے کبھی براہ راست ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اس نے بس اسے مختلف جگہوں پر آتے جاتے دیکھا تھا۔ اور اب یہ بدنام پیشہ ور قاتل

ایک سرکاری میوزیم کا منیجر بنا بیٹھا تھا۔ اور اس حیثیت سے اس کا نام جبار تھا۔ اس کے ذہن میں کھٹک پیدا ہو گئی۔

"جی فرمایئے ——— میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں" جبار نے چونک کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک آدمی کو قتل کرانا ہے۔ اس کا نام ٹروبین ہے۔" ٹائیگر نے براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ——— قتل ——— ٹروبین۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" جبار ٹائیگر کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اور ٹائیگر کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ ٹروبین کا نام سن کر جبار یا ہاشو کے چہرے پر جو تاثرات پیدا ہوئے تھے ان سے صاف ظاہر تھا کہ اس کا تعلق ٹروبین سے ہے۔

"دیکھو جبار مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تمہارا اصل نام ہاشو ہے اور تم ایک معروف پیشہ ور قاتل ہو۔ میرا اپنا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اور میرا نام ٹائیگر ہے۔ اس لئے تم دنیا سے چھپنے کے لئے تو منیجر جبار ہو سکتے ہو لیکن میرے لئے تم ہاشو ہو۔ ٹائیگر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر ٹائیگر۔ میں نے تو کبھی زندگی میں چڑیا کا بچہ نہیں مارا۔ میں پیشہ ور قاتل کیسے ہو سکتا ہوں۔ میری تو تمام زندگی میوزیم میں ملازمت کرتے گزر گئی ہو" جبار نے جواب دیا۔

"اچھا ——— ہو سکتا ہے مجھے ہی غلط فہمی ہو گئی ہو۔ ویسے تمہاری شکل اور قد و قامت بالکل ہاشو سے ملتا ہے۔ اوکے۔ تکلیف معاف۔ میں چلتا ہوں" ٹائیگر نے معذرت آمیز لہجے میں کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا

لیکن دفتر کا دروازہ کھول کر باہر جانے کی بجائے اس نے اُلٹا اس کی چٹخنی چڑھائی اور پھر تیزی سے مڑا تو اس کے ہاتھ میں خوفناک ریوالور چمک رہا تھا

"تو پھر مجھ سے ملو ——— ٹائیگر سے۔ میں پیشہ ور قاتل ہوں اور ٹرومین نے مجھے تمہارے قتل پر تعینات کیا ہے" ٹائیگر نے تیز اور سرد لہجے میں کہا اور قدم بہ قدم آگے بڑھنے لگا۔

"میرا خیال ہے تم شاید نشے میں ہو۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ ممکن ہی نہیں ہے" جبار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن ٹائیگر نے دیکھ لیا تھا کہ ریوالور دیکھنے اور اس سچویشن میں پھنسنے کے باوجود اس کے چہرے پر کوئی گھبراہٹ نہیں تھی۔ اس سے بھی صاف ظاہر تھا کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے کیونکہ عام آدمی کا اس سچویشن میں ردعمل قطعاً مختلف ہوتا ہے۔

"کیوں ممکن نہیں ہے۔ ٹرومین کو جب تک ضرورت تھی تمہاری اس نے تمہیں زندہ رکھا۔ جب تمہاری ضرورت ختم ہوئی اس نے تمہارے قتل کا حکم دے دیا" ٹائیگر نے میز کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور نہ صرف ریوالور اڑتا ہوا اس کے ہاتھ سے دور جا گرا۔ بلکہ وہ خود بھی ہاتھ پیر مارتا ہوا کسی کنوئیں نما جگہ میں گرتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں ایک دھماکے کے ساتھ وہ ایک سخت جگہ سے ٹکرایا۔

یہ ٹکر اس قدر سخت تھی کہ اسے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں اور اس کے دماغ پر رنگ برنگے ستاروں نے رقص کرنا شروع کر دیا تھا۔ خوفناک اور گھپ اندھیرا ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بھی کام نہ کر رہی تھیں لیکن چند ہی لمحوں بعد اس نے اپنے آپ کو

سنبھالنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ اُسے گرنے سے چوٹیں ضرور لگی تھیں لیکن بہرحال اس کے جسم کی ہڈیاں سلامت تھیں۔ اس نے فرش پر ہاتھ ٹکائے اور پھر ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑا ہونا چاہا لیکن پھر اس پر ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا۔ کہ اس کا نچلا جسم اور ہاتھ فرش سے اس طرح چمٹ گئے تھے جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑانے چاہے لیکن بے سود۔ اور اسی لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس جگہ تیز روشنی پھیل گئی۔ اور ٹائیگر کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے چندھیا گئیں۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے سامنے کھڑے جبار کو دیکھ لیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا اور اس کا فرش کسی عجیب سی دھات کا بنا ہوا تھا۔ اوپر چھت بھی برابر اور ہموار تھی۔

"ہاں ——— اب بتاؤ تمہارا تعلق کس سے ہے اور تم یہاں تک کیسے پہنچے۔" جبار نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس نے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔

"بتایا تو ہے ——— اور کیا بتاؤں" ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے جبڑے پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اس کا ذہن بری طرح چکرا گیا اور اسے اپنے ہونٹوں پر اپنے خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔ جبار نے پوری قوت سے اس کے جبڑے پر مشین گن کا ہٹ مارا تھا۔

"اُلو کے پٹھے میرے سامنے بکواس کر رہے ہو۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو احمق آدمی۔ ٹرومین تمہارے آنے سے تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں سے گیا ہے اور جس جگہ میں وہ یہاں آیا تھا تم اس کا تصور

بھی نہیں کر سکتے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ ٹروبین نے تمہیں میرے قتل کے
لئے بھیجا ہے ـــــ بولو کون ہو تم اور یہاں کیسے پہنچے" جبار نے ایک
اور ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی
نکل گئی۔ اس کے جبڑے میں درد کی شدید لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"تم سچ سننا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے سُن لو۔ تم نے مجھے مار تو دینا ہے
لیکن تم شاید ٹروبین سے واقف نہیں ہو۔ وہ بے حد گہرا آدمی ہو۔ اس نے
مجھے باقاعدہ ہائر کر رکھا ہے اور اس نے یہاں سے جاتے ہی مجھے فون
کر کے کہا ہے کہ میں کل اپنا مشن مکمل کر سکتا ہوں لیکن میں نے کل ایک اور
دھندے میں جانا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ کل تک کون انتظار کرے۔
چنانچہ میں ابھی آ گیا۔

اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم نے یہاں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں"۔
ٹائیگر نے انداز سے ایک کہانی گھڑتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ٹروبین
کے ابھی یہاں سے جانے کی بات سننے اور یہاں کے جدید سائنسی انتظامات
دیکھنے کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ لازماً ٹروبین نے وہ اہم ملکی راز اسی جبار کے
حوالے ہی کیا ہو گا۔

"پھر وہی بکواس ـــــ ایسا ناممکن ہے" جبار نے غصے کی شدت
سے چیختے ہوئے کہا۔

"سُنو ـــــ میں تمہیں تصدیق کرا سکتا ہوں۔ میرا نچلا جسم تو ویسے ہی
جکڑا ہوا ہے۔ اس لئے میں حرکت تو نہیں کر سکتا۔ میرے ہاتھ آزاد کر دو
اور مجھے فون لا دو۔ ابھی تمہیں تصدیق ہو جائے گی" ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے
کہا کیونکہ اس نے اپنی پہلی بات کا ردعمل جبار کے چہرے پر دیکھ لیا تھا کہ

اس کے چہرے پر ہلکے سے تذبذب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اور اس نے
چیخ کر جو جواب دیا تھا یہ بات بھی اس کے ذہنی تذبذب کو پوری طرح عیاں
کرتی تھی۔

"ہونہہ ـــــ ٹھیک ہے اگر تم اس بات کی تصدیق کرا دو تو میں وعدہ
کرتا ہوں کہ تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔" جبار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور
تیزی سے اس کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے
کے ساتھ موجود بٹنوں کے ایک بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اور ٹائیگر پوری طرح چوکنا ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب کیا ہو گا۔ جبار
نے لازماً فرش کا یہ چپکنے والا سسٹم ایک لمحے کے لئے آف کرنا ہے کیونکہ
لامحالہ ٹائیگر نے پہلے ہاتھ اٹھانے ہیں اور اسے رکنے کے لئے کچھ وقت چاہیے
تھا۔ اور وہ اُٹھنے سے پہلے دوبارہ سسٹم آن کر دے گا۔ اور اس طرح
ٹائیگر کا نچلا جسم فرش سے ہی چپکا رہے گا۔ لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ یہی اس کے
لئے آخری موقع ہو گا۔ چنانچہ اس کے اعصاب تن گئے۔

اور پھر جیسے ہی جبار نے پینل کے درمیان سرخ رنگ کا بٹن دبایا ٹائیگر
بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح سیدھا کھڑا ہو چکا
تھا جیسے اس کے نچلے جسم میں انتہائی طاقت ور سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔

جبار کی چونکہ اس کی طرف پشت تھی اس لئے وہ اُسے اُٹھ کر کھڑا
ہوتے نہ دیکھ سکا بلکہ اس نے دوسرے لمحے بٹن کو دوبارہ پریس کر دیا اور
پھر اطمینان سے مڑا لیکن اسی لمحے ٹائیگر اپنی جگہ سے دوڑا اور پھر اس سے
پہلے کہ جبار کچھ سمجھتا ٹائیگر کا خوفناک مکہ اس کے جبڑے پر پڑا۔ اور وہ
بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر فرش پر جا گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن

اب وہ خود اپنے جال میں پھنس چکا تھا اور ——— خود فرش سے پہلو کے بل چپکا پڑا تھا۔

مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی جبکہ ٹائیگر اسی طرح اطمینان سے کھڑا تھا۔ ٹائیگر نے پہلے ہی چیک کر لیا تھا کہ فرش کی چپکنے والی خاصیت کا اثر ربڑ پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ جبار نے پیروں میں جو جوتے پہنے ہوئے تھے وہ ربڑ سول کے تھے۔ اور اب یہ اتفاق تھا کہ ٹائیگر کے جوتے بھی ربڑ سول کے تھے۔ اس لئے ٹائیگر اطمینان سے چل پھر سکتا تھا۔ ہاں البتہ اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ فرش سے چھو جاتا چاہے اس حصے پہ لباس موجود ہوتا یا نہ ہوتا وہ لازماً چپک جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ اب ٹائیگر جبار کی طرح اطمینان سے کھڑا تھا اور جبار فرش سے چپکا پڑا تھا۔

ٹائیگر نے مشین گن اٹھانے کی کوشش نہ کی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ مشین گن کہیں فرش سے چپکی ہوئی نہ ہو اور اسے ہاتھ لگاتے ہی وہ خود بھی اگر چپک گیا تو پھر اس کے لئے بڑی مصیبت بن جائے گی۔

" اب بتاؤ جبار کہ ٹرومین نے جو راز تمہیں دیا ہے وہ تم نے کہاں رکھا ہے" ٹائیگر نے جبار کے سر پر پہنچتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" بکواس مت کرو۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ تم اس قدر ہوشیار اور پھرتیلے ہو سکتے ہو۔ لیکن میرا کسی ٹرومین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" جبار نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اور اس سے اس کی مرضی کے خلاف کچھ اگلوا لینا انتہائی ناممکن ہے۔ لیکن جبار کو شاید یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے سامنے ٹائیگر کھڑا ہے جو اس قدر سرد مزاجی سے

تشدد کرتا تھا کہ پتھر بھی بول پڑنے پہ مجبور ہو جاتے تھے۔

" ٹھیک ہے مت بتاؤ" ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب سے ایک تیز دھار والا پتلا سا خنجر نکال لیا۔ خنجر واقعی بے حد تیز تھا۔ اس کی دھار روشنی میں ہیرے کی طرح چمک رہی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جبار کچھ سمجھتا ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور جبار کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے وہ کمرہ لرز اٹھا۔ خنجر کے ایک ہی جھٹکے نے جبار کی آنکھ کا ڈھیلا باہر اچھال دیا تھا اور اس کی آنکھ سے خون ملا ہوا پانی بہنے لگا۔ اس کا اوپر والا جسم بری طرح تڑپ رہا تھا۔ چونکہ اس کا پہلو فرش سے چپکا ہوا تھا اس لئے وہ چت بھی نہ ہو سکتا تھا۔

" مت بتاؤ" ٹائیگر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اور جبار کی ناک آدھی سے زیادہ کٹ کر اس کے جسم پہ جا گری۔ اس کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی۔

" کچھ مت بتاؤ۔ میں پوچھتا بھی نہیں ہوں" ٹائیگر نے کہا اور اس بار جبار کا کان تیز دھار خنجر کی زد میں آگیا۔ جبار اب چیختا اور پھڑکتا ہوا یکلخت ساکت سا ہو گیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے جب خنجر نے اس کے گال کو آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تو وہ چیخ مار کر خود ہی ہوش میں آگیا۔

" ابھی سے ——— مسٹر جبار عرف ہاشو۔ ابھی تو مجھے مزہ بھی نہیں آنا شروع ہوا۔" ٹائیگر نے غیر انسانی لہجے میں کہا اور اس بار خنجر نے جبار کے کان کے نیچے ایک لمبا گھاؤ ڈال دیا۔

" رک جاؤ ——— خدا کے لئے رک جاؤ ——— تم جانور ہو۔ تم وحشی

ہو۔ تم انسان نہیں ہو۔ میں بتاتا ہوں،" جبار نے بُری طرح چیختے ہوئے
کہا۔

"بس بولتے جاؤ۔ میرا ہاتھ اس طرح نہیں رُک سکتا۔" ٹائیگر نے کہا
اور اس بار اس نے خنجر سے جبار کی پیشانی کی کھال اس طرح اڑا دی جیسے
قصائی جانور کی کھال اُتارتا ہے۔

"وہ زیرو گن ہے جو میں نے بدھ کے مجسمے میں رکھی ہے۔ صبح وہ
کانڈا چلی جائے گی۔" جبار نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لاشعوری انداز میں چیخ رہا ہو۔ اور ٹائیگر
بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ انسان چاہے کتنے ہی مضبوط اعصاب
کا مالک ہو، آخر وہ لمحہ آ ہی جاتا ہے جب اس کی برداشت کی حد ختم ہو
جاتی ہے۔ اور جبار کا اس طرح لاشعوری انداز میں چیخ کر بتانا ظاہر کر رہا
تھا کہ جبار کی قوت برداشت بھی اس غیر انسانی اور ظالمانہ تشدد کے
سامنے آخر کار دم توڑ گئی ہے۔

"صرف ایک لمحے کے لئے ہاتھ روکوں گا۔ بولو یہ مجسمہ کہاں موجود
ہے۔ اس جگہ کا راستہ کہاں ہے اور یہاں کتنے افراد موجود ہیں۔ پوری
تفصیل ایک لمحے میں بتا دو۔ ورنہ ....." ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور
اس بار خنجر نے دوسرے گال کو آدھے سے زیادہ کاٹ دیا۔

"مت مارو ——— مت مارو ——— میں بتاتا ہوں۔ یہاں میرے
علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ اس دروازے سے باہر راہداری ہے اس
کے کونے میں اس سٹور کا دروازہ ہے جس میں وہ باکسز موجود ہیں۔ ان
باکسز میں مجسمے میں وہ زیرو گن موجود ہے۔" جبار نے ہذیانی انداز میں

جواب دیا۔

"اوکے۔ ابھی تصدیق ہو جاتی ہے۔" ٹائیگر نے کہا اور خون آلود خنجر
کو اس نے بڑے اطمینان سے جبار کے لباس سے صاف کیا اور خنجر
کو جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ واقعی باہر ایک تنگ سی
راہداری موجود تھی اور راہداری کے آخر میں ایک کمرے کا دروازہ بھی
نظر آ رہا تھا۔

ٹائیگر نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر بڑے
محتاط انداز میں اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا سا سٹور تھا۔ اور وہاں بے شمار
کاٹھ کباڑ اِدھر اُدھر بکھرا پڑا تھا۔ البتہ ایک سائیڈ پر لکڑی کے چھوٹے
بڑے کئی باکس پڑے ہوئے تھے۔

ٹائیگر نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اسے ایک طرف پڑا ہوا ہتھوڑا
نظر آ گیا۔ اس نے ہتھوڑا اُٹھایا اور پھر اس نے لکڑی کے ان باکسز کو بڑی
بیدردی سے توڑنا شروع کر دیا۔ لیکن سارے باکسز توڑنے کے باوجود ان
میں سے کسی میں سے بھی ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی جسے وہ پاکیشیا کا اہم راز
سمجھتا۔ ویسے جبار نے اسے اس کا نام بتا دیا تھا وہ اسے زیرو گن کہہ رہا تھا۔
لیکن ان باکسز میں تو سوائے میوزیم سے متعلقہ نایاب چیزیں، قدیم بت اور
ایسی ہی دوسری چیزیں تھیں۔

اس کا مطلب ہے اس جبار نے جھوٹ بولا ہے۔ لیکن جس طرح وہ لاشعوری
انداز میں بتا رہا تھا ایسی حالت میں تو وہ کسی طرح جھوٹ نہیں بول سکتا۔"
ٹائیگر نے سوچا اور پھر اس نے ایک بت نما چیز اُٹھائی اور پوری قوت

سے اسے فرش پر دے مارا۔ یہ بت مٹی کا تھا۔ اس لئے ایک لمحے میں وہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گیا۔ ٹائیگر نے دوسرے کو بھی اسی طرح زمین پر مارنے کے لئے اٹھایا لیکن اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار کانپ اٹھا۔ اسے اس زیرو گن کی تفصیلات کا تو کوئی علم ہی تھا۔ بجائے یہ کوئی خوفناک بم ہے یا کوئی نازک سا پرزہ۔ بہرحال فرش پر مارنے سے وہ ایٹم بم کی طرح پھٹ بھی سکتا تھا اور ٹوٹ پھوٹ بھی سکتا تھا۔ اس لئے وہ رک گیا۔

پھر اس نے ایک اور ترکیب سوچی اور اس نے ایک بڑے خالی باکس میں وہاں موجود ساری چیزیں ڈالیں اور کمرے میں سے نکل کر راہداری میں سے گزر کر واپس اسی کمرے میں آیا جس میں وہ جبار ابھی تک اسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

ٹائیگر نے باکس کو فرش پر رکھا اور جیب سے ایک بار پھر خنجر نکالا اور پھر اس نے خنجر کو پوری قوت سے جبار کے بازو میں گھونپ دیا۔ جبار کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ دوبارہ ہوش میں آ گیا۔ اس کی اکلوتی آنکھ جو تکلیف کی شدت سے گہری سرخ ہو رہی تھی کھل گئی۔

"تم مجھے دھوکہ دے رہے تھے۔ ان باکسز میں تو سوائے بتوں کے اور کچھ نہیں۔ اب میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا۔" ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں موجود خنجر ایک بار پھر پوری قوت سے اس کی گردن کی ایک سائیڈ پر اس طرح مارا کہ اس پر زخم تو آ گیا لیکن کوئی رگ نہ کٹی۔ جبار کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ ایک بار پھر لرزنے لگا۔

"کک ---- کک ---- کانسی والے بت کے پیٹ میں۔" جبار نے ہذیانی انداز میں کہا تو ٹائیگر ہونٹ بھینچے اس پر جھک گیا۔ کانسی والا بڑا

سا بت اوپر ہی پڑا ہوا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے اسے اٹھایا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ بھی فرش سے نہ چپک جائے۔ لیکن بت اٹھاتے وقت اسے کچھ نہ ہوا۔

اس نے اس بت کو الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن وہ بس بت ہی تھا۔ وہ ایک بار پھر جبار کی طرف مڑا لیکن جبار دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا ٹائیگر نے ایک لمحہ سوچا اور پھر یہی بت اٹھائے وہ کمرے سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اسی سٹور میں آ گیا۔ اسے وہاں ایک کھلی الماری کے اندر جدید قسم کا کٹر نظر آ گیا تھا۔ اس نے کٹر اٹھایا۔ اسے بجلی سے منسلک کیا اور پھر اس نے بڑی احتیاط سے اس بت کو سائیڈوں سے کاٹنا شروع کر دیا۔ وہ واقعی محتاط تھا کیونکہ زیرو گن کی طرف سے بھی اسے خطرہ تھا لیکن چند لمحوں میں اس جدید کٹر کی مدد سے اس نے بت کی دونوں سائیڈوں کو کاٹ دیا اور پھر اسے اندر پیکنگ میٹریل نظر آیا تو اس نے احتیاط سے اسے ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کامیابی سے چمک اٹھیں۔

اندر ایک دھات کا باکس موجود تھا جس پر لکھے ہوئے دو حروف زیڈ جی صاف نظر آ رہے تھے۔ اس نے بڑی احتیاط سے اس باکس کو بت سے باہر نکال لیا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے ایک موٹے کاغذ کا بڑا سا شاپنگ بیگ نظر آ گیا۔ اس نے اس باکس کو اس تھیلے میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اسی کمرے میں آیا۔ جبار اب ہوش میں آ چکا تھا لیکن بے تحاشا تکلیف اور خون نکل جانے کی وجہ سے وہ تقریباً نیم مردہ ہو چکا تھا۔ وہ مسلسل کراہ رہا تھا۔

"سنو جبار ——— میں چاہوں تو ایک لمحے میں تمہاری گردن تمہارے دھڑ سے علیحدہ ہو سکتی ہے لیکن میں تمہیں اس بے بسی کی حالت میں مارنا نہیں چاہتا۔ لیکن اگر مجبوری ہو تو دوسری بات ہے۔ اگر تم مجھے باہر نکلنے کا راستہ بتا دو تو میں یہ چیکنے والا بٹن آف کر دوں گا۔ میرے باہر نکل جانے کے بعد تم خود ہی اپنے علاج معالجے کا بندوبست کر لینا۔" ٹائیگر نے قدرے نرم لہجے میں کہا اور جبار نے اسے سٹور والے کمرے سے اپنے دفتر میں جانے والا راستہ بتا دیا۔

ٹائیگر نے سر ہلایا اور دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے واقعی چیکنے والا بٹن آف کر دیا۔

"اچھا ——— خدا حافظ" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور دروازے سے باہر نکل کر وہ ایک سائیڈ پر دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد جبار کی کراہتی ہوئی آواز اسے دروازے کے قریب آتی سنائی دی۔ اور پھر جبار لڑکھڑاتا ہوا باہر آیا اور ادھر ادھر دیکھے بغیر اسی طرح لڑکھڑاتا ہوا اس سٹور والے کمرے میں گیا۔ ٹائیگر خاموشی سے اس کے پیچھے آگے بڑھا۔ اور سٹور کے دروازے کے قریب رک گیا۔

جبار سٹور میں داخل ہو کر سیدھا ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے کھل گئی۔ اور جبار لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ حالانکہ ٹائیگر کو اس نے دوسرا تہہ خانہ بتایا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا تو اس نے دیکھا کہ دوسری طرف ایک خوبصورت سا کمرہ تھا جس میں بیڈ بھی موجود تھا اور ٹیلیفون بھی۔ جبار کی اس کی طرف پشت تھی اور وہ ٹیلیفون پر جھکا ہوا تھا۔ ٹائیگر بلی کی سی احتیاط

سے پنجوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ فون نمبر دیکھنا چاہتا تھا۔

جبار چونکہ ذہنی طور پر پوری طرح ہوش میں نہ تھا اور ویسے بھی ٹائیگر نے ربر سول کے جوتے پہنے ہوئے تھے اور پھر وہ حتی الامکان احتیاط بھی کر رہا تھا۔ اس لئے جبار کو ذرا سی آہٹ بھی سنائی نہ دی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر آہستہ آہستہ نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اب وہ نمبر ٹائیگر کو بخوبی نظر آ رہے تھے۔

"ہیلو ——— جانسن سے بات کراؤ۔ میں جبار بول رہا ہوں" جبار نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔

"اوہ ——— مسٹر جانسن تو کہیں باہر گئے ہوئے ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا۔ بولنے والے کا لہجہ شاید قدرتی طور پر بلند تھا اس لئے اس کی ہلکی سی آواز ٹائیگر کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔

"اچھا ——— جیسے ہی جانسن آئے اسے میرا پیغام دے دینا کہ وہ ڈرومین کو اطلاع کر دے کہ زیڈ بھی ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ وہ مجھ سے خود بات کر لے گا۔ جبار نے اسی طرح لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے بات سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور واپس مڑا ہی تھا کہ ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور خنجر جو وہ اس دوران جیب سے نکال چکا تھا، بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح جبار کی گردن کے عین درمیان میں گھستا چلا گیا۔

جبار چیخ مار کر پشت کے بل اس میز پر گرا جس پر فون رکھا ہوا تھا۔ اور پھر میز سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ لیکن صرف چند لمحوں تک۔ اس کے بعد اس کا جسم سیدھا ہو گیا۔ اس کی اکلوتی آنکھ چڑھ گئی تھی

وہ ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر اس کی شہ رگ میں خنجر مارا تھا۔ تاکہ اس کا خاتمہ جلد ہو جائے۔ وہ اب تک اس لئے رُکا ہوا تھا کہ اسے یقین تھا کہ جبار لازماً ٹرومین سے بات کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح اس ٹرومین کا پتہ معلوم ہو جائے گا۔ لیکن شاید ٹرومین ضرورت سے زیادہ ہوشیار تھا۔ اس کا اور جبار کا رابطہ کسی جانسن کے ذریعے تھا۔ ویسے وہ جانسن نام کے بے شمار آدمیوں کو جانتا تھا کیونکہ زیر زمین دنیا میں جانسن نام عام تھا لیکن ٹیلیفون نمبر اس کے ذہن میں محفوظ تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ اس نمبر کی مدد سے اس جانسن کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اس نے آگے بڑھ کر مردہ جبار کی گردن سے خنجر نکالا۔ اور اسے جبار کے کپڑوں سے ہی صاف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں سے راستہ اوپر دفتر کو جاتا تھا۔

"عمران بیٹے ——— ہوش میں آجاؤ" عمران کے تاریک ذہن میں جیسے آواز نے ہلکی ہلکی کرنیں بکھیر دیں۔ اور پھر یہ کرنیں تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔

"عمران ——— عمران" آوازیں مسلسل آرہی تھیں اور اب وہ اس آواز کو پہچاننے لگا تھا۔ یہ سرسلطان کی آواز تھی۔ ان کے لہجے میں بے پناہ درد، بے پایاں خلوص اور بے قرار سی تڑپ تھی۔

"اوہ ——— سرسلطان! اللہ نے آپ کی سن لی۔ عمران صاحب ہوش میں آرہے ہیں۔ اچانک ایک اور آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔

"خدایا تیرا شکر ہے تم نے اس بوڑھے کی لاج رکھ لی۔ تم نے اس ملک پر اپنا کرم کر دیا ہے" سرسلطان کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سرسلطان ——— یہ تو معجزہ ہی ہو گیا ہے ورنہ ہم تو ہمت ہار بیٹھے تھے۔" وہی پہلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ بیدار ہوتے ہی اس کے ذہن کے پردے پر زیرو گن،

لڑو مین اور پھر اس سپیشل ٹرانسمیٹر کے اچانک کسی بم کی طرح پھٹنے کی پوری تفصیل کسی فلم کی طرح چلنے لگی۔

"اوہ ---- اوہ۔ وہ زیرو گن ---- اوہ۔ آٹھ بجے تک ...." عمران نے سسکاتے ہوئے کہا اور آنکھیں کھول دیں۔

"لعنت بھیجو اس زیرو گن پر۔ وہ تمہاری زندگی سے اہم نہیں ہے" سر سلطان جو اس پر جھکے ہوئے تھے اور جن کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لکیریں مسلسل ان کے گالوں پر پھسل رہی تھیں، نے تڑپ کر کہا۔

"عمران صاحب ---- آپ کو نئی زندگی مبارک ہو۔ یہ سر سلطان کی تڑپ تھی جس نے آپ کو موت کے اندھیروں سے واپس کھینچ لیا ہے"۔ ساتھ کھڑے ہوئے ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ زیرو گن ---- کیا وقت ہوا ہے۔ آٹھ تو نہیں بج گئے"۔ عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں وہ زیرو گن ہی اٹکی ہوئی تھی۔

"ساڑھے چھ بجے ہیں۔ تمہیں یہاں آئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے تو جواب دے دیا تھا۔ تمہاری نبضیں ڈوب چکی تھیں لیکن میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے۔ وہ تم جیسے سرمائے سے اس ملک کے بارہ کروڑ عوام کو محروم نہیں کرے گا۔ اور اللہ نے میری سن لی۔ تمہیں ہوش آگیا۔ اوہ خدایا واقعی تو کتنا کریم ہے اپنے بندوں پر" سر سلطان نے کہا۔

"ساڑھے چھ ---- اوہ ڈیڑھ گھنٹہ رہ گیا آٹھ بجنے میں۔ زیرو گن کے متعلق کوئی اطلاع" عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ڈاکٹر صدیقی نے اسے واپس لٹا دیا۔

"سوری عمران صاحب! آپ شدید زخمی ہیں۔ ابھی ایک ہفتہ آپ کو اسی طرح لیٹنا پڑے گا۔ مجھے آپ کی عادت کا علم ہے۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر آپ کا جسم سٹریپ کر دیا ہے" ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اوہ ---- نہیں ڈاکٹر۔ صرف ڈیڑھ گھنٹہ رہ گیا ہے۔ اگر اس ڈیڑھ گھنٹے میں زیرو گن نہ ملی تو میں اپنے اندر مر جاؤں گا۔ پھر میرے لئے زندگی بیکار ہے" عمران نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر آپ کا فون ہے۔ ایکسٹو صاحب آپ کو یاد کر رہے ہیں" اسی لمحے ایک ڈاکٹر نے کمرے کے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں سر سلطان سے کہا۔

"اوہ ---- وہ بھی عمران کی طرف سے بے حد پریشان تھے۔ بار بار ان کے فون آ رہے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی! فون یہاں آ سکتا ہے۔ میں انہیں یہیں عمران کے سامنے ---- خوشخبری سنانا چاہتا ہوں" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ---- وائرلیس فون یہیں آ سکتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم وائرلیس فون یہیں لے آئیں" ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"یس سر" پیغام دینے والے ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"کاش مجھے احساس ہو جاتا کہ یہ ٹرانسمیٹر پھٹ بھی سکتا ہے۔ اوہ صرف ڈیڑھ گھنٹہ رہ گیا ہے۔ اب کیسے زیرو گن مل سکتی ہے" عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو عمران ---- یقین جانو جب صدر مملکت کو تمہارے اس طرح زخمی ہونے اور تمہاری اس قدر تشویشناک حالت کا پتہ چلا ہے وہ بیحد پریشان ہیں۔ انہیں بھی شوگران کا دورہ اور زیرو گن سب کچھ بھول گیا ہے

زیرو گن تو پھر بھی مل سکتی ہے لیکن اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو ہم تمہیں کہاں سے لاتے۔“ سر سلطان نے کہا اور عمران ان کے بے پناہ خلوص پر مسکرا دیا۔

”آپ کے جذبات کا شکریہ۔ میں نے تو عہد کیا تھا کہ میں ہر صورت میں زیرو گن آٹھ بجے سے پہلے برآمد کر لوں گا۔ کاش میں زخمی نہ ہو جاتا۔“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہ لیجئے سر بات کیجئے۔“ اسی لمحے ڈاکٹر اسلم نے وائرلیس فون لا کر سر سلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو —— میں سلطان بول رہا ہوں۔“ سر سلطان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایکسٹو —— عمران کا کیا حال ہے۔ اُسے ہوش آیا ہے۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ وہ مخصوص لہجے میں ہی بول رہا تھا۔ لیکن اس کے لہجے میں بے پناہ تشویش نمایاں تھی۔

”مبارک ہو جناب —— عمران ہوش میں آگیا ہے۔ اب وہ خطرے سے باہر ہے۔“ سر سلطان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ظاہر ہے کمرے میں ڈاکٹر صدیقی، ڈاکٹر اسلم اور نرسیں موجود تھیں۔ اس لئے ان کے سامنے تو وہ بلیک زیرو کی بجائے سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے بات کر رہے تھے۔ اس لئے ان کا لہجہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔

”اوہ —— واقعی یہ تو خوش خبری ہے۔ کیا وہ بات چیت کر سکتا ہے میں نے بھی اسے ایک خوش خبری سنانی ہے۔“ دوسری طرف سے ایکسٹو کے لہجے میں بھی مسرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اور کمرے میں موجود ڈاکٹر اور نرسیں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگیں۔ اور ان سب کے ذہن میں ایک

ہی خیال اُبھرا کہ یہ عمران کس قدر اہم آدمی ہے جس کے لئے ایکسٹو جیسا پتھر بھی مسرت محسوس کر رہا ہے۔

”اوہ —— یس سر بات کیجئے۔“ سر سلطان نے کہا اور فون پیس انہوں نے عمران کے منہ اور کان سے لگا دیا لیکن اسے پکڑے بہر حال خود ہی رکھا کیونکہ عمران کے بازو تو بیڈ سے جکڑے ہوئے تھے اور دونوں بازوؤں میں ہی گلوکوز لگا ہوا تھا۔

”ہیلو عمران“ —— فون پیس پر ایکسٹو کی تیز آواز سنائی دی۔

”سوری سر —— میں ہل نہیں سکتا ورنہ آپ کے حکم پر تو ڈانس بھی شروع کر دیتا۔ لیکن مجبوری ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کا قیدی ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور سر سلطان تو بے اختیار مسکرا دیئے البتہ ڈاکٹر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ سیکرٹ سروس کے اس خصوصی ہسپتال کے ملازم تھے اس لئے وہ ایکسٹو کے متعلق اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ شاید زندگی بھر اس بات کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ کوئی شخص ایکسٹو سے بھی اس طرح مزاحیہ بات کر سکتا ہے

”جو خبر میں تمہیں سنا رہا ہوں اس کے بعد واقعی تم ڈانس کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے —— زیرو گن برآمد ہو گئی ہے۔“ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سُنائی دی۔

”کیا —— کیا کہہ رہے ہیں آپ —— کیا واقعی۔“ عمران نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اس کا دل واقعی اس قدر زور سے دھڑکا تھا کہ اگر وہ تندرست ہوتا تو اس خبر پر لازماً ڈانس شروع کر دیتا۔

”بالکل —— مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔“ ایکسٹو کا لہجہ

یکلخت سرد ہو گیا۔

"اوہ —— اوہ۔ سوری سر —— میرا یہ مطلب نہ تھا۔ کیسے برآمد ہوئی، کہاں سے ہوئی —— ٹرومین پکڑا گیا۔" عمران نے جلدی سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے اسسٹنٹ ٹائیگر نے اسے برآمد کیا ہے۔ اس نے خود ہی ٹریس کیا اور خود ہی اسے حاصل بھی کر لیا ہے۔" ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ تم نے میرے عہد کی لاج رکھ لی۔ تفصیل کیا ہے سر۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹرومین نے زیرو گن روز گارڈن کے میوزیم منیجر جبار کے حوالے کر دی اور جبار نے اسے کانسی کے ایک بت کے اندر چھپا دیا تھا۔ اور یہ بت کل صبح ہی کانڈا پہنچ جاتا۔ ٹائیگر نے ان دو آدمیوں مارٹی اور جیکب جن کی لاشیں گرین ہل کالونی سے ملی تھیں، کا لنک تلاش کرنا شروع کیا۔ اسے گولڈن بار کے مالک ہاٹی کی ٹپ ملی۔ وہ ہاٹی کے پاس پہنچ گیا تو ہاٹی نے اسے اس میوزیم منیجر جبار کی ٹپ دی۔

ٹائیگر جب جبار کے پاس گیا تو اس نے اسے پہچان لیا۔ وہ مشہور پیشہ ور قاتل ہاشو تھا اور پھر ہاشو کے ساتھ خوفناک جنگ لڑ کر ٹائیگر نے اس سے سب کچھ اگلوا لیا۔ اس طرح وہ نہ صرف زیرو گن برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اس نے ٹرومین کا بھی کھوج نکال لیا ہے۔ ٹرومین کے لئے اسے ایک آدمی جانسن اور اس کے فون نمبر کی ٹپ مل گئی تھی۔ اس نے وہاں سے نکلتے ہی تمہارے فلیٹ پر تمہیں فون کیا۔ وہاں تم نہ ملے تو رانا ہاؤس فون کیا۔ رانا ہاؤس سے اسے پتہ چلا کہ تم شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے ہو تو

اس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور ساری صورتحال بتائی۔ میں نے زیرو گن تو اسے دانش منزل پہنچانے کے لئے کہا جو ابھی پہنچی ہے اور میں نے ٹائیگر کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ جولیا سے مل کر جانسن اور اس فون نمبر کے ذریعے ٹرومین کی گرفتاری میں مدد دے۔ ابھی ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ بہرحال اب ٹرومین بچ کر نہ جا سکے گا۔" ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— پلیز آپ خود اس زیرو گن کو صدر مملکت کے پاس میری طرف سے پہنچا دیں آٹھ بجے سے پہلے تاکہ میں سرخرو ہو جاؤں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ وہ پہنچ جائے گی —— گڈ بائی۔" دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

سر سلطان نے فون پیس ہٹا لیا۔ عمران کے چہرے پر واقعی مسرت کی جگمگاہٹ نظر آ رہی تھی۔ وہ خوش نظر آ رہا تھا۔ بے حد خوش۔

"اب مجھے مبارک دیں سر سلطان، زیرو گن مل جانے اور آٹھ بجے تک صدر مملکت کے پاس پہنچ جانے کی بات سن کر ہی دراصل مجھے نئی زندگی ملی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے اللہ نے تمہارا عہد بھی پورا کر دیا ہے۔ میں اب چلتا ہوں میں نے صدر مملکت کو دونوں خوشخبریاں سنانی ہیں۔ تمہارے بچ جانے کی بھی اور زیرو گن واپس مل جانے کی بھی۔" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صدیقی! اس کا خیال رکھنا۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر صدیقی سے کہا اور ڈاکٹر صدیقی کے اثبات میں سر ہلانے کے بعد وہ

تیزی سے مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں آنکھیں بند کر لیں۔ انتہائی مطمئن اور پُر سکون انداز میں وہ دل ہی دل میں ٹائیگر کا شکریہ ادا کر رہا تھا، جس نے اسے سُرخرو کر دیا تھا۔

ٹرومین بلیکی کے ساتھ روز گارڈن سے نکل کر سیدھا اپنی رہائش گاہ پر پہنچا۔

"تم زیرو ون ٹو زیرو تھری فور نمبر پہ جانسن سے بات کر لو۔ اپنا نام اور کوڈ بی۔ ٹی بتا دینا۔ اس سے ساتھیوں کے پتے لے کر انہیں یہیں بلوا لو۔ اب زیرو گن محفوظ ہو چکی ہے۔ اس لئے اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہی ہے۔ میں ذرا اس علی عمران کا پتہ کر لوں وہ کیا کر رہا ہے"

ٹرومین نے بلیکی سے کہا اور بلیکی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ ٹرومین پہلے باتھ روم میں گیا اور اس نے موجودہ میک اپ صاف کیا اور اپنی اصل صورت میں آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لباس بھی تبدیل کر لیا۔ اس کے پاس درست کاغذات تھے اور زیرو گن کے محفوظ ہونے کے بعد اب اسے کسی قسم کا کوئی فکر نہ تھا۔ اول تو کوئی ان تک پہنچ نہ سکتا تھا اور اگر

پہنچ بھی جاتا تب بھی درست کاغذات کی وجہ سے اسے گرفتار نہ کیا جا سکتا تھا۔ وہ میک اپ بھی بہت کم استعمال کرتا تھا۔ کیونکہ وہ نجانے کیوں میک اپ سے الرجک تھا۔ اس لئے اب پہلی فرصت میں ہی اس نے میک اپ صاف کیا۔ اور پھر لباس بدل کر وہ واپس کمرے میں آیا تو اسی لمحے بلیکی اندر داخل ہوا۔

"میں نے سب کو یہاں پہنچنے کے لئے کہہ دیا ہے" بلیکی نے ٹرومین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بھی یہ میک اپ صاف کر دو اور لباس بدل لو۔ باقی تمام ساتھیوں کو بھی ایسی ہی ہدایات دے دینا۔ ہو سکتا ہے وہاں شام گڑھ میں پولیس وغیرہ پہنچ جائے اور ہمارے یہ حلیئے ان کے پاس موجود ہوں" ٹرومین نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی پوائنٹ ون مشین کو آن کر دیا۔ لیکن سکرین بالکل صاف رہی تو وہ حیرت سے مشین کو دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب —— یہ سکرین کیوں صاف ہے" ٹرومین نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے کہ عمران نے پوائنٹ ون ٹریس کر لیا ہے اور اُسے ضائع کر دیا ہے۔ ورنہ وہ جہاں بھی اور جس حالت میں بھی ہوتا اس کی تصویر نظر آ جاتی۔ ٹرومین نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ شاید یہ بات اس کے لئے حیرت انگیز تھی کہ عمران نے پوائنٹ ون کو ٹریس کر لیا تھا۔

ٹرومین نے جلدی سے مشین کی ایک ناب گھمانی شروع کر دی۔ چونکہ اس

مشین میں آٹومیٹک ریکارڈنگ کا بھی انتظام تھا۔ اس لئے اسے ناب کو اس جگہ پہنچا کر آن کرنا چاہتا تھا جہاں سے اس نے اسے چھوڑا تھا۔ اور پھر جب اس نے ہاتھ روک کر بٹن دبایا تو ایک جھماکے کے ساتھ سکرین پر منظر ابھر آیا۔

عمران سر سلطان کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ ٹرومین خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پھر اس نے عمران کو سر سلطان کے دفتر سے نکل کر کار میں بیٹھ کر آگے جاتے دیکھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اسی عمارت رانا ہاؤس کے سامنے پہنچ گیا۔ جس عمارت کے سامنے ٹرومین عمران کی کار میں بیٹھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے عمران کو اس عمارت کے اندر ایک شاندار لیبارٹری میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے سامنے سپیشل ٹرانسمیٹر تھا۔

"اوہ — تو اس نے فلیک اور اس کے ساتھیوں کے ٹرانسمیٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اوہ" ٹرومین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن چونکہ وہ ماضی کی فلم دیکھ رہا تھا اس لئے ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ جب عمران کافی دیر اس ٹرانسمیٹر کے ساتھ سر کھپاتا رہا۔

"اس کی تکنیک تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی احمق آدمی" ٹرومین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ناب کو فارورڈ کرنا شروع کر دیا۔ اور سکرین پر تصویریں تیزی سے بدلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ روکا تو اس نے عمران کو ایک قلعہ نما عمارت کے گیٹ پر کھڑے دیکھا۔ کار اس عمارت کے سامنے رکی ہوئی تھی۔ اور عمران اس کے ساتھ کھڑا تھا اور پھر پھاٹک کھلا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

عمارت کا اندرونی حصہ بیحد وسیع تھا۔ عمران نے کار برآمدے کے

سامنے روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ آگے بڑھ گیا۔ برآمدے سے ہوتا ہوا وہ ایک کھلے دروازے کی طرف بڑھا۔ چونکہ آواز والا بٹن اس نے پہلے ہی بند کر دیا تھا اس لئے آواز نہ آرہی تھی۔

لیکن عمران جیسے ہی اس کمرے میں داخل ہوا، عمران بری طرح چونک پڑا۔ کمرے میں ایک اور آدمی بھی موجود تھا وہ بھی بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ — یہ چونکے کیوں ہیں" ٹرومین نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر آواز والا بٹن آن کر دیا۔

اور پھر عمران نے کپڑے اتارے اور دوسرا آدمی کہیں سے کوئی مشین لے آیا۔ اور پھر چیکنگ شروع ہو گئی۔ ٹرومین ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ اور پھر عمران نے جب ایک عجیب سے جار میں بازو ڈال کر دھواں چھوڑا تو سکرین یکلخت دھندلا گئی۔ اور اس کے بعد وہ صاف ہو گئی۔ اور ٹرومین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی۔

"ہوں — اس طرح عمران کو پوائنٹ ون کا پتہ چلا لیکن یہ عمارت لازماً سیکرٹ سروس کی ہو گی۔ اور پوائنٹ ون کو وہ لوگ یہیں رکھیں گے۔ یہ انتہائی قیمتی چیز ہے۔ اسے واپس لینا ہو گا۔ اس نے مشین آف کر کے ناب گھما کر دوبارہ ریورس کی اور پھر جب اس نے اسے بند کیا تو وہ اس عمارت کا محل وقوع اس سڑک پر موجود ہوٹلوں پر لکھے ہوئے سڑک کے نام سے معلوم کر چکا تھا۔ چنانچہ اس نے مشین بند کی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا۔

"یس باس" دوسری طرف سے بلیکی کی آواز سنائی دی۔

"میرے پاس آؤ فوراً" ٹرومین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے

چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔

"یس باس"۔ چند لمحوں بعد بلیکی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بلیکی۔ عمران نے پوائنٹ ون کو چیک کر لیا ہے اور وہ ایک قلعہ نما عمارت میں موجود ہے۔ ہم نے ہر قیمت پر اسے واپس حاصل کرنا ہے"۔ ٹرومین نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس جو حکم"۔ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت میں شاندار لیبارٹری ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے وہاں کوئی سائنسی حفاظتی انتظام کیا گیا ہو۔ تم ایسا کرو کہ ٹی ون الیون مشین ساتھ لے لو اور سب کو پوری طرح تیار کر لو۔ دوسری کاریں بھی گیراج سے نکال لینا۔ ہم نے ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے"۔ ٹرومین نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن باس ٹی ون الیون کو چارج ہونے میں تو ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ بغیر چارج ہوئے تو وہ بیکار ہے"۔ بلیکی نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا۔ ٹھیک ہے اسے چارج پر لگا دو۔ جب وہ تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ اس دوران تم اپنی تیاری مکمل کر لو"۔ ٹرومین نے کہا۔ اور بلیکی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

ٹرومین دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا کیونکہ اب وہ ایک گھنٹے سے قبل اس عمارت پر چھاپہ نہ مار سکتے تھے۔

ابھی اسے واپس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز ابھری۔ اور ٹرومین یہ آواز سنتے ہی اچھل پڑا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر جلدی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ یہ آواز سپیشل ٹرانسمیٹر کی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس میز پر

رکھا اور پھر ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ فریکوئنسی سرکٹ بتا رہی تھی کہ کال ہیڈ کوارٹر سے ہے۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز کی بجائے ایک بھاری انسانی آواز سنائی دی۔

"یس باس ——— ٹرومین اٹنڈنگ اوور"۔ ٹرومین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں پوچھا گیا۔

"سر! زیرو گن جبار کے حوالے کر دی گئی ہے۔ اس نے ہمارے سامنے اسے ایک بت کے اندر انتہائی ماہرانہ انداز میں پیک کر کے کسٹم حکام وغیرہ کی سیلیں دوبارہ لگا دیں تاکہ کل یہ کانڈا روانہ ہو جائیں۔ ویسے وہ جبار اپنے کام میں بے حد ماہر ہے اوور"۔ ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب زیرو گن محفوظ ہو چکی ہے۔ وہ اب ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گی۔ اور تم اب فوراً خود بھی واپس آ جاؤ۔ کیونکہ تمہارے حریف علی عمران کو ہیڈ کوارٹر نے ختم کر دیا ہے۔ اوور"۔ ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا۔ اور ٹرومین ہیڈ کوارٹر کی بات سن کر کرسی سے اچھل پڑا۔

"علی عمران کا خاتمہ۔ ہیڈ کوارٹر نے ——— وہ کیسے باس اوور"۔ ٹرومین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ علی عمران نے فلیک اور اس کے ساتھیوں کے سپیشل ٹرانسمیٹر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے فلیک کی آواز بنا کر ہیڈ کوارٹر کال کی لیکن ظاہر ہے سپر کمپیوٹر سے یہ آواز کیسے چھپ سکتی تھی۔ چنانچہ پلک جھپکنے میں چیک

ہو گئی۔ جب یہ بات اسے بتائی گئی تو وہ اپنی اصلیت پر آ گیا۔ اس نے ہیڈ کوارٹر کو چکر دینے کی کوشش کی کہ فلیک اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ٹرومین اور اس کے ساتھی بھی ان کے قبضے میں آ گئے ہیں اور اس نے زیرو گن واپس حاصل کر لی ہے۔ لیکن ظاہر ہے ہیڈ کوارٹر اس کی بات کا اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ہیڈ کوارٹر نے سپیشل ٹرانسمیٹر میں موجود ایل ایم بم کو پھاڑ دیا۔ اور عمران کا خاتمہ کر دیا۔ اوور،" باس نے کہا اور ٹرومین کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اوہ باس —— واقعی ہیڈ کوارٹر کو دھوکہ دینے کی کوشش اس کی سب سے بڑی حماقت تھی۔ ویسے باس وہ بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ میں نے اسے پوائنٹ ون لگا کر ساری کامیابی حاصل کی لیکن اب میں نے چیک کیا ہے کہ اس نے پوائنٹ ون کو چیک کر لیا ہے۔ یہ چیکنگ ایک کافی بڑی عمارت میں ہوئی ہے جس میں انتہائی شاندار لیبارٹری ہے۔ اس عمارت میں صرف ایک ہی آدمی دکھائی دیا۔ وہ پوائنٹ ون لازماً اس عمارت میں موجود ہو گا۔ میں نے ابھی فیصلہ کیا ہے کہ وہاں سے پوائنٹ ون کو واپس حاصل کر لوں کیونکہ وہ بے حد قیمتی ہے۔ اوور۔" ٹرومین نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اگر وہ محفوظ ہو تو ضرور حاصل کر لو۔ وہ واقعی بیحد قیمتی چیز ہے لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ ہو سکتا ہے وہ عمارت سیکرٹ سروس کی ہو۔ اوور۔" باس نے کہا۔

"ویری گڈ باس —— اگر وہ عمارت واقعی سیکرٹ سروس کی ہے تو پھر تو ہمارا دوہرا مقصد حل ہو جائے گا۔ اوور۔" ٹرومین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل۔" باس نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

ٹرومین نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھا اور اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ علی عمران کے خاتمے کی خبر سن کر اسے واقعی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے کندھوں سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

پھر کافی دیر بعد بلیکی اندر آیا اور اس نے ٹی ایون کے چارج ہو جانے اور ٹیم کے تیار ہو جانے کی خبر دی۔

"ہیڈ کوارٹر سے ابھی کال آئی ہے۔ عمران نے فلیک کے ٹرانسمیٹر سے ہیڈ کوارٹر کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی تو ہیڈ کوارٹر نے سپیشل ٹرانسمیٹر میں موجود بم پھاڑ کر عمران کا خاتمہ کر دیا ہے۔" ٹرومین نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی کا چہرہ بھی عمران کی موت کی خبر سن کر کھل اٹھا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ یہ علی عمران مجھے بے حد خطرناک آدمی لگتا تھا۔" بلیکی نے کہا اور ٹرومین طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"ہم سے زیادہ کیا خطرناک ہو گا۔ بہرحال یہ کریڈٹ ہیڈ کوارٹر نے حاصل کر لیا۔ ورنہ میرا ارادہ تھا کہ جانے سے پہلے خود اپنے ہاتھوں سے اسے گولی ماروں گا۔ اور ہاں ہیڈ کوارٹر نے اس عمارت کے بارے میں ایک اور ٹپ بھی دی ہے کہ ہو سکتا ہے یہ عمارت سیکرٹ سروس کی ہو۔ اس لئے ہمیں پوری طرح محتاط رہنا چاہیے۔" ٹرومین نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بے فکر رہیں باس۔ زیادہ خطرہ سائنسی حفاظت سے تھا وہ ٹی ون الیون کی وجہ سے یکسر ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد چاہے پوری عمارت ہی کیوں نہ آدمیوں سے بھری ہوئی ہو، ہمارے لئے ان سے نمٹنا کوئی مسئلہ نہیں ہے

بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ساری ٹیم تین کاروں میں سوار تیزی سے آصف روڈ کی طرف بڑھی جا رہی تھی جہاں وہ عمارت تھی جس پر انہوں نے ریڈ کرنا تھا۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی جولیا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے عمران کا اسسٹنٹ کھڑا تھا۔

" اوہ ـــــ آؤ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی "۔ جولیا نے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس مس ـــــ آپ کے چیف باس نے مجھے آپ سے ملنے کے لئے حکم دیا ہے کیونکہ عمران صاحب تو ہسپتال میں ہیں "۔ ٹائیگر نے اندر آتے ہوئے کہا۔

" عمران ہسپتال میں ہے ـــــ وہ کیسے ـــــ کیا ہوا اسے "۔ جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" رانا ہاؤس میں کوئی واقعہ ہوا ہے۔ وہ کسی لیبارٹری میں کوئی تجربہ کر رہے تھے کہ اچانک خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ شدید زخمی ہو گئے۔ جوزف

نے انہیں ہسپتال پہنچایا ہے۔ میں نے عمران صاحب سے ملنے کے لئے رانا ہاؤس فون کیا تو جوانا نے مجھے یہی کچھ بتایا ہے۔ پھر میں نے آپ کے چیف باس سے بات کی کیونکہ میرے پاس انتہائی اہم ترین ملکی راز تھا وہ سٹروبین والا" ـــــ ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں باس نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے اپنی کوششوں سے اسے برآمد کر لیا ہے۔" جولیا نے کہا۔

" بس اتفاق ہے مس کہ میں اس تک پہنچ گیا۔" ٹائیگر نے انکسار سے کام لیتے ہوئے کہا۔

" اچھا ـــــ وہ فون نمبر کیا ہے۔ جس پر اس جانسن کو ٹریس کرنا ہے، مجھے بتاؤ۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اسے نمبر بتا دیا۔

" جولیا نے رسیور اٹھایا اور وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جانسن موجود ہے "۔ جولیا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" کون جانسن "۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" جانسن۔ جانسن ہی ہوتا ہے اور کون ہوتا ہے "۔ جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" سوری ـــــ یہاں کوئی جانسن نہیں ہے "۔ دوسری طرف سے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" میں پہلے ہی ٹرائی کر چکا ہوں۔ مجھے بھی یہی جواب ملا تھا۔ پھر میں نے ایکسچینج سے کوشش کی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ نمبر ہی ایکسچینج میں موجود نہیں ہے" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا مطلب —— ایکسچینج میں نمبر نہیں ہے جبکہ نمبر ڈائل کرو تو جواب ملتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ خود ٹرائی کر لیں"۔ ٹائیگر نے کہا اور جولیا نے کریڈل دبا کر جلدی سے ایکسچینج کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس —— سنٹرل ایکسچینج"۔ چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"دیر سے رسیور کیوں اٹھایا ہے تم نے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کوئی ملکی سلامتی کا مسئلہ بھی ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سوری میڈم آئندہ احتیاط کی جائے گی —— فرمایئے"۔ دوسری طرف سے سہمی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہی ہوں سمجھے۔ پرائم منسٹر صاحب کو اطلاع ملی ہے کہ ایک نمبر ایسا ہے جو موجود تو ہے، ورک کر رہا ہے لیکن ایکسچینج میں وہ نمبر موجود نہیں ہے حالانکہ اس نمبر کو ٹریس کرنا انتہائی اہم ملکی مسئلہ ہے"۔ جولیا کی غراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی۔

"اوہ۔ مادام آپ نمبر بتائیں۔ کونسا نمبر ہے"۔ دوسری طرف سے اور زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ ظاہر ہے براہ راست پرائم منسٹر کی سیکرٹری کا فون سن کر آپریٹر کا تو خون خشک ہو گیا ہو گا اور جولیا نے وہ نمبر دوہرا دیا۔ جو ٹائیگر نے اسے بتایا تھا۔

"اوہ۔ مادام! یہ نمبر ریلیکس بار کے جوئے خانے کا ہے"۔ آپریٹر نے فوراً ہی بتا دیا۔

"لیکن پہلے اسسٹنٹ نے فون کیا تھا تو تم نے کیوں نہیں بتایا تھا۔

جولیا نے پوچھا۔

"مادام! میں تو ابھی ڈیوٹی پر آیا ہوں"۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

"اوکے —— سنو! یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو کہ تم سے پرائم منسٹر آفس سے یہ نمبر ٹریس کیا گیا ہے۔ ورنہ تم جانتے ہو تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"یس مادام! میں سمجھتا ہوں مادام"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور جولیا نے رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

"تم تو کہتے تھے کہ وہ نمبر ہی نہیں ہے لیکن اب تو انہوں نے جھٹ بتا دیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"مس جولیا اب میں تو پرائم منسٹر کا سیکرٹری بننے سے رہا۔ ویسے اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ یہ لوگ ایکسچینج آپریٹرز کو بھاری رشوت دیتے ہیں تاکہ ان کا نمبر خفیہ رہے لیکن ظاہر ہے پرائم منسٹر کے سیکرٹری سے تو وہ نہ چھپ سکتے تھے۔

" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا مسکرا دی۔

"اب ریلیکس بار چل کر اس جانسن کو ٹریس کرنا ہو گا"۔ جولیا نے کہا۔

"جی نہیں۔ اب ضرورت نہیں رہی۔ میں سمجھ گیا ہوں یہ جانسن کون ہے اس کا پورا نام جانسن پاؤل ہے اور یہ ریلیکس بار میں نہیں ہوتا۔ حالانکہ ریلیکس بار اس کی ملکیت ہے۔ اس کا مستقل اڈہ ڈریگون بار ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی چیک کر لوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیسے چیک کرو گے —— اسے فون کرو گے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں —— وہ میرا واقف ہے اور اگر وہ براہ راست نہ بھی ملا تو ڈریگون بار سے یہ پتہ چل جائے گا کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہے۔ ڈریگون بار کا

ہر آدمی مجھے جانتا ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا اور جولیا نے ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر اس کے سامنے رکھی ہوئی چھوٹی تپائی پر رکھ دیا۔

ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ ڈریگون بار" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ میکی بول رہے ہو۔ میں کوبرا بول رہا ہوں۔" ٹائیگر نے آواز بدلتے ہوئے کہا کیونکہ وہاں وہ اسی نام اور آواز سے متعارف تھا۔

"اوہ۔ کوبرا تم ـــــ خیریت ہے۔ کیسے فون کیا ہے۔" دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا گیا۔

"پاول کہاں ہے۔ ایک اہم بزنس ٹاک کرنی ہے۔" ٹائیگر نے اسی بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس ـــــ اوہ۔ باس تو یہاں موجود نہیں ہے۔ وہ تو ایک آدمی سے ملنے ڈچز کلب گیا ہوا ہے۔ اور شاید دو تین گھنٹوں سے پہلے واپس نہ آئے۔" میکی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں دو تین گھنٹوں بعد آجاؤں گا۔ مجھے بھی کوئی اتنی جلدی نہیں ہے۔" اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور کریڈل دبا کر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جولیا خاموش بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

"ڈچز کلب" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ ہیلو سویٹ ہنی مارشا۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔ سنا ہے بیمار رہی ہو۔" ٹائیگر نے بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ صدیوں سے اس بولنے والی کا عاشق صادق رہا ہو۔

"اوہ۔ تم جابر۔ ارے تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ ایک ماہ ہو گیا ہے تم سے ملے ہوئے۔ کہاں ہو ڈیئر۔" دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا بولنے والی کا لہجہ بھی لگاوٹ سے بھرپور تھا۔

"بزنس کے چکر میں الجھا رہا۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہمیشہ بزنس کے چکر میں ہی الجھے رہتے ہو ڈیئر۔ کبھی ہم سے بھی الجھ کر دیکھو۔ بزنس نہ بھول جائے تمہیں۔" مارشا نے بڑے بے باک لہجے میں کہا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم موقع ہی کب دیتی ہو الجھنے کا۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ابھی آجاؤ۔ میں ایک گھنٹے بعد ڈیوٹی سے آف ہو رہی ہوں۔" مارشا نے جواب دیا۔

"تو تم سمجھ رہی ہو کہ میں دارالحکومت سے بول رہا ہوں۔ ارے نہیں ڈیئر میں اس وقت راچی میں ہوں دو ہزار میل دور۔ بہرحال میں جلد ہی آؤں گا۔ فی الحال تم اتنا بتا دو کہ ڈریگن بار کا جانسن پاول یہاں آیا ہے۔ وہ اس وقت کہاں ہے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"جانسن پاول ـــــ اوہ۔ وہ نمبر تھری میں ہے۔ باس کے ساتھ اور صرف میں تمہیں بتا رہی ہوں ورنہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کی موجودگی سے صاف مکر جاتی۔ باس نے خاص طور سے منع کر دیا تھا۔" مارشا نے کہا۔

"اوہ تھینک یو سویٹ ہنی۔ کب تک فارغ ہو جائے گا وہ باس سے مذاکرات کے بعد۔ میں نے اس سے ضروری بات کرنی ہے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ آدھی رات کے بعد ہی جائے گا۔ کوئی لمبا دھندہ ہو رہا ہو۔" مارشا نے کہا۔

"اوہ۔ پھر میں کل ہی اس سے بات کر لوں گا ـــــ او کے تھینک یو سویٹ ہنی۔ جلد ملیں گے"۔ ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

دوسرے لمحے جولیا کا چہرہ دیکھ کر وہ چونک اٹھا کیونکہ جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح تپ رہا تھا اور اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہو تم"۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اوہ مس جولیا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں عمران صاحب کا اسسٹنٹ ہوں۔ اگر میرا کردار غلط ہوتا تو عمران صاحب مجھے اسسٹنٹ کیوں بناتے دراصل میں جس ماحول میں رہتا ہوں وہاں ایسا ہی چلتا رہتا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا اور جولیا کا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا۔

"ویسے تم نے بڑا لمبا کھڑاگ پھیلا رکھا ہے۔ کبھی تم کوبرا بن جاتے ہو کبھی جابر"۔ جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی طرح کام چلتا ہے مس جولیا۔ بہرحال جانسن پاول اس وقت ڈچز کلب میں موجود ہے۔ اب آپ جیسے حکم فرمائیں"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حکم کیا ہے تم وہاں پہنچو۔ میں صفدر کو ساتھ لے کر وہاں پہنچتی ہوں ہمیں فوراً اسے گھیرنا ہے اور پھر اس سے ٹرومین کی رہائش گاہ کا پتہ کر کے اسے قابو میں کرنا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچتا ہوں آپ آجائیں"۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

جولیا نے صفدر کو فون کیا اور اسے ڈچز کلب پہنچنے کا کہا۔ اور پھر خود بھی تیار ہونے کے لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ڈچز کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً پچیس منٹ تک مسلسل کار دوڑانے کے بعد وہ ڈچز کلب کی وسیع و عریض عمارت کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر اسے ایک طرف کھڑی صفدر کی کار نظر آگئی تو اس نے وہاں پہنچ کر کار روک دی۔

"آپ آگئیں ـــــ ویسے چکر کیا ہے"۔ صفدر نے دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور جولیا نے اسے ٹائیگر سے ملنے والی تمام تفصیل بھی بتا دی اور ایکسٹو کی ہدایت بھی۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی سیریس مسئلہ ہے اور میرے خیال میں اسی چکر میں عمران زخمی ہوا ہے۔ ویسے ٹائیگر نے کمال کر دیا ہے۔ جو کام پوری سیکرٹ سروس نہیں کر سکی وہ ٹائیگر نے اکیلے کر دیا ہے"۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ٹائیگر کا کریڈٹ بہرحال ہے لیکن اب ٹرومین کی گرفتاری سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہی ہونی چاہئے"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیے پھر۔ ٹائیگر شاید اندر موجود ہوگا"۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کار سے نیچے اتر گیا۔ جولیا بھی نیچے اتر گئی۔ اور کار لاک کر کے وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے جب مین گیٹ کی طرف بڑھے تو اچانک برآمدے کے ایک قدرے تاریک حصے سے ٹائیگر نمودار ہوا۔

"اوہ۔ آپ آگئے۔ جانسن بھی اندر موجود ہے۔ آئیے میرے ساتھ"۔ ٹائیگر نے کہا اور دائیں ہاتھ کی طرف مڑ گیا۔ صفدر اور جولیا بھی اس کے

پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور پھر وسیع و عریض عمارت کے انتہائی شمالی
کونے میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے آغاز پر دو آدمی جیبوں میں
ہاتھ ڈالے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

" پاؤل کو اطلاع دو کہ کوبرا آیا ہے۔ اس نے بلایا ہے۔" ٹائیگر نے ان
کے قریب رکتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" کوبرا ـــــ لیکن ....." ان دونوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

" میں میک اپ میں ہوں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ ٹھیک ہے چلے جائیں۔ آپ تو جانسن کے خاص آدمی ہیں۔" ان
میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آئیے۔" ٹائیگر نے مڑ کر صفدر اور جولیا سے کہا اور وہ تینوں سیڑھیاں چڑھ
کر اوپر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے۔ یہاں بھی چار مسلح آدمی موجود
تھے۔ وہ اسی بڑے کمرے میں اس طرح ٹہل رہے تھے جیسے کسی کا انتظار
کر رہے ہوں۔ ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر وہ چاروں
چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

" جانسن کو اطلاع دو کہ کوبرا آیا ہے۔" ٹائیگر نے ان سے مخاطب ہو کر
کہا۔

" کہاں ہے کوبرا۔" ان میں سے ایک نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا۔

" جوش ضروری نہیں ہے کہ کوبرا ہر وقت اصل شکل میں ہی ہو۔" ٹائیگر
نے مسکراتے ہوئے اس آدمی سے کہا۔ اور وہ چونک پڑا۔

" اچھا۔ اچھا۔ بڑا مکمل میک اپ کر رکھا ہے تم نے۔" اس آدمی نے

اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

" یہ کون ہیں؟" ایک دوسرے آدمی نے صفدر اور جولیا کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے پوچھا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو، تمہیں انکوائری کا کوئی حق نہیں ہے۔"
ٹائیگر نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

" جاؤ جوزف۔ اطلاع دے دو۔ کوبرے کے منہ مت لگو۔ اسے تو
جھگڑا کرنے میں خوشی ہوتی ہے۔" جوش نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور ان میں
سے ایک آدمی سر ہلاتا ہوا ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا
اور اندر چلا گیا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد ہی وہ باہر آ گیا۔

" تم جا سکتے ہو کوبرے لیکن تمہارے آدمی یہیں رہیں گے۔" باہر آنے والے
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سنو ـــــ اسے جا کر بتا دو کہ اگر وہ بڑا بدمعاش ہے تو کوبرا بھی کسی سے کم
نہیں ہے۔ ابھی میں شرافت سے کام لے رہا ہوں ورنہ تم جانتے ہو کہ کوبرے
کو روکنے والے سانس لینا بھول جاتے ہیں۔" ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی باہر آ گیا۔

" اوہ تم ـــــ کہاں ہے کوبرا۔" آنے والے نے حیرت سے ٹائیگر کو
دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" جانسن پاؤل۔ اگر میں تمہاری عزت کرتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ
تم میری توہین شروع کر دو۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم نے میرے مہمانوں کو
اندر آنے سے روک دیا۔" ٹائیگر کی غراہٹ سننے والی تھی۔ یوں لگ رہا تھا،
جیسے کوئی برفانی بھیڑیا غرا رہا ہو۔

" اوہ - اچھا اچھا تو تم میک اپ میں ہو - سوری کوبرے - دراصل میں انتہائی اہم گفتگو میں مصروف تھا - اس لئے رواداری میں کہہ گیا - جب مجھے خیال آیا تو میں خود آ گیا ہوں - کیا بات ہے - " آنے والے نے جو جانسن پاؤل تھا، مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور جولیا دونوں پر پہلی بار انکشاف ہوا کہ ٹائیگر نے زیر زمین دنیا کے لوگوں پر اپنا اچھا خاصا رعب جمایا ہوا ہے۔

" لمبے بزنس کی بات ہے - یہیں کرو گے " ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ - اوہ - اچھا آؤ - ادھر آ جاؤ " جانسن نے چونک کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا - اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی - شاید جولیا کو غیر ملکی سمجھ کر اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ ٹائیگر غیر ملکی پارٹی لے آیا ہے۔ اور اسے معلوم تھا کہ غیر ملکی جس بزنس میں ملوث ہوں وہ واقعی لمبا ہوتا ہے۔

وہ ہال سے ایک اور کمرے میں پہنچے اور جانسن نے خود ہی دروازہ بند کر دیا - یہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔

" یہ بزنس کے لئے یہاں کا مخصوص کمرہ ہے - بے فکر رہو - یہاں سے کوئی بات باہر نہ جا سکے گی - آؤ بیٹھو " جانسن پاؤل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

" میرا خیال ہے تم نے ڈچز کلب بھی خرید لیا ہے - ورنہ تم اس طرح اس کمرے کو استعمال نہ کرتے " ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ - اب تم سے کیا چھپانا - واقعی سودا ہو گیا ہے - میں اسی سلسلے میں یہاں موجود تھا - بہرحال بتاؤ کیا سلسلہ ہے " جانسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" مجھے اس پارٹی کا پتہ چاہیئے جس سے تم نے اتنا لمبا مال کمایا ہے کہ ڈچز کلب خریدنے کے لائق ہو گئے ہو " ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" کیا - کیا مطلب - کیا کہہ رہے ہو " جانسن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا - اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

" جانسن —— تم کوبرے کو اچھی طرح جانتے ہو - اس سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی - مجھے معلوم ہے کہ تم نے بلیک تھنڈر کے ایجنٹ ٹرومین کو یہاں تحفظ دے کر لمبا مال کمایا ہے - مجھے ٹرومین کی موجودہ رہائش گاہ کا پتہ چاہیئے۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارا چکر اور ہے - تمہارے بزنس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے - اور نہ تمہارا نام درمیان میں آئے گا - ہاں اگر تم چاہو تو میری پارٹی اس کے لئے تمہیں معقول معاوضہ بھی دے سکتی ہے - ہم اصولوں پر چلتے ہیں —— ٹائیگر نے خشک لہجے میں کہا۔

" سوری کوبرے - میں کسی ٹرومین کو نہیں جانتا - تم لوگ جا سکتے ہو اور یہ بھی میری طرف سے انعام سمجھنا کہ تم زندہ جا رہے ہو " جانسن پاؤل نے یکلخت کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا - اس کا لہجہ بے حد سرد تھا - اس کے ہاتھ میں اب ریوالور چمک رہا تھا۔

" او - کے - ہم خود ہی معلوم کر لیں گے شکریہ " ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا - اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا - صفدر اور جولیا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں ٹائیگر کے اس فقرے کی سمجھ نہ آئی تھی اور ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ ان کا اپنا کیا ردعمل ہونا چاہیئے کہ یکلخت ٹائیگر کا ہاتھ گھوما اور جانسن پاؤل چیختا ہوا اچھل کر کرسی سے ٹکرایا اور کرسی سمیت قالین پر جا گرا - اس کے ہاتھ سے ریوالور بھی گر گیا تھا۔

" تم نے کوبرے کو چیلنج کیا ہے جانسن - اور اب تمہیں معلوم ہو گا کہ کوبرے سے ٹکرانے والے کا کیا حشر ہوتا ہے - کھڑے ہو جاؤ " ٹائیگر نے چیختے

ہوئے کہا اور جانسن یکلخت اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی
سے اچھلا اور اس نے واقعی انتہائی پھرتی اور مہارت سے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے جانسن کے سینے پر زوردار فلائنگ کک ماری اور جانسن بڑی
طرح چیختا ہوا کمرے کی دیوار سے کسی گیند کی طرح ٹکرایا۔ اور ٹائیگر نے فلائنگ
کک مار کر ہوا میں ہی دو قلابازیاں کھائیں اور عین اس وقت جب جانسن دیوار
سے ٹکرا کر نیچے گر رہا تھا۔ ٹائیگر کے دونوں پیر اس کی ناف پر پوری قوت سے
پڑے اور جانسن کے حلق سے اس طرح چیخیں نکلنے لگیں جیسے اس کی روح جسم سے نکلتی جا
رہی ہو۔ وہ بری طرح پھڑکنے لگا۔ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔

ٹائیگر نے یکلخت جھک کر اس کی گردن پکڑی اور دوسرے لمحے
جانسن فضا میں گھومتا ہوا پلٹ کر قالین پر جا گرا۔ جیسے چھت سے مردہ چھپکلی
ایک دھماکے سے فرش پر گرتی ہے۔

" ابھی بھی میری پیش کش قائم ہے۔ بولو"۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا
اور جانسن کو اٹھا کر ایک کرسی پر پٹخ دیا۔

" ٹھیک ہے میں بزنس کی بات کرنے پر تیار ہوں"۔ جانسن نے منہ
اور ناک سے نکلنے والے خون کو آستین سے پونچھتے ہوئے کہا۔

"بولو"۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے سامنے پیر پھیلائے
اس طرح کھڑا تھا جیسے طاقت کا پہاڑ ہو۔

" اگر میرا نام درمیان میں نہ آئے تو میں ایک لاکھ ڈالر لوں گا"۔ جانسن
نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

" صرف ایک ہزار ڈالر اور وہ بھی تصدیق کے بعد۔ یہ کوبرے کا وعدہ
ہے کہ رقم بھی تمہیں مل جائے گی اور نام بھی نہ آئے گا"۔ ٹائیگر نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ ٹرومین کی رہائش گاہ نیشنل ٹاؤن کی کوٹھی نمبر پچیس میں ہے"۔
جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

" ایک بات سن لو تم کوبرے کو اچھی طرح جانتے ہو۔ اگر بعد میں مجھے
معلوم ہو گیا کہ تم نے ٹرومین کو اطلاع دی ہے یا مجھے غلط پتہ بتایا ہے تو پھر
تم پاتال میں بھی نہ چھپ سکو گے"۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں۔ میں نے درست کہا ہے اور جہاں تک فون کرنے
والی بات ہے میں تو خود تمہیں کہہ رہا ہوں کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے"
۔۔۔ جانسن نے کہا۔

" اوکے۔ اٹھو اپنا حلیہ درست کرو اور ہمیں نیچے سیڑھیوں تک چھوڑ
آؤ تاکہ تمہارے ساتھیوں کو اس جھگڑے کا علم نہ ہو سکے"۔ ٹائیگر نے کہا اور
جانسن سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک طرف موجود اٹیچ باتھ کی طرف بڑھ گیا۔

" بڑا رعب بنا رکھا ہے تم نے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بڑی خوفناک لڑائیاں لڑنے کے بعد میں اس سٹیج پر پہنچا ہوں صفدر
صاحب کہ اب کوبرے کو اہمیت دی جاتی ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور جولیا نے بھی سر ہلا دیا۔ اس کی نظروں میں بھی ٹائیگر کے لئے
تحسین کے آثار موجود تھے کیونکہ جانسن سے لڑتے ہوئے ٹائیگر نے جس پھرتی اور
مہارت کا مظاہرہ کیا تھا وہ واقعی قابل داد تھا۔

چند لمحوں بعد جانسن باتھ روم سے باہر نکلا تو اس کا حلیہ درست ہو چکا تھا
اور پھر وہ خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور
انہیں باہر آنے کا اشارہ کیا۔

"تھینک یو جانسن۔ تم نے ہمیں وقت دیا" باہر نکلتے ہی ٹائیگر نے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں، بزنس کے لئے میرے پاس وقت موجود ہوتا ہے"

جانسن نے دوستانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گئے۔

"او کے۔ تھینک یو" ٹائیگر نے باقاعدہ جانسن سے ہاتھ ملایا جبکہ صفدر اور جولیا دونوں نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ اور پھر جانسن تو مڑ کر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھنے لگے۔

"یہ اس ٹرومین کو اطلاع تو نہ دے دے گا" جولیا نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مس جولیا۔ آپ بے فکر رہیں" ٹائیگر نے بڑے پُریقین لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس کون سی سواری ہے" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس موٹر سائیکل ہے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ ہم دونوں کے پاس کاریں ہیں۔ ہم نے نیشنل ٹاؤن کے پہلے چوک پر اکٹھا ہونا ہے۔ وہیں سے میں دوسرے ممبرز کو بلا لوں گی اور پھر ہم اس کوٹھی پر ریڈ کریں گے۔" جولیا نے کہا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔

نیشنل ٹاؤن کے پہلے چوک پر پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔ صفدر کی کار جو اس کے پیچھے تھی اس کے ساتھ ہی رک گئی۔ ٹائیگر کا ہیوی موٹر سائیکل نجانے کس طرف چلا گیا تھا۔ کیونکہ راستے میں وہ انہیں نظر نہ آیا تھا لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ مخالف سمت سے آتا دکھائی دیا۔ اور ٹائیگر

کا چہرہ دیکھ کر وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

"کوٹھی خالی ہے مس جولیا۔ سب سامان موجود ہے لیکن آدمی کوئی نہیں" ٹائیگر نے جولیا کی کار کے قریب موٹر سائیکل روکتے ہوئے — شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب — کیا تم نے اتنی جلدی چیکنگ بھی کر لی ہے" جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ لمبے راستے سے آئے ہیں جبکہ میں ایک شارٹ کٹ جانتا ہوں میں یہاں پانچ منٹ پہلے پہنچ گیا اور میں نے سوچا کہ بہتر ہے اندرونی صورتحال چیک کر لی جائے۔ کوٹھی کی عقبی دیوار بالکل چھوٹی ہے اس لئے چیکنگ میں دیر نہ لگی۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جانسن نے وعدہ خلافی کی ہے" جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ میں اس کی فطرت جانتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ کہیں گئے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اچھی طرح نگرانی کریں تو یہ لازماً واپس آئیں گے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ میں ممبرز کو کال کر لیتی ہوں" جولیا نے کہا اور اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

بلیک زیرو نے عمران سے بات چیت کرنے کے بعد رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے بچ جانے اور زیرو گن کے اس طرح مل جانے پر حقیقتاً اسے بیحد مسرت محسوس ہو رہی تھی۔

زیرو گن باکس اسے میز پر پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ خود جا کر اسے صدر مملکت کے حوالے کرے گا۔ بحیثیت ایکسٹو کے۔ چنانچہ وہ کرسی سے اٹھا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ ایکسٹو کا مخصوص لباس بھی پہن لے اور نقاب بھی لے لے۔

اس کا پروگرام تھا کہ دانش منزل کا آٹومیٹک نظام ایڈجسٹ کر کے وہ خود پریذیڈنٹ ہاؤس جائے گا اور پھر زیرو گن کو باقاعدہ طور پر صدر مملکت کے حوالے کر کے واپس آئے گا۔

عمران سے بات چیت کرنے سے پہلے اس کا ارادہ تھا کہ وہ اسے کسی بھی ممبر کے ذریعے سر سلطان تک پہنچا دے گا۔ لیکن عمران سے بات چیت

کے بعد اسے احساس ہو گیا کہ عمران اس زیرو گن کو آٹھ بجے سے پہلے صدر مملکت تک پہنچانے کو بیحد اہمیت دے رہا ہے۔ اس لئے اس نے خود یہ کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسے یقین تھا کہ سر سلطان صدر مملکت کو آگاہ کر دیں گے۔ اور ویسے بھی روانہ ہونے سے پہلے وہ صدر مملکت سے اس بارے میں بات کرے گا۔

ڈرائنگ روم میں لباس بدلنے کے بعد وہ مین آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ آٹومیٹک نظام کی مشینری کو آن کرنے کے بعد اسے اچھی طرح چیک بھی کر لے تاکہ بعد میں کسی گڑبڑ کا کوئی احتمال نہ ہو سکے۔ اسے مشینری وغیرہ آپریٹ کرنے میں کچھ دیر لگی اور پھر وہ واپس آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پریذیڈنٹ ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب پریذیڈنٹ ہاؤس جانے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔

"یس —— پریذیڈنٹ ہاؤس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو —— پریذیڈنٹ سے بات کرائیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یس سر —— ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ وہ اگر چاہتا تو ہاٹ لائن پر براہِ راست بھی صدر مملکت سے بات کر سکتا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ ہاٹ لائن انتہائی ایمرجنسی میں استعمال کرنے کے لئے ہوتی ہے اور کم از کم یہ کال اس کی نظر میں انتہائی ایمرجنسی نہ تھی۔ اس لئے اس نے عام لائن پر بات کی تھی۔

"یس —— پریذیڈنٹ سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی انتہائی

باوقار آواز رسیور پر سنائی دی۔

" ایکسٹو سر "۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ لہجہ نرم تھا۔

" اوہ یس ——— جناب ایکسٹو! مجھے ابھی ابھی سر سلطان نے بتایا ہے کہ نہ صرف آپ کا آدمی علی عمران بچ گیا ہے بلکہ سیکرٹ سروس نے زیرو گن بھی مجرموں سے برآمد کر لی ہے۔ مبارکباد۔ آپ کی کارکردگی واقعی پورے ملک کے لئے باعث فخر ہے"۔ صدر مملکت نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" تھینک یو سر ——— میں نے اسی سلسلے میں کال کی ہے۔ میں خود زیرو گن لے کر آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں تاکہ اسے بحفاظت آپ تک پہنچایا جا سکے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ شکریہ۔ آپ خود تکلیف کر رہے ہیں۔ ویسے وہ مجرم پکڑے گئے ہیں یا نہیں"۔ صدر مملکت نے جواب دیا۔

" سیکرٹ سروس ان کی گرفتاری کے لئے حرکت میں آ چکی ہے ——— اور مجھے یقین ہے جناب کہ اب تک انہوں نے ان کی رہائش گاہ ٹریس کر لی ہو گی۔ بہرحال ان کا پکڑا جانا اب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ زیادہ دیر آزاد نہیں رہ سکتے کیونکہ ان کے متعلق حتمی کلیو سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ چکا ہے" بلیک زیرو نے مبہم لہجے میں بات کی کیونکہ وہ صدر مملکت کو حتمی طور پر یہ نہ کہنا چاہتا تھا کہ مجرم پکڑے گئے ہیں۔ کیونکہ ابھی تک جولیا کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔ ویسے اسے یقین تھا کہ وہ ٹرومین کو بہرحال کور کر ہی لیں گے۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے آپ تشریف لے آئیں۔ میں آپ کا منتظر رہوں گا"۔ صدر مملکت نے کہا اور بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور

پھر اس نے میز پر موجود زیرو گن باکس اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ بلیک زیرو ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے باکس واپس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ جولیا کالنگ۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

" سر ہم نے جانسن سے ٹرومین کی رہائش گاہ معلوم کر لی ہے۔ وہ نیشنل ٹاؤن کی کوٹھی نمبر پچیس میں رہائش پذیر ہے۔ میں نے سب ممبرز کو وہاں کال کر لیا ہے سر۔ لیکن وہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اوور"۔ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" خالی پڑی ہوئی ہے، کیا مطلب ——— کیا مجرم اسے چھوڑ چکے ہیں اوور"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

" سر کوٹھی میں سامان موجود ہے۔ لیکن آدمی کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کہیں گئے ہوئے ہوں۔ اور واپس آجائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی فوری طور پر یہ کوٹھی چھوڑ گئے ہوں اوور"۔ جولیا نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ فی الحال تم اس کوٹھی کی مکمل نگرانی کرو۔ اگر ان کا سامان موجود ہے تو لازماً وہ لوگ واپس آئیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" یس باس۔ اوور"۔ جولیا نے کہا اور بلیک زیرو نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

باہر نکل کر اس نے آپریشن روم کا دروازہ بند کیا اور جیب میں آٹومیٹک

نظام کے ریموٹ کنٹرولر کی موجودگی کو چیک کر کے وہ تیزی سے چلتا ہوا گیراج کی طرف بڑھ گیا جس میں وہ مخصوص کار موجود تھی جسے وہ بطور ایکسٹو استعمال کرتا تھا۔ یہ مخصوص کار تھی اور اس کے نہ صرف سائیڈ کے شیشے گہرے رنگ کے تھے۔ بلکہ اس کی ونڈ سکرین اور بیک سکرین دونوں ہی سیاہ رنگ کی تھیں۔ اس لئے باہر سے کسی بھی صورت کار میں بیٹھے ہوئے فرد کو نہ دیکھا جا سکتا تھا۔

کار کی نمبر پلیٹ انتہائی مخصوص انداز کی تھی۔ اس لئے جیسے ہی یہ کار دانش منزل سے باہر نکلتی ہر جگہ سے ٹریفک پولیس اسے وی آئی پی انداز میں گزارتی تھی۔

بلیک زیرو نے کار میں بیٹھنے سے پہلے دروازہ کھول کر زیرو باکس سائیڈ سیٹ پر رکھا اور پھر دروازہ بند کرتے ہوئے وہ گھومتا ہوا سٹیئرنگ سیٹ پر آ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اس نے جیب سے مخصوص نقاب نکال کر پہنا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے کار سٹارٹ کی اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے کار روکی۔ جیب سے ریموٹ کنٹرولر نکال کر گیٹ کھولنے والا بٹن دبایا تو گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے آٹومیٹک نظام آن کرنے کا بٹن دبایا اور ریموٹ کنٹرولر کو واپس جیب میں ڈال کر وہ کار چلاتا ہوا پھاٹک سے باہر آ گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی پھاٹک خود بخود بند ہو گیا اور بلیک زیرو تیزی سے پریذیڈنٹ ہاؤس جانے والی سڑک پر بڑھ گیا۔ راستے میں جگہ جگہ ٹریفک پولیس والے ایڑیاں بجا کر سیلوٹ مارتے رہے۔ لیکن بلیک زیرو اطمینان سے

کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پھر اس کا رخ جیسے ہی رانگٹن روڈ کے چوراہے سے مارش روڈ کی طرف مڑی۔ ایک براؤن رنگ کی کار تیزی سے اس کی سائیڈ سے نکل کر اس کے آگے آگے دوڑنے لگی۔ یہ سڑک تقریباً دو میل تک خاصی سنسان تھی۔ اس کے بعد ڈپو چوک آجاتا تھا۔ وہاں سے پریذیڈنٹ ہاؤس تک خاصی مصروف سڑک تھی۔

براؤن رنگ کی کار جیسے ہی سامنے آئی۔ بلیک زیرو کی نظریں بیک مرر پر پڑیں تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ویسی ہی ایک براؤن کار اس کے عقب میں تھی۔

اسی لمحے بلیک زیرو کو احساس ہوا کہ اس نے کار کے خصوصی نظام کو آن کرنے والا بٹن دبایا ہی نہیں۔ چنانچہ اس نے پھرتی سے ہاتھ اس بٹن کی طرف بڑھایا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ بٹن تک پہنچتا، ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے سورج عین اس کی کھوپڑی کے اندر اتر آیا ہو۔

ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کا ذہن انتہائی تیز روشنی سے بھر گیا۔ مگر صرف ایک لمحے کے ہزارویں حصے کی حد تک، اس کے بعد اس کے ذہن پر یکلخت گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ لیکن پھر جس طرح گہری تاریکی میں روشنی کی ہلکی سی کرن پھوٹتی ہے۔ اس طرح روشنی کا ایک نقطہ اس کے ذہن کے تاریک پردے پر نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلنی شروع ہو گئی۔

"تو یہ ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف، ایکسٹو"۔ ایک قہقہہ لگاتی ہوئی طنزیہ آواز بلیک زیرو کے کانوں سے ٹکرائی۔ اور اس کے ساتھ ہی درد کی

ایک تیز لہر اس کے جسم میں دوڑی اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں

" ہیلو پراسرار چیف ایکسٹو صاحب ——— مجھ سے ملو، میرا نام ٹرومین ہے اور یہ دیکھو تمہارا نقاب اور وہ سامنے میز پر پڑا ہوا زیرو گن باکس بھی تمہیں نظر آ رہا ہو گا۔" سامنے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے بڑے استہزائیہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہ نقاب تھا جو بلیک زیرو نے بطور ایکسٹو پہنا ہوا تھا۔

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر! میں ایکسٹو نہیں ہوں بلکہ ایکسٹو کا ایک ادنیٰ نمائندہ ہوں۔" بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت ایک بڑے سے کمرے کے درمیان ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ کمرے میں اس ٹرومین کے علاوہ چار مسلح آدمی بھی موجود تھے۔

" ہا۔ ہا۔ ہا۔ تم نے شاید ٹرومین کو عام سا مجرم سمجھ رکھا تھا۔" ٹرومین نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ساتھ کھڑے نوجوان کو اشارہ کیا۔

اس نوجوان نے آگے بڑھ کر سامنے موجود ایک بڑی سی مشین آن کر دی۔ دوسرے لمحے مشین کی سکرین پر دانش منزل کے آپریشن روم کا منظر نظر آنے لگا۔ اس منظر میں بلیک زیرو رسیور اٹھا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مشین سے آواز بھی نکلنے لگی۔

اور پھر بلیک زیرو نے صدر مملکت سے جو گفتگو کی تھی وہ سنائی دینے لگی۔ اور اس گفتگو کے بعد ٹرانسمیٹر پر ہونے والی جولیا کی گفتگو سے لے کر بلیک زیرو کے کار میں بیٹھ کر دانش منزل سے نکلنے تک کے سارے واقعات موجود تھے۔ گیٹ کھلنے کے منظر کے ساتھ ہی مشین آف ہو گئی۔

بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" اب تمہیں یقین آ گیا کہ ہم نے کوئی غلطی نہیں کی۔ اور اس کے بعد کی کہانی تو بہت ہی مختصر ہے۔ ہم نے اس سنسان سڑک پر پہنچ کر تمہاری کار پر پولی تھرم بم پھینکا۔ تمہاری کار کی باڈی شاید خصوصی نوعیت کی تھی۔ اس لئے باڈی کے پرزے تو نہ بکھرے البتہ کار رک گئی۔ اور ہم نے تمہیں اندر سے نکال لیا۔ تم بے ہوش ہو چکے تھے۔ یہ زیرو گن بھی اٹھائی اور پھر تمہیں ساتھ لے کر اطمینان سے اپنے دوسرے ہیڈ کوارٹر میں آ گئے۔ تمہاری سیکرٹ سروس کے ممبران ابھی تک نیشنل ٹاؤن والے اڈے کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔" ٹرومین نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا

" اب تم کیا چاہتے ہو؟" بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" صرف اتنا بتا دو کہ تمہارے آدمیوں نے زیرو گن کیسے حاصل کی ہے اور وہ جانسن تک کیسے پہنچ گئے۔ ویسے ایک بات ہے جب مجھے پتہ چلا کہ زیرو گن تمہارے پاس پہنچ چکی ہے اور تمہارے ممبرز ہمارے اڈے کی نگرانی کر رہے ہیں تو یقین کرو تمہاری خوفناک کارکردگی نے میرا دماغ ماؤف کر دیا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر میں پوائنٹ ون کی واپسی کے سلسلے میں اس عمارت پر ریڈ نہ کرتا تو حقیقتاً تم لوگ بازی لے گئے تھے۔" ٹرومین نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم نے اس ساری ریکارڈنگ کے لئے کون سا طریقہ استعمال کیا ہے؟" بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" تم ایک پس ماندہ ملک کے لوگ ہو۔ بلیک تھنڈر سائنس میں جس قدر آگے ہے اس کا تصور تو انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ایک

مشین ہے جسے ہم ٹی ون الیون کہتے ہیں یہ اس کی کارکردگی کا نتیجہ ہے۔" ٹرومین نے
جواب دیا۔

" وہ مشین اس وقت کہاں ہے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

" بہت خوب۔ تم واقعی ایکسٹو ہو۔ اس طرح بندھے ہوئے ہونے کے
باوجود تمہارا انداز ایسا ہے جیسے تم اپنے ممبرز کو حکم دے رہے ہو۔" ٹرومین
نے طنزیہ لہجے میں ہنستے ہوئے کہا۔

" پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ایکسٹو نہیں ہوں۔ ایکسٹو کا ایک ادنیٰ سا نمائندہ
ہوں۔ اصل ایکسٹو کہاں ہو گا۔ اس کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ مجھ جیسے کئی لوگ ڈمی
کے طور پر ایکسٹو بن کر کام کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم سب لوگ چہروں پر نقاب
چڑھائے بغیر کسی کے سامنے نہیں آتے۔ اور جس اڈے پر میں موجود ہوں یہ بھی
ایکسٹو کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ شاید اس کے کئی اڈوں میں سے ایک اڈہ ہے
اگر تمہیں یقین نہ آئے تو تم بے شک تسلی کر لو۔ میں تمہیں نمبر بتاتا ہوں۔ تم اس نمبر
پر مجھے بات کرنے دو۔ پھر دیکھو کیا جواب ملتا ہے اور کون جواب دیتا ہے۔"
بلیک زیرو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

" مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو مسٹر ایکسٹو۔ میں نے ایسے کھیل بہت
دیکھے ہیں۔" ٹرومین نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

" میرا نام ایکسٹو نہیں طاہر ہے۔ یہ بات نوٹ کر لو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" بلیکی ——— فون لے آؤ اور جو نمبر یہ کہے وہ ڈائل کر کے رسیور اس
کے منہ سے لگا دو۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔" ٹرومین نے قریب کھڑے اسی
نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا جسے اس نے پہلے مشین آن کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

" یس باس۔" بلیکی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے ایک کونے کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے کونے میں موجود ٹیلیفون سیٹ اٹھایا اور اس سے
منسلک لمبی تار کی مدد سے اسے بلیک زیرو کے قریب لے آیا۔ بلیک زیرو نے
اُسے ایک مخصوص نمبر بتا دیا۔ بلیکی اسے ڈائل کرنے لگا تھا۔ ٹرومین غور سے
ان نمبروں کو دیکھ رہا تھا۔

" لاؤڈر بھی آن کر دینا تاکہ ہم بھی سُن لیں کہ اصل ایکسٹو کیسے اپنے آپ کو
نقل ثابت کرتا ہے۔" ٹرومین نے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور بلیکی نے نمبر ڈائل
کرنے کے بعد فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن آن کر دیا۔

دوسرے لمحے رسیور سے تیز گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ بلیکی نے
رسیور کرسی پر بندھے ہوئے بلیک زیرو کے کان کے ساتھ لگا دیا۔ اور خود
فون سیٹ اٹھا کر اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایسی آواز سنائی دی
جیسے کسی نے رسیور اٹھایا ہو۔

" ایکسٹو" ——— رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے بعد ایک بھاری اور
مخصوص آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو نمبر ون طاہر بول رہا ہوں جناب۔" بلیک زیرو نے اپنے اصل
لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے ٹرومین نے جلدی سے بڑھ کر فون کا کریڈل دبا دیا۔
اس طرح رابطہ ختم ہو گیا۔

" اوہ ——— یہ ہمارا اڈہ چیک کرانا چاہتا ہے۔ فون رکھ دو۔ بہرحال
یہ کوئی بھی ہو۔ اب اس کی موت تو یقینی ہی ہے۔" ٹرومین نے چیختے ہوئے
بلیکی سے کہا اور بلیکی تیزی سے فون اٹھائے واپس اس کمرے کی طرف بڑھ
گیا۔ جہاں سے اس نے فون اٹھایا تھا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا
ٹرومین کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے یقین آ گیا ہے کہ بلیک زیرو اصل ایکسٹو نہیں

ہے اس کے نقطہ نظر سے یہ اس کی اہم کامیابی تھی۔

" وقت کیا ہوا ہے ؟" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں ٹرومین سے پوچھا۔

" وقت ـــــ کیوں تم وقت کیوں پوچھ رہے ہو" ٹرومین نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" وقت پوچھنا کوئی جرم تو نہیں ہے مسٹر ٹرومین" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہوں ـــــ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت۔ ٹھیک ہے جتنا وقت ہوگا۔ اتنی ہی گولیاں تمہیں ماری جائیں گی۔ اس وقت سات بجے ہیں

" ٹرومین نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

" گولیاں جتنی مرضی آئے مار لینا ٹرومین۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن تمہیں شاید احساس نہیں ہے کہ موت کا پھندہ انتہائی تیزی سے تمہارے اس اڈے کو گرفت میں لے رہا ہے۔ میں نے اسی لئے وقت پوچھا تھا۔ میرا کیا ہے۔ میں نے تو بہرحال ایک دن مرنا ہی ہے۔ کل نہ سہی آج سہی"

بلیک زیرو نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

" اوہ ـــ بلیکی اپنی مشین گن مجھے دو اور تم جا کر سب ساتھیوں سمیت اڈے کی نگرانی کرو۔ اس کا اطمینان بتا رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی چکر درمیان میں ضرور ہے" ٹرومین نے اس بار پریشان ہوتے ہوئے کہا اور کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ٹرومین کو دی اور خود باقی مسلح افراد کو باہر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باقی مسلح ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی دروازے کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے وہ کمرے سے جا چکے تھے۔

" اب بولو طاہر یا ایکسٹو۔ جو کچھ بھی تم ہو۔ کیا تم زندگی بچانا چاہتے ہو یا موت چاہتے ہو" ٹرومین نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی ٹرومین کی بات کا مقصد نہ سمجھا تھا۔

" پہلے تو مجھے بتاؤ کہ کس قسم کے خطرے کی بات کر رہے تھے اور دوسری بات یہ کہ تم نیشنل ٹاؤن والے اڈے پر موجود اپنے ساتھیوں کو یہاں بلوا لو اس طرح کہ انہیں پتہ نہ چلے۔ اگر تم ان دونوں کاموں میں میرے ساتھ تعاون کرو تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں تمہاری زندگی بخش دی جائے گی" ٹرومین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین گن بڑے ڈھیلے انداز میں پکڑ رکھی تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے بلیک زیرو کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس لئے وہ سوائے بولنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

" میرا خیال ہے تمہارے پہلے سوال کا جواب پہلے دے دوں۔ اس کے بعد دوسرے سوال کا نمبر آئے گا" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یعنی وہ خطرے والی بات" ٹرومین نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں وہی ـــــ سات بج گئے ہیں اور اب تو ایک دو منٹ زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے وقت کافی کم رہ گیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" کیا مطلب ـــــ کیا کہنا چاہتے ہو تم" ٹرومین نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا

" کیا تم واقعی اس خطرے کا محل وقوع جاننا چاہتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو میرے قریب آجاؤ۔ ڈرو نہیں میں بندھا ہوا ہوں۔ میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ایک مخصوص ٹائم بم ہے۔ اسے نکال کر ناکارہ کر دو۔ ورنہ وہ خود بخود پھٹ جائے گا۔ اور تمہارا یہ اڈہ تمہارے ساتھیوں سمیت فنا ہو جائے گا۔

یہ اصل ایکسٹو کی طرف سے ایک خصوصی انتظام ہے تاکہ نقلی ایکسٹو اگر کبھی سامنے آجائے تو پھر سامنے لے آنے والوں سمیت ختم ہو جائے اور اس مخصوص نمبر پر فون کرنے کا مقصد بھی یہی تھا۔" بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اوہ۔ تو یہ بات ہے" ٹروین نے تیز لہجے میں کہا اور آگے بڑھتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ میں مشین گن پکڑی اور دوسرے ہاتھ کو اس نے بلیک زیرو کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کے درمیان اس طرح ڈالا کہ وہ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب تک پہنچ جائے۔ لیکن دوسرے لمحے ٹروین کے جسم کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ چیختا ہوا الٹ کر کرسی کی پشت کی طرف گرا۔

بلیک زیرو نے یکلخت اپنے گھٹنے جوڑ کر پیروں کو اپنے اوپر جھکے ہوئے ٹروین کے نچلے جسم کے درمیان رکھ کر اپنے آپ کو ایک زوردار جھٹکے سے پیچھے کی طرف کیا تو ٹروین کا نچلا جسم اس کی اٹھتی ہوئی ٹانگوں کے زور پر الٹ کر کرسی کی پشت کی طرف گیا۔

چونکہ اس کا ایک بازو رسیوں کے درمیان الجھا ہوا تھا اس لئے وہ فوری طور پر اپنا بازو نہ نکال سکا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا بازو گھوم جانے کی وجہ سے خوفناک کڑاکے کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ اور بازو کی وجہ سے ہی اس کا جسم کرسی کے عین پیچھے گرا۔ اور بلیک زیرو کرسی سمیت اس کے اوپر جا گرا۔

اب نیچے فرش پر ٹروین تھا جبکہ اس کے اوپر کرسی تھی اور کرسی کے اوپر بندھا ہوا بلیک زیرو تھا۔ ٹروین کا ٹوٹا ہوا بازو ابھی تک رسیوں میں الجھا ہوا تھا۔ اچانک قلابازی کھانے کی وجہ سے مشین گن اس کے

ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ اور بلیک زیرو نے چونکہ ٹانگیں اٹھا کر اسے اٹھایا تھا اس لئے بلیک زیرو کا جسم بھی کرسی پر مڑ گیا تھا۔ اس کا اوپر والا جسم تو اسی طرح رسیوں سے الجھا ہوا تھا۔ جبکہ نچلا جسم پوری طرح مڑ کر نہ صرف دوسری طرف فرش پر پہنچ گیا تھا بلکہ اس طرح ٹروین بھی بلیک زیرو کے جسم اور کرسی کے نیچے پھنس گیا تھا۔

" ٹروین نے نیچے گرتے ہی زور سے جھٹکا دے کر کرسی کو اچھالنا چاہا۔ اور اس کی یہ اضطراری حرکت بلیک زیرو کی توقع کے عین مطابق تھی۔ نیچے سے زوردار جھٹکا لگنے کی وجہ سے کرسی اوپر کو اٹھی اور پھر گھوم کر سیدھی ہوئی تو بلیک زیرو قلابازی کھا کر ایک بار پھر کرسی سمیت دھماکے سے فرش پر جا گرا۔

اس دھماکے کی وجہ سے لکڑی کی یہ کرسی کڑکڑا کر ٹوٹ گئی اور رسیاں کرسی کے اچانک ٹوٹنے کی وجہ سے ڈھیلی پڑ گئیں۔ جبکہ ٹروین کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی۔ اس کا بازو چونکہ ابھی تک کرسی کی رسیوں میں الجھا ہوا تھا اس لئے زوردار جھٹکا لگنے کی وجہ سے بلیک زیرو تو کرسی سمیت قلابازی کھا کر واپس فرش پر گرا جبکہ ٹروین کا جسم بھی گھوما اور پھر وہ منہ کے بل پٹ سے ٹوٹی ہوئی کرسی کے سامنے گھوم کر گرا۔ اس کا بازو تو باہر آگیا لیکن اب وہ حرکت نہ کر سکتا تھا۔ وہ کرسی کے سامنے آڑا گرا ہوا تھا۔

نیچے گرتے ہی ٹروین نے کراہتے ہوئے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن فرش پر کرسی سمیت گرے ہوئے بلیک زیرو کی دونوں ٹانگیں ایک لمحے کے لئے فضا میں اٹھیں اور دوسرے لمحے اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر اپنے سامنے نیچے آڑے پڑے ہوئے ٹروین کی پشت پر پوری قوت سے

پیٹرے اور ٹروبین کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔

بلیک زیرو کی ٹانگیں ایک بار پھر تیزی سے اٹھیں اور دوسری ضرب بھی عین اسی جگہ پر پڑی جہاں پہلی ضرب لگی تھی۔ اور اس بار ٹروبین کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مخصوص مقام پر زوردار ضربیں لگا کر اسے وقتی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔

ٹروبین کے ساکت ہوتے ہی بلیک زیرو کولہوں کے بل کرسی سمیت پیچھے کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے پیر سمیٹے اور اپنے اوپر والے جسم کو جو ابھی تک ٹوٹی ہوئی کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ آگے کی طرف جھکایا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے نماز پڑھتے ہوئے رکوع کے بل کھڑا ہوا جاتا ہے۔ کرسی کی وجہ سے خود بخود اس کا بھی انداز بن گیا تھا۔ پھر بلیک زیرو نے اپنے جسم کو سکیڑ کر اسے دائیں بائیں تیزی سے حرکت دی تو رسیاں ڈھیلی ہو جانے کی وجہ سے کرسی رسیوں سمیت نیچے کی طرف کھسکتی گئی۔

بلیک زیرو مسلسل اپنے جسم کو دائیں بائیں حرکت دے رہا تھا۔ اور کرسی رسیوں سمیت نیچے کھسکتی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد کرسی اور رسیاں اس پوزیشن میں آگئیں کہ بلیک زیرو نے اپنے دونوں بازو اوپر کھینچ کر ڈھیلی رسیوں سے باہر نکال لئے۔ بازو باہر آتے ہی بلیک زیرو نے کرسی کی سائیڈوں پر رکھے اور زور سے نیچے کی طرف جھٹکا دیا۔ کرسی رسیوں سمیت ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری۔

اب بلیک زیرو سیدھا کھڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے اپنی ٹانگیں ایک ایک کر کے ان رسیوں سے نکالیں۔ ٹروبین کے جسم نے بھی اسی دوران

آہستہ آہستہ حرکت کرنی شروع کر دی تھی۔ اعصابی نظام پر بلیک زیرو کی ضربوں کا اثر ختم ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن بلیک زیرو کو اتنا ہی وقفہ چاہیئے تھا کہ وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکے اور وہ وقفہ بہرحال اس نے حاصل کر لیا تھا۔

رسیوں کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سب سے پہلے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن پر قبضہ کیا۔ ٹروبین اب کراہتا ہوا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے مشین گن کا بٹ اس کے سر پر مارا۔ وہ فائرنگ اس لئے نہ کرنا چاہتا تھا کہ ٹروبین کے ساتھی آوازیں سن کر اندر آ سکتے تھے اور پھر بلیک زیرو کے لئے خاصی مشکل ہو جاتی۔ اسے سب سے زیادہ فکر زیرو گن کی تھی وہ اسے ہر صورت آٹھ بجے سے پہلے صدر مملکت تک پہنچانا چاہتا تھا۔

مشین گن کا ایک زوردار بٹ کھا کر ٹروبین ایک بار پھر ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو تیزی سے اس طرف پلٹا جدھر ابھی تک اس کا نقاب اور زیرو گن پڑی ہوئی تھی۔ اس نے نقاب اٹھا کر جیب میں ڈالا اور باکس اٹھا کر وہ دروازے کی طرف پلٹ گیا۔ دروازہ لاک نہ تھا صرف بند تھا۔

بلیک زیرو نے دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر جھانکا۔ باہر راہداری سی تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو اچھل کر راہداری میں آیا۔ زیرو گن باکس کی وجہ سے وہ مشین گن کو فوری طور پر استعمال نہ کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اس نے اسے ایک ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ ایمرجنسی کی صورت میں وہ زیرو گن باکس نیچے پھینک کر اسے استعمال کر سکتا تھا۔ وہ دبے پاؤں راہداری کے دوسرے سرے کی طرف بڑھا کہ اسے راہداری کے درمیان میں ایک آرچ نظر آیا جس کے اندر سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ آگے بڑھنے کی بجائے تیزی سے

اس آرچ میں داخل ہوا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا چند ہی لمحوں میں اوپر والی منزل پر پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں سے سیڑھیوں کے ذریعے اوپر چھت پر پہنچ گیا۔

چھت پر پہنچ کر وہ جھکے جھکے انداز میں ایک منڈیر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس عمارت کے محل وقوع کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ اور پھر منڈیر کے قریب پہنچ کر اس نے جیسے ہی سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس طرف اور کوئی عمارت نہ تھی بلکہ کافی فاصلے تک کھیت نظر آرہے تھے اور اس طرف کوئی سائیڈ گلی بھی نہ تھی۔ عمارت آخری سطح تک بنی ہوئی تھی۔ البتہ گہرائی کافی تھی۔ اور اگر بلیک زیرو وہاں سے چھلانگ لگاتا تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جانے کا شدید اندیشہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اسی لمحے اسے دوسری منزل کی کھڑکی کے اوپر باہر کو نکلا ہوا شیڈ نظر آ گیا۔ ویسا ہی شیڈ گراؤنڈ فلور کی کھڑکی پر تھا۔

بلیک زیرو نے مشین گن کھیت کی طرف اچھال دی لیکن مشین گن گرنے کا دھماکہ نہ ہوا۔ البتہ فصل میں گرتے وقت ایسی آواز ابھری کہ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ کھیت کو پانی دیا گیا ہے۔ اس نے زیرو گن باکس منڈیر پر رکھا اور پھر وہ تیزی سے پلٹ کر نیچے لٹک گیا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ سب سے نچلے شیڈ پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے اس بار زیرو گن باکس اٹھایا اور جسم کو تول کر نیچے فصل کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیر پنڈلیوں تک دلدل نما جگہ میں دھنستے گئے۔ لیکن وہ نیچے گرنے کی بجائے جم کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ زیرو گن باکس اس نے دونوں ہاتھوں میں سنبھالا ہوا تھا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس قد آدم فصل کے اندر چلتا ہوا مخالف سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مشین گن کی اب اسے کوئی پرواہ نہ تھی اور نہ ہی ٹرومین اور اس کے

آدمیوں کی۔ اسے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ زیرو گن باکس آٹھ بجے سے پہلے صدر مملکت تک پہنچ جائے۔

کھیتوں کے اندر چلتے ہوئے وہ اس عمارت سے کافی فاصلے پر پہنچ کر ایک سڑک پر پہنچ گیا۔

گھٹنوں تک اس کی پتلون اور بوٹ کیچڑ سے بری طرح لت پت ہو گئے تھے۔ سڑک کے قریب ہی کھیتوں کو پانی دینے کے لئے ایک چھوٹا سا نالا موجود تھا جس میں پانی ابھی تک موجود تھا۔ بلیک زیرو نے باکس ایک طرف رکھا اور پھر اس نے جھک کر پانی کی مدد سے اپنی پتلون اور بوٹوں پر لگا ہوا کیچڑ اچھی طرح صاف کر دیا۔ کیونکہ بطور ایکسٹو ہی اس نے صدر مملکت کے پاس جانا تھا۔ کیچڑ سے لت پت ہونے کی بجائے گیلی پتلون بہرحال قابلِ قبول تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ہوا لگنے سے جلد ہی یہ سوکھ جائے گی۔

اس نے زیرو گن باکس اٹھایا اور سڑک کی طرف چلنے لگا۔ ذرا سا آگے بڑھنے کے بعد وہ سڑک کو پہچان گیا۔ وہ درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باکس ایک طرف رکھا اور پھر سب سے پہلے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا۔ ساڑھے سات بج چکے تھے۔

بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے ونڈ بٹن کھینچا اور پھر سوئیوں کو مخصوص ہندسے پر ایڈجسٹ کر کے اس نے ونڈ بٹن کو دبایا تو ڈائل پر آٹھ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ وہ مجبوراً واچ ٹرانسمیٹر استعمال کر رہا تھا۔ ورنہ عام طور پر وہ اسے استعمال نہ کرتا تھا۔

”یس —— جولیا اٹنڈنگ۔ اوور“ چند لمحوں بعد گھڑی سے جولیا کی باریک سی آواز سنائی دی۔

"ایجسلٹو۔ اوور" بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ اوور" جولیا نے چونک کر کہا۔ شاید اسے بھی اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ ایجسلٹو نے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کی تھی۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر۔ ہم نے اس کوٹھی کو پوری طرح گھیرا ہوا ہے لیکن ابھی تک کوئی آدمی واپس نہیں آیا۔ اوور" جولیا نے کہا۔

"سنو۔ اسرانی روڈ کے شمالی طرف کھیتوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ اس سلسلے کے آخر میں جہاں اسرانی کالونی شروع ہوتی ہے۔ وہاں کی پہلی دو منزلہ عمارت جو کھیتوں سے ملحقہ ہے وہاں ٹروین اور اس کے ساتھی مقیم ہیں۔ تم سب ممبرز کو ساتھ لے کر وہاں فوری ریڈ کرو لیکن انتہائی احتیاط کے ساتھ۔ کوئی مجرم بچ کر نہ نکل سکے۔ زندہ یا مردہ۔ ہر صورت میں ان کی گرفتاری چاہتا ہوں۔ فوری۔ اوور اینڈ آل" بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر واچ ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے زیرو گن باکس اٹھایا اور درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ سڑک پر آ گیا۔

اسی لمحے اسے دور سے آتی ہوئی ایک مسافر بس نظر آ گئی۔ یہ سڑک چونکہ مضافاتی روڈ تھی اس لئے اس طرف کوئی ٹیکسی وغیرہ نظر نہ آ رہی تھی۔

بلیک زیرو جلدی سے آگے بڑھا اور اس نے بس کی طرف رخ کر کے زور زور سے ہاتھ ہلانے شروع کر دیئے۔ بس کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ اور بلیک زیرو ایک طرف کو ہو گیا۔ بس مضافاتی علاقے سے دارالحکومت آ رہی تھی۔ بس اس کے قریب آ کر رک گئی۔ وہ تقریباً آدھی سے زیادہ خالی تھی۔ اس لئے شاید ڈرائیور نے روک بھی لی تھی۔ ورنہ شہر کے قریب آ کر اکثر بسیں رکتی

ہی نہ تھیں۔ بلیک زیرو بھی بس پر سوار ہو گیا۔

"جی صاحب — کہاں جانا ہے" کنڈیکٹر نے اس کے بیٹھتے ہی پوچھا۔

"بارگال چوک پر اتار دینا" بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے باکس کو گھٹنوں پر رکھ کر اپنی جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ اس لباس میں بٹوہ رکھنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لیکن اسے یاد تھا کہ ایمرجنسی کے لئے جیب میں چند چھوٹے بڑے نوٹ پڑے رہتے تھے۔ اب اگر ٹروین نے یہ نوٹ نکال نہیں لئے تو انہیں بہرحال موجود ہونا چاہیئے۔ اور پھر جب اس کے ہاتھ ایک چھوٹا نوٹ لگ گیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ ورنہ پاکیشیا کا سب سے طاقتور آدمی جس کی آواز سن کر ہی اعلیٰ حکام کو رعشہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک معمولی سے کنڈیکٹر کے ہاتھوں بے عزت ہو جاتا۔

اس نے نوٹ نکال کر کنڈیکٹر کی طرف بڑھایا۔ کنڈیکٹر نے نوٹ جیب میں ڈالا اور پھر اپنی جیکٹ کے اندر سے اس نے بقایا نکال کر بلیک زیرو کو دیا اور واپس مڑ گیا۔ ویسے وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا۔ یہی حال بس میں موجود باقی لوگوں کا تھا۔ کیونکہ بلیک زیرو اپنے لباس رکھ رکھاؤ اور چہرے مہرے سے بس میں سفر کرنے والا آدمی نہ لگ رہا تھا۔ لیکن بلیک زیرو ہونٹ دبائے خاموش بیٹھا رہا۔

بس خاصی رفتار سے چل رہی تھی لیکن بلیک زیرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بیل گاڑی کی طرح رینگ رہی ہو۔ اس کی نظریں بار بار گھڑی پر جاتی تھیں اور پھر بس بارگال چوک پر پہنچ کر رک گئی۔

بلیک زیرو تیزی سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سائیڈ پر بنے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مارش روڈ" بلیک زیرو نے ایک ٹیکسی کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ بلیک زیرو نے اس روڈ کا کہا تھا جہاں اس کی کار پر مخصوص نوعیت کا بم پھینکا گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر کار رننگ آرڈر میں ہوئی تو پھر وہ کار میں پریذیڈنٹ ہاؤس جائے گا ورنہ دوسری صورت میں وہ اسی ٹیکسی کے ذریعے چلا جائے گا۔ بہرحال آٹھ بجے سے پہلے اس نے زیرو گن صدر مملکت تک پہنچانی تھی۔

"سر سلطان کی کال ہے جناب آپ کے لئے۔" کمرے کا دروازہ کھول کر ایک ڈاکٹر نے اندر آتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں وائرلیس فون پیس تھا۔

"اوہ ——— اچھا ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں" عمران نے فون پیس ڈاکٹر کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"مریض عشق ابھی بولنے کے قابل ہے" عمران نے فون پیس آن کرنے والا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے ——— بڑا غضب ہو گیا ہے۔ بلیک زیرو کی کار مارش روڈ پر کھڑی ہے اور وہ خود غائب ہے۔ اس نے دانش منزل سے صدر مملکت کو بحیثیت ایکسٹو فون کیا کہ وہ زیرو گن خود دے کر ان کے پاس پہنچ رہا ہے صدر مملکت اس کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن جب وہ نہ پہنچا تو انہوں نے پریشان ہو کر مجھے فون کیا۔ میں نے دانش منزل فون کیا لیکن وہاں سے بھی آواز سنائی دی کہ پیغام ریکارڈ کرا دیجئے۔ اس کا مطلب تھا کہ بلیک زیرو دانش منزل سے روانہ ہو چکا ہے لیکن پھر پریذیڈنٹ ہاؤس نہ پہنچ سکا۔ میں نے پریشان ہو کر

رانا ہاؤس فون کیا اور جوزف سے کہا کہ وہ معلوم کر کے مجھے بتائے کہ دانش منزل کی کیا صورت حال ہے۔ ابھی اس کی کال آئی ہے کہ ایکسٹو کی کار مارش روڈ پر موجود ہے اس کی حالت ایسے لگ رہی ہے جیسے اس پر کوئی خوفناک بم پھینکا گیا ہو۔ لیکن کار چونکہ بم پروف تھی۔ اس لئے وہ تباہ نہیں ہو سکی۔ البتہ کار خالی ہے۔ بلیک زیرو موجود نہیں ہے۔" سر سلطان کی انتہائی پریشان آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ —— یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مخصوص کار پر تو ایٹم بم بھی کیوں نہ مار دیا جائے اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کے اندر تو مخصوص حفاظتی نظام فٹ ہے۔" عمران بھی سر سلطان کی آواز سن کر پریشان ہو گیا۔

"اب یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ اب تم خود بتاؤ کہ یہ کیا چکر ہو سکتا ہے۔ تم ہسپتال پڑے ہوئے ہو اور بلیک زیرو بمعہ زیرو گن غائب ہو گیا ہے۔ کہیں اس ٹرومین نے اسے اغوا نہ کر لیا ہو۔" سر سلطان نے کہا۔

"اب مجھے خود ہی حرکت میں آنا پڑے گا۔ ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور فون پیس آف کر کے اس نے ایک طرف تپائی پر رکھا اور بیڈ کے کنارے پر لگا ہوا کالنگ بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔

"کیا وقت ہوا ہے ڈاکٹر" عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وقت —— سات بج کر پچیس منٹ ہوئے ہیں" ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— ویری بیڈ۔ جلدی کرو۔ میرا لباس لے آؤ۔ جلدی۔ فوراً" عمران نے چیخ کر کہا۔ اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"مم —— مگر۔ آپ کے زخم ابھی ....." ڈاکٹر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لعنت بھیجو زخموں پر" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اچھل کر بیڈ سے نیچے اتر آیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم لڑکھڑایا لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"میں ڈاکٹر صدیقی کو بلاتا ہوں" ڈاکٹر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اسی لمحے عمران کو ایک خیال آیا تو اس نے جھپٹ کر وہ وائرلیس فون اٹھایا اور تیزی سے جولیا کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ لیکن دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی جلدی سے اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب ابھی آپ ....." ڈاکٹر صدیقی نے عمران کو اس طرح کھڑے دیکھ کر بوکھلائے سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ گولی مارو عمران صاحب کو۔ وہ میری کلائی کی گھڑی کہاں ہے ڈاکٹر" عمران کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ ڈاکٹر صدیقی بھی سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔

"وہ —— وہ میرے دفتر میں ہے" ڈاکٹر صدیقی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— اوہ۔ میرے ساتھ آیئے۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی" عمران نے دروازے کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ کیونکہ اس کا ذہن تیزی سے چکرانے لگا تھا اس نے دونوں ہاتھوں سے بے اختیار سر کو پکڑ لیا۔

"میں خود لے آتا ہوں۔" ڈاکٹر صدیقی نے اس کی حالت کو دیکھا تو بوکھلا کر خود ہی دوڑ پڑا۔

عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا۔ واقعی اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ فوری حرکت کر سکتا۔ ذرا سا تیز چلنے سے اس کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کرنی شروع کر دی تھی۔

وہ چند لمحے اسی طرح کھڑا رہا۔ پھر جیسے ہی اس کا ذہن ذرا سا سنبھلا وہ ایک بار پھر آگے بڑھا لیکن دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی راہداری میں پہنچا دوسری طرف سے ڈاکٹر صدیقی ورلڈ چیمپین اتھلیٹ کی طرح دوڑتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ اور عمران اتنے بڑے ڈاکٹر کو اس طرح دوڑتے دیکھ کر اس قدر پریشانی کے باوجود مسکرا دیا۔

"یہ لیجئے۔" ڈاکٹر صدیقی نے قریب آ کر کہا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہے تھے۔

"اوہ ـــ شکریہ ڈاکٹر آپ نے واقعی تکلیف کی ہے۔" عمران نے گھڑی لی اور واپس کمرے کی طرف مڑ گیا۔

"کوئی بات نہیں۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی ایمرجنسی ہی ہو سکتی ہے۔" ڈاکٹر صدیقی نے اسی طرح ہانپتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور جلدی سے بیڈ پر واپس آ گیا۔

اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن تیزی سے کھینچا اور پھر سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ ڈاکٹر صدیقی کمرے میں نہ آیا تھا۔

عمران واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس فریکوئنسی کا علم صرف عمران ہی کو تھا۔ ممبرز نہ جانتے تھے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ اوور۔" مخصوص ہندسے پر سوئیاں اکٹھے ہوتے ہی عمران نے ونڈ بٹن دباتے ہوئے کہا۔ ڈائل پر بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا تھا۔

وہ مسلسل یہی فقرہ بولے چلا جا رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ ہو رہی تھی۔

عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کال ختم کرنے کے لئے ہاتھ ونڈ بٹن کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت جلتا بجھتا نقطہ مسلسل جل اٹھا اور عمران چونک پڑا۔ اس کا مطلب تھا کہ کال ریسیو کر لی گئی ہے۔

"ہیلو ـــ عمران کالنگ۔ اوور۔" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس ـــ ایکسٹو۔ اوور۔" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــ تم کہاں ہو بلیک زیرو۔ پریذیڈنٹ ہاؤس کیوں نہیں پہنچے وہ زیرو گن کہاں ہے۔ اوور۔" عمران ایک ہی سانس میں پوچھتا چلا گیا۔

"میں پریذیڈنٹ ہاؤس ہی جا رہا ہوں۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر۔ آپ کی کال آنے پر اور ٹیکسی رکوانے اور باہر ایک طرف آنے میں دیر ہو گئی۔ زیرو گن میرے پاس موجود ہے۔ بڑا حادثہ ہو گیا تھا۔ اوور۔" بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا حادثہ ہوا تھا۔ مختصر طور پر بتاؤ۔ جلدی۔ اوور۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جواب میں بلیک زیرو نے کار پر بم پڑنے اور اپنے اغوا کئے جانے اور پھر وہاں سے نکلنے کا حال مختصر طور پر بتا دیا۔ اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تم نے کار کا حفاظتی سسٹم آن کیوں نہ کیا تھا۔ اوور" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی بلیک زیرو پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا۔

"بس خیال نہ آیا تھا۔ براؤن رنگ کی کاروں کو آگے پیچھے دیکھ کر ہی چونکا تھا اور پھر بٹن دبانے ہی والا تھا کہ دھماکہ ہو گیا۔ اوور" بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی ——— تم فوراً اس ٹیکسی میں پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچو اور سنو۔ وہاں اپنے آپ کو ایکسٹو ظاہر نہ کرنا صرف ایک نمائندہ کہہ دینا کیونکہ اس طرح ٹیکسی میں بیٹھ کر ایکسٹو کا جانا پوزیشن کے خلاف ہے۔ فوراً پہنچو۔ میں سر سلطان کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں اس کے بعد تم واپس دانش منزل چلے جانا۔ میں اس دوران جولیا سے رپورٹ لے لیتا ہوں۔ اوور اینڈ آل" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ونڈ بٹن دبا کر اس نے گھڑی ایک طرف رکھی اور وائرلیس آپریٹس ٹیلیفون اٹھا کر جلدی سے سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— سلطان سپیکنگ" دوسری طرف سے سر سلطان کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ——— بلیک زیرو سے بات ہو گئی ہے اسے دانش منزل سے نکلتے ہی ٹروبین اور اس کے ساتھیوں نے زیرو گن سمیت اغوا کر لیا تھا۔ لیکن بلیک زیرو نہ صرف ان کے پنجے سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ وہ زیرو گن بھی ساتھ لے آیا ہے۔ وہ اب ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ رہا ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ اب اپنے آپ کو ایکسٹو کی بجائے اس کا نمائندہ ظاہر کرے تاکہ ایکسٹو کی

پرسٹیج پر حرف نہ آئے اور آپ نے تو کار پر بم وغیرہ پڑنے کے متعلق صدر صاحب کو اطلاع تو نہیں دی" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— نہیں ظاہر ہے میں انہیں کیسے بتا سکتا تھا۔ میں نے تو جوزف کی کال ملتے ہی تمہیں فون کیا تھا۔ بہرحال بلیک زیرو نے ہمت کی ہے۔ میں صدر صاحب کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ یہ زیرو گن تو ہمارے لئے مصیبت بن کر رہ گئی ہے" سر سلطان نے پریشان اور اطمینان دونوں کیفیتوں سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"زیرو ہی تو اصل میں خطرناک ہوتا ہے۔ جیسے جیسے زیرو بڑھتے جائیں اکیلے ہندسے کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن سر سلطان نے دوسری طرف سے کوئی بات کئے بغیر رسیور رکھ دیا تھا وہ واقعی اس وقت بیحد پریشان تھے۔

عمران نے فون آف کر کے ایک طرف رکھا اور ایک بار پھر گھڑی اٹھا کر اس پر جولیا کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"یس ——— جولیا اٹنڈنگ۔ اوور" رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ——— کیا رپورٹ ہے۔ اوور" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر! ہم نے اسرائی روڈ والی عمارت پر ریڈ کیا ہے۔ وہاں دس افراد تھے۔ بڑی زوردار جنگ ہوئی ہے۔ چھ آدمی مارے گئے ہیں اور باقی فرار ہو گئے ہیں۔ ان میں ایک آدمی جس کا ایک بازو بے حس ہو کر اس کے جسم کے ساتھ لٹک رہا تھا، بھی شامل ہے۔ چوہان اور کیپٹن شکیل بھی

شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ اوور" جولیا نے تیز تیز لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ سرغنہ ٹرومین فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے تم ایسا کرو کہ چوہان اور کیپٹن شکیل کو فوراً ہسپتال بھجوا دو۔ اوور"

" یس سر ——— صفدر انہیں لے کر جا رہا ہے۔ وہ روانہ ہونے والا ہے۔ اوور" جولیا نے جواب دیا۔

" صفدر کو کہہ دو کہ وہ انہیں ہسپتال چھوڑ کر وہاں سے عمران کو لے لے۔ عمران اب قدرے ٹھیک ہو گیا ہے۔ ٹرومین کو تلاش کرنے کے لئے اس کا اب فیلڈ میں آنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں اسے حکم دے دیتا ہوں۔ اوور" عمران نے کہا۔

" یس سر ——— ہمارے متعلق اب کیا حکم ہے۔ اوور" جولیا نے کہا۔

" تم سب ابھی وہیں رکو گے۔ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور رونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اس نے گھڑی کلائی پر باندھ لی۔ اب اسے صفدر کا انتظار تھا۔ اس کا آئیڈیا تھا کہ ٹرومین لازماً وہاں سے فرار ہو کر نیشنل ٹاؤن والے اڈے پر جائے گا۔ کیونکہ وہ ذہنی طور پر بے حد چالاک ہے اور چالاک آدمی ایسی ہی بات سوچتے ہیں۔ سیکرٹ سروس کے اسرانی روڈ والی عمارت پر ریڈ سے اس نے لازماً یہی نتیجہ نکالا ہو گا کہ نیشنل ٹاؤن والا اڈہ اب محفوظ ہو گیا ہے۔

بہرحال یہ تو اب چیکنگ پر ہی معلوم ہو سکتا تھا۔ اسے البتہ اتنا اطمینان تھا کہ اب تک زیرو ڈگن صدر مملکت تک پہنچ چکی ہو گی کم از کم اس معاملے میں تو وہ سرخرو ہو ہی چکا ہے۔ اچانک اسے فلیک اور اس کے ساتھی کا خیال

آیا تو اس نے فون پیس اٹھایا اور ایک بار پھر رانا ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" رانا ہاؤس" رابطہ قائم ہوتے ہی جوانا کی آواز سنائی دی۔

" جوانا! میں عمران بول رہا ہوں، جوزف کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

" اوہ ——— ماسٹر آپ ٹھیک ہو گئے ہیں۔ ویری گڈ۔ جوزف سر سلطان کی کال پر گیا تھا اس کے بعد ابھی واپس نہیں آیا۔ ایک منٹ سر! جوزف آ رہا ہے۔ بات کراؤں اس سے؟" جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں" ——— عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

" باس آپ ٹھیک ہو گئے ہیں۔ میں بے حد پریشان تھا۔" جوزف کی خلوص بھری آواز سنائی دی۔

" میں تو ٹھیک ہو گیا ہوں لیکن تم کہاں رہ گئے تھے۔" عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" اوہ باس۔ سر سلطان نے مجھے کہا تھا کہ میں طاہر صاحب کو چیک کروں۔ طاہر صاحب کی کار مارشل روڈ پر کھڑی نظر آئی لیکن طاہر صاحب موجود نہ تھے۔ میں نے ایک پبلک بوتھ سے سر سلطان کو اطلاع دی اور پھر میں واپس آ رہا تھا کہ میں نے طاہر صاحب کو ایک ٹیکسی میں بیٹھے دیکھ لیا۔ میں نے انہیں روکا تو طاہر صاحب نے مجھے پریذیڈنٹ ہاؤس چلنے کے لئے کہا۔ میں انہیں کار میں لے کر وہاں گیا۔ وہ پریذیڈنٹ صاحب کے پاس چلے گئے اور مجھے وہیں رکنے کے لئے کہا۔ پھر وہ واپس آئے اور میں انہیں دانش منزل چھوڑ کر واپس پہنچا ہوں۔" جوزف نے کہا۔

" اوہ۔ اچھا۔ پھر تو تم نے نیکی کا کام کیا ہے۔ وہ فلیک اور اس کے ساتھی

کا کیا حال ہے۔ کہیں بندھے بندھے تو آزاد نہیں ہو گئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جوزف کے بیان سے اسے مکمل طور پر تسلی ہو گئی کہ بلیک زیرو، زیرو گن صدر مملکت تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

" آزاد ۔۔۔۔ کیا مطلب باس وہ تو آپ کے زخمی ہونے کے چند لمحوں بعد ہی اسی حالت میں مر گئے۔ اچانک ان کے منہ اور ناک سے خون کا فوارہ سا اُبل پڑا تھا۔ اور ایک لمحے میں ان کی گردنیں ڈھلک گئیں۔ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ تو پھر آزاد ہو گئے ناں ۔ یہی تو میں پوچھ رہا تھا۔ جسم نہ سہی، روح تو آزاد ہو ہی گئی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوکے کہہ کر فون آف کر دیا۔ کیونکہ دروازے کے باہر راہداری میں تیز تیز قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دے رہی تھی۔

ٹرومین اور بلیکی دونوں کے چہرے بُری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ ٹرومین کا دایاں ہاتھ ایک پٹی کی مدد سے گلے سے بندھا ہوا تھا۔ وہ اپنے سامنے سپیشل ٹرانسمیٹر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شکست کے آثار نمایاں تھے۔

" ٹھیک ہے ۔ اب کیا ہو سکتا ہے ۔ ہمیں ہیڈکوارٹر کو اپنی ناکامی کی اطلاع دے دینی چاہیئے۔ کاش میں اس آدمی سے پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتا اور اسے فوراً گولی مار دیتا ۔" ٹرومین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

" ویسے باس وہ شخص تو بندھا ہوا تھا اور آپ کے پاس مشین گن تھی" بلیکی نے کہا۔

" ہاں ۔ ایسا ہی تھا۔ لیکن وہ انتہائی طاقتور اور چست آدمی ثابت ہوا ہے۔ میرے تصور سے بھی زیادہ حیرت انگیز۔ اس نے جس انداز میں مجھے بے بس کیا ہے، میں اب تک حیران ہوں۔" ٹرومین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یس —— ہیڈ کوارٹر۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"باس —— میں ٹرومین بول رہا ہوں۔ اوور"۔ ٹرومین نے کہا۔

"اوہ —— کیا بات ہے ٹرومین تمہارا لہجہ کیسا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"باس! آپ کے حکم پر میں نے جبار کو زیروگن دے دی تھی لیکن سیکرٹ سروس نے اس سے زیروگن واپس حاصل کر لی۔ اوور"۔ ٹرومین نے سارا الزام جبار کے کھاتے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"زیروگن حاصل کر لی —— کیا مطلب جبار تو کبھی سامنے نہیں آیا، پھر یہ کیسے ہو گیا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چیختے ہوئے انداز میں کہا گیا۔ اور جواب میں ٹرومین نے ایکسٹو والی عمارت پر حملہ کرنے ٹی ون الیون سے اندرونی حالات چیک کرنے سے لے کر اب تک کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ —— ویری بیڈ —— اس کا مطلب ہے بلیک تھنڈر اپنے مشن میں ناکام ہو گئی اور یہ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ جب تم نے زیروگن واپس لے لی تھی تو تمہیں اس آدمی کو اغوا کرنے اور اس سے پوچھ گچھ کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیئے تھا۔ تم اسے وہیں گولی مار دیتے۔ ہمارے لئے زیروگن اہم تھی یا وہ آدمی۔ اوور"۔ باس نے بڑی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"باس! دراصل میں اس آدمی کی وجہ سے ساری پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا۔ تاکہ انہیں بلیک تھنڈر کی عظمت کا احساس ہو سکے۔

لیکن سارا پلان ہی الٹ گیا۔ اوور"۔ ٹرومین نے جواب دیا۔

"سنو —— تمہارے متعلق ہیڈ کوارٹر نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اب ہیڈ کوارٹر سے براہ راست منسلک ہو چکے ہو، بحیثیت گریڈ ون ایجنٹ اور یہ سب کچھ میری پرزور سفارش کی بنا پر ہوا ہے۔ اور تم منہ لٹکائے بیٹھے اپنی شکست کی کہانی مجھے سنا رہے ہو۔ زیروگن تم نے ہر قیمت پر حاصل کرنی ہے۔ تم نے پہلے جو کال کی تھی اس میں بتایا تھا کہ عمران اور سر سلطان کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے مطابق پاکیشیا کا صدر زیروگن لے کر رات کو کسی وقت شوگران جائے گا۔ اس کا مطلب ہے ابھی زیروگن پاکیشیا میں موجود ہے تم پوری قوت سے پریذیڈنٹ ہاؤس پر چڑھ دوڑو اور چاہے تمہیں پریذیڈنٹ سمیت سب کچھ کیوں نہ تباہ کرنا پڑے کر دو۔ لیکن زیروگن ہر صورت میں حاصل کرو۔ اوور"۔ باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ آپ نے درست کہا ہے باس۔ ٹھیک ہے باس اب میں قیامت بن کر پریذیڈنٹ ہاؤس پر ٹوٹ پڑوں گا۔ میں زیروگن واپس حاصل کروں گا۔ ہر صورت میں۔ ہر قیمت پر۔ اوور"۔ ٹرومین نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"گڈ —— گریڈ ون ایجنٹ کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اس بار زیروگن حاصل کرتے ہی تم نے اسے فوری طور پر تالستانیہ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر آتھوش تک پہنچا دینا۔ اب کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا۔ اوور" —— باس نے کہا۔

"تالستانیہ کے سفارت خانے۔ ٹھیک ہے باس۔ زیروگن پہنچ جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں"۔ ٹرومین نے تیز لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"زیرو گن تو شوگران پہنچ بھی گئی مسٹر ٹرومین۔ صدر مملکت کا طیارہ دس منٹ پہلے شوگران پرواز کر چکا ہے۔"

اچانک عقب سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو ٹرومین اور بلیکی بری طرح اچھل پڑے۔ دروازے پر عمران ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر ہسپتال والا لباس ہی تھا۔ اس کے ساتھ صفدر تھا اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

"اوہ تم ——— تم علی عمران یہاں کیسے پہنچ گئے"۔ ٹرومین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور بلیکی کی چیخ سے گونج اٹھا۔ بلیکی نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا تھا لیکن صفدر کی مشین گن نے شعلے اگل دیئے۔ اور بلیکی لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے جا گرا۔

"میں نے سوچا کہ تم خواہ مخواہ اپنے باس کے کہنے پر پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کرنے کی تکلیف کرو گے۔ میں خود بھی تمہیں اطلاع دے دوں اور تمہارے ہیڈ کوارٹر کے باس کو بھی پتہ چل جائے کہ سپیشل ٹرانسمیٹر کو پھاڑ کر اس نے مجھے ختم کرنے کی جو کوشش کی تھی، ایسی کوششوں سے عمران کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ عمران جب اس بلیک تھنڈر کا خاتمہ کرنے نکلے گا تو پھر بلیک تھنڈر کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور تمہارے باس کی نالستانیہ سفارت خانے والی بات میں نے سن لی ہے اس لئے اس نے خود ہی بلیک تھنڈر کا راستہ مجھے بتا دیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دروازے میں ہی کھڑا تھا۔ اس نے یا صفدر نے آگے بڑھنے کی

کوشش نہ کی تھی۔

"تم یہ حسرت لئے قبر میں پہنچ جاؤ گے عمران"۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے باس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکہ ہوا لیکن باس کا فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہی عمران صفدر کو دھکیلتا ہوا دروازے سے دور ہٹ چکا تھا۔ دھماکے کی آواز میں ٹرومین کی چیخ بھی شامل تھی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"اب میں کیا کروں۔ سچ کو تو اس کے اپنے آدمی بھی برداشت نہیں کرتے"۔ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ لکڑی کا دروازہ بھی اکھڑ کر راہداری میں آ گرا تھا۔ عمران آگے بڑھا تو اس نے ٹرومین کو تباہ شدہ ٹرانسمیٹر کی عقبی طرف دیوار کی جڑ کے ساتھ پڑا ہوا دیکھا۔ وہ بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں سے جگہ جگہ سے خون نکل رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پنڈلیوں پر کسی نے خنجر مار مار کر زخم بنا دیئے ہوں۔ لیکن پنڈلیوں سے اوپر کا جسم زخموں سے محفوظ تھا۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا لیکن پھر گر پڑتا۔

"مم ——— مم ——— میں گریڈ ون ایجنٹ ہوں۔ میں تم سب کو تباہ کر دوں گا"۔ ٹرومین نے عمران کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا۔ وہ واقعی بے پناہ قوت برداشت کا مالک تھا۔ ورنہ ایسی حالت میں تو اچھے سے اچھے بہادر بھی اور کچھ نہ ہو تو بے ہوش ضرور ہو جاتے تھے لیکن ٹرومین نہ صرف ہوش میں تھا بلکہ اپنے ذہن کو بھی سنبھالے ہوئے تھا۔ شاید اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ اس لئے وہ مجبور ہو گیا تھا۔

"یہ عقبی طرف کیسے پہنچ گیا" صفدر نے گن اس کی طرف سیدھی کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاصا ہوشیار اور طاقت ور آدمی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے باس کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ اس لئے فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہم تو سائیڈ میں ہٹ گئے جبکہ اس نے عقبی طرف کو قلابازی کھائی لیکن بس ایک لمحے کی چوک ہو گئی اس سے کہ اس کی پنڈلیاں دھماکے کی زد میں آ گئیں" عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"مم ——— میں تباہ کر دوں گا پورے پاکیشیا کو۔ پورے ملک کو میں ٹرومین ہوں ناقابل شکست ——— مم ——— مم" ٹرومین نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور صفدر کی انگلی ٹریگر پر کلبلائی ہی تھی کہ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"زخمی اور بے بس پر فائر نہیں کرتے صفدر" عمران نے کہا اور صفدر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

اس بار ٹرومین اٹھنے کی کوشش میں فرش پر گرا تو پھر نہ اٹھ سکا اور اس کا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

"اسے اٹھا کر ہسپتال پہنچاؤ صفدر۔ جلدی کرو، ایسا نہ ہو کہ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے یہ واقعی مر جائے اور یہ کی موت پوری دنیا کے لئے المیہ ہو گی۔" عمران نے ٹرومین کے بے ہوش ہوتے ہی صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سیکرٹ سروس کے ہسپتال لے جانا ہے اسے۔" صفدر نے مشین گن

کاندھے سے لٹکا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ اب اتنا بھی اہم آدمی نہیں ہے۔ جنرل ہسپتال پہنچا دو۔ میں سوپر فیاض کو فون کر دیتا ہوں۔ فی الحال اس کے کارناموں میں ایک اور شاندار کارنامے کا اضافہ ہو جائے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— یہ فیاض کا کارنامہ کیسے ہو گیا" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اسی لئے فی الحال کہا ہے۔ ظاہر ہے صحت مند ہونے کے بعد یہ تمہارے نقاب پوش باس کے پاس خود بخود پہنچ جائے گا تاکہ اس سے بلیک تھنڈر کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کی جا سکیں۔ صحت مند ہونے کے بعد یہ فیاض کے بس کا روگ ہی نہیں رہے گا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہ فی الحال بھی آخر کیوں۔ اس کا علاج تو سیکرٹ سروس ہسپتال میں بھی ہو سکتا ہے" صفدر نے بے ہوش ٹرومین کو اٹھا کر کاندھے پر لادتے ہوئے کہا۔

"یار تمہیں تو بھاری تنخواہ مل جاتی ہے۔ کچھ ہم بے روزگاروں کا بھی خیال کر لیا کرو۔ "فی الحال" سے اگر سوپر فیاض کی چیک بک سے ایک چیک کم ہو جائے گا تو تمہیں کیا اعتراض ہے۔ ویسے بھی اس کی بیماری سے ہی یہ قصہ شروع ہوا تھا" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

اب وہ دونوں لان میں سے گزر کر راہداری کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

"ویسے آپ کا اندازہ سو فیصد درست نکلا عمران صاحب کہ یہ نیشنل ٹاؤن والی کوٹھی میں چھپا ہوا ہوگا" صفدر نے چلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اس قسم کے مجرموں کی نفسیات کا علم ہے۔ بہر حال ہم بروقت پہنچ گئے ورنہ یہ لوگ لازماً پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر دیتے اور پھر خواہ مخواہ ایک اور عذاب کھڑا ہو جاتا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! میرے خیال میں آپ پہلے چیف باس کو فون کر کے پوچھ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسے جنرل ہسپتال پہنچانے پر ناراض ہو جائیں" صفدر نے بے ہوش ٹرومین کو وہیں برآمدے میں فرش پر لٹاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان کی کار تو کوٹھی سے باہر تھی۔ اور وہ ٹرومین کو اس حالت میں اٹھا کر کوٹھی سے باہر نہ جا سکتا تھا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ تم کار لے آؤ میں تمہارے باس سے معلوم کر لیتا ہوں۔ مجھے تو بہر حال چیک چاہیئے۔ تمہارا باس دے دے یا سوپر فیاض، ویسے تمہارا باس بے حد کنجوس آدمی ہے۔ جیسے ہی چیک کی بات ہوئی، اس نے یہی کہنا ہے کہ اسے کسی گٹر میں پھینک دو۔ حکومت کا خزانہ ان جیسے مجرموں کے عوض خالی نہیں کیا جا سکتا" عمران نے جواب دیا۔

"خزانہ ——— کیا مطلب ہے۔ کیا آپ ایک چیک سے خزانہ خالی کر دیں گے" صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ارے۔ میں نے تو صرف اتنی درخواست کرنی ہے کہ ایک ہندسہ ڈال کر چیک مجھے دے دیا جائے باقی صفریں میں خود ڈال لوں گا۔ صفروں کی تو کوئی قیمت نہیں ہوتی ناں" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنستا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد